

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
عَلَيْهِ الْكَفَلُ وَالْمُخْلَصُ عَلَى  
الْمُتَّقِينَ

كَلِمَةٌ عَاشُورَةٌ لِلْجَنَاحِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
عَلَيْهِ الْكَفَلُ وَالْمُخْلَصُ عَلَى  
الْمُتَّقِينَ

كَلِمَةٌ عَاشُورَةٌ لِلْجَنَاحِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
عَلَيْهِ الْكَفَلُ وَالْمُخْلَصُ عَلَى  
الْمُتَّقِينَ

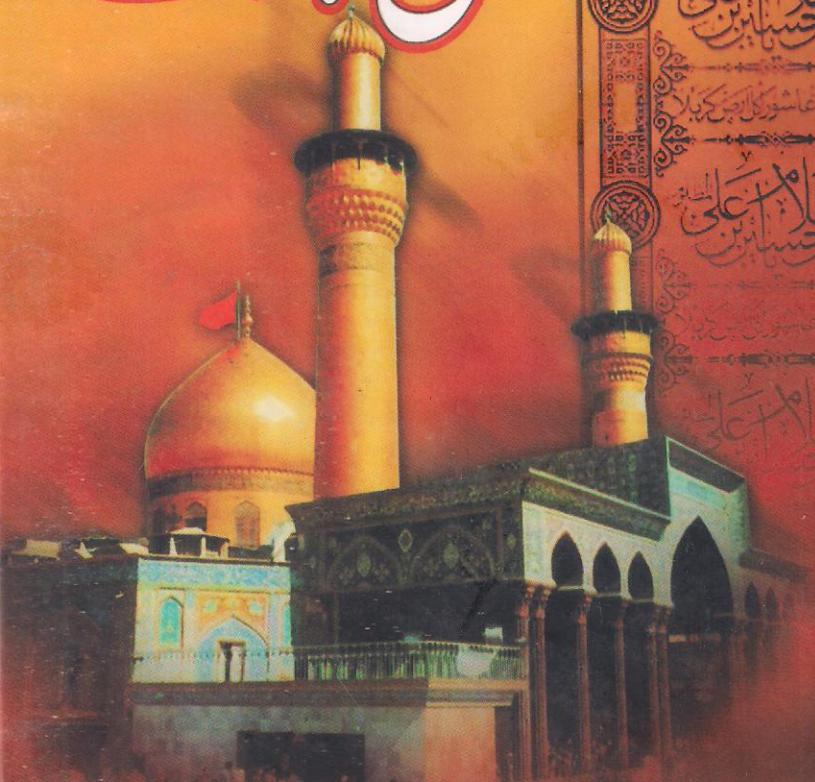
كَلِمَةٌ عَاشُورَةٌ لِلْجَنَاحِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
عَلَيْهِ الْكَفَلُ وَالْمُخْلَصُ عَلَى  
الْمُتَّقِينَ

كَلِمَةٌ عَاشُورَةٌ لِلْجَنَاحِيَّةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
عَلَيْهِ الْكَفَلُ وَالْمُخْلَصُ عَلَى  
الْمُتَّقِينَ

# مقتل الحوف



تأليف: سيد ابن طاووس

ناشر إسلامك بلك سنتر اسلام آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْلِ سَكِينَةٍ  
جَهْرًا بِالْمُلْكِ أَهْدَى يُونَتْ بِرْبِّ

# مَقْتُلُ الْمَوْفَ

سید ابن طاؤوس

(متوفی ۲۶۳ھ)

مُتَرَجمٌ

مولانا مظہر حسین حسینی

ناشر

اسلامک بک سنتر اسلام آباد

## جملہ حقوق بدق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	قتل حوف
مؤلف	:	سید ابن طاویل رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	:	مولانا مظہر حسین جیسی
پیشکش	:	مولانا سید محمد تقیٰ بن کاظمی
نظر ثانی	:	مولانا محمد حسن جعفری (ایم اے)
کپوزر	:	علام حیدر، مکسیما کپووزنگ سینٹر، 03465927378
پرنٹنگ	:	مکسیما پرنٹنگ پرنس، راولپنڈی، موبائل: 03335169622
بڑا شاعت	:	دوم۔ جنوری ۲۰۰۷ء
بڑا شاعت	:	سوم۔ اپریل ۲۰۰۷ء
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	120 روپے
ناشر	:	اسلامک بک سنٹر
		گلی نمبر 12، 2-G/6، اسلام آباد
		فون نمبر 051-2870105

ملئے کا پتہ :

**مکتبۃ الرضا**  
8- یسمحت میال مارکیٹ غزنی سڑک  
اردو بازار لاہور۔ فون: 042-7245166

معصوم پبلیکیشنز، مدھوکھا، کھرمنگ، بلستان

## خہرست

صفحہ نمبر

عنوان

6 عرض ناشر

۷

۹

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کے حالات زندگی

## حصہ اول

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے صحیح عاشورا تک

۱۶

امام حسین علیہ السلام کی ولادت با سعادت

۲۰

پہلا پرچم و دوسرا پرچم

۲۱

تیسرا پرچم

۲۲

معاویہ کی موت اور یزید عیین کا خط

۲۳

امام حسین علیہ السلام کا اپنی شہادت سے باخبر ہونا

۲۷

مدینہ سے امام حسین علیہ السلام کی روائی

۲۸

اہل کوفہ کی امام حسین علیہ السلام کو موت

۳۱

مسلم بن عقیل کی کوفہ روائی

۳۲

ابن زیاد کا اولی گوفہ بننا

۳۷

مسلم ہانیؑ کی پناہ میں

۴۲

مسلم بن عقیل کا قیام

۴۵

حضرت مسلم اور حضرت ہانیؑ کی شہادت

۴۷

امام حسین علیہ السلام کی عراق روائی

۵۰

کاروان حسینؑ کی مکہ سے روائی

۵۱

فرشتوں کی امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لئے آمد

- |    |                                                                          |
|----|--------------------------------------------------------------------------|
| ۵۲ | ۶ مؤمن جنات کی امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لئے آمد                  |
| ۵۳ | ۶ امام حسین علیہ السلام کی اباضہ سے ملاقات                               |
| ۵۵ | ۶ زہیر بن قیم کی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں شرف یابی              |
| ۵۷ | ۶ شہادت قیس بن مسحر                                                      |
| ۵۹ | ۶ حرمی یزید کا امام حسین علیہ السلام کو روکنا                            |
| ۶۱ | ۶ امام حسین علیہ السلام کا کربلا میں داخلہ                               |
| ۶۲ | ۶ حضرت نسب مسلم اللہ علیہما کی بے چینی                                   |
| ۶  | <b>حصہ دوام</b>                                                          |
| ۶۴ | ۶ واقعاتِ عاشورا۔ شہادت شہداء کرbla اور خیام مل حرم کی تاریخی و آتش زدگی |
| ۶۶ | ۶ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کا پہلا خطبہ                           |
| ۶۸ | ۶ حضرت عباس عالمدار علیہ السلام کو امان کی دعوت                          |
| ۷۰ | ۶ امام حسین علیہ السلام کی آخری شب                                       |
| ۷۲ | ۶ عاشورہ کی صبح                                                          |
| ۷۵ | ۶ اشعار کا ترجمہ                                                         |
| ۷۷ | ۶ عمر بن سعد کی طرف سے جنگ کا آغاز                                       |
| ۷۹ | ۶ حرم کی توبہ                                                            |
| ۸۰ | ۶ بریر بن حضیر                                                           |
| ۸۱ | ۶ وہب بن جناح گلپی                                                       |
| ۸۲ | ۶ مسلم بن عوجہ                                                           |
| ۸۳ | ۶ عمرو بن قرطہ انصاری                                                    |
| ۸۴ | ۶ جون غلام سیاہ اور اس کی جنگ                                            |

۸۲	۶	عمرو بن خالد صیداوي
۸۳	۶	حظلہ بن سعد شامی
۸۴	۶	نمایز طہر عاشورا
۸۵	۶	سوید بن عمرو بن ابی مطاع
۸۶	۶	شہادت علی اکبر
۸۷	۶	شہادت حضرت قاسم
۸۸	۶	شہادت طفل شیر خوار
۸۹	۶	فدا کاری و شہادت قمر بنی ہاشم
۹۰	۶	شجاعت امام حسین
۹۱	۶	شہادت عبد اللہ بن احسان
۹۲	۶	امام حسین کی زندگی کے آخری لمحات
۹۳	۶	شہادت کے بعد حالات
۹۴	۶	خیام کی تاریجی اور آتش زدگی
۹۵	۶	جناب نبی ﷺ کا بھائی کی لاش پر گریہ
۹۶	۶	لشکر کوفہ پر عذاب
۹۷	۶	حضرت فاطمہ زہرا <small>عليها السلام</small> کا خنزیر میں
۹۸	۶	<b>حصہ سوم</b>

۱۰۰	۶	شہادت امام حسین کے بعد
۱۰۱	۶	اسیر ان کربلا کی کوفہ و شام کی طرف روانگی
۱۰۲	۶	تدفین شہداء اور اسیروں کا کوفہ میں داخلہ
۱۰۳	۶	حضرت نبی ﷺ کا خنزیر

۱۱۵	حضرت فاطمہ بنت الحسینؑ کا خطبہ	6
۱۱۹	خطبہ جناب ام کلثوم سلسلہ اللہ علیہما	6
۱۲۰	خطبہ امام سجاد علیہ السلام	6
۱۲۲	دارالامارہ میں اہل بیتؑ کا ورود	6
۱۲۶	عبداللہ بن عفیف کی شجاعت و شہادت	6
۱۲۹	اسیر ان اہل بیتؑ کی کوفہ سے شام روانگی	6
۱۳۲	دروازہ شام پر اہل بیتؑ کی حالت زار	6
۱۳۳	ضعیف العرشامی کی داستان	6
۱۳۴	دربار یزید میں اہل بیتؑ کا داخلہ	6
۱۳۷	خطبہ جناب نسب سلسلہ اللہ علیہما	6
۱۳۱	دربار یزید میں ایک شامی شخص کی داستان	6
۱۳۳	جناب سکینہؑ کا خواب	6
۱۳۴	بادشاہ روم کے سفیر کی داستان	6
۱۳۶	حدیث منحال	6
۱۳۷	پہلی، دوسری اور تیسری حاجت	6
۱۳۸	اہل بیت علیہم السلام کا کربلا میں ورود	6
۱۳۹	اہل بیت مدینہؑ کے قریب	6
۱۵۱	خطبہ حضرت امام سجاد علیہ السلام نزد مدینہ	6
۱۵۳	مدینہ کے مکانات کی حالت زار	6
۱۵۷	گریہ امام زین العابدین علیہ السلام	6



## عرض ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

1962ء میں راولپنڈی کے متین نوجوانوں پر مشتمل ایک انجمن بنام ”یونگ میں شیعہ ایسوی ایشن“ کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا بنیادی مقصد علوم محمد و آل محمد علیہم السلام کی نشر و اشاعت تھا۔ اس انجمن کے تحت ابتدائی طور پر بہت سے تبلیغی پروفلٹ شائع ہوئے۔ بعد ازاں اس کا دفتر اسلام آباد میں منتقل ہو گیا اور انجمن کا نام تبدیل کر کے پہلے ادارہ تبلیغ شیعہ اور بعد میں امامیہ دار التبلیغ اسلام آباد رکھ دیا گیا۔ اس ادارے کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی ہوئی اور علماء کرام نے بھی تعاون کرنا شروع کر دیا جس کے بعد یکے بعد دیگرے بہت سے تبلیغی اور اصلاحی کام ہوئے۔ اس ادارے کی مطبوعات میں ”تذکرۃ علمائے امامیہ“، ”امامیہ ڈائریکٹری“ اور ”امامیہ دینی مدارس کا جائزہ“ شامل ذکر ہیں۔

آخر کل دینی کتب کی نشر و اشاعت اسلامک بک سنتر اسلام آباد کے تحت ہو رہی ہے۔ اس کے تحت ایلیا، ”اوم اور علی“، نماز شیعہ، سعادت الدارین فی مقتل الحسین اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْآمَانُ، اول وقت نماز، برزخ کا سفر نامہ، حقوق اموات، کشکول، وغیرہ کتب شائع ہو چکی ہیں۔

اس سال اس سنتر کے تحت ”لھوف“ نامی مقتل کی بڑی جامع کتاب شائع کی جا رہی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ مولانا مظہر حسین حسینی ساکن کارہ اسٹیٹ سرگودھا حال مقیم ایران نے کیا تھا۔ لیکن اس میں عربی اور اردو متن کی بہت سی اغلاط تھیں، ان کی تصحیح کے لئے مولانا ملک آفتاب حسین جوادی نے ابتدائی طور پر کام کیا اور بعد ازاں محترم مولانا محمد حسن جعفری نے تصحیح فرمائی اور بڑی محنت کے بعد تمام اغلاط درست کر دیں۔ اب اغلاط سے پاک اور اچھے انداز میں یہ کتاب شائع کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ مونین اس کاوش کو پسند فرمائیں گے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ کتاب لاہور سے کسی اور نام سے بھی شائع ہوئی ہے جبکہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ کتاب کو اصل نام سے ہی شائع کرنا چاہیئے تاکہ قارئین کو خریدنے اور پڑھنے میں دقت نہ ہو۔

عزیزم غلام حیدر نے پوری کتاب کی نئے سرے سے کپوزنگ کی ہے۔ میں آخر میں مولانا آفتاب حسین جوادی اور خصوصی طور پر مولانا محمد حسن جعفری مدیر مدرسہ کنز العلوم الامامیہ را لپیٹھی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی محنت کی وجہ سے اس کتاب کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذہب اہل بیتؑ کو سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

میں مولانا مظہر حسین حسینی کا بھی شکر گزار ہوں جن کے ترجمے سے ہم نے استفادہ کیا۔

والسلام  
سید محمد تقیین کاظمی

نظم اعلیٰ، اسلامک بک سنتر اسلام آباد  
کیم مارچ ۲۰۰۸ء بہ طابق ۲۲ صفر المقطر ۱۴۲۹ھ

## سید ابن طاؤوس علیہ الرحمہ کے حالات زندگی

سید ابن طاؤوس کا نام علی بن موسیٰ بن جعفر ابن طاؤس ہے۔ یہ رضی الدین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ ان کی ولادت باسعادت ۱۵ احرم الحرام ۵۸۹ھ بھری بروز جمعرات کو ہوئی۔ سید رضی الدین کی والدہ ورام بن ابی فراس کی دختر تھیں۔ آپ کی نانی حضرت شیخ طوی علیہ الرحمہ کی بیٹی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ سید رضی الدین نے بعض مقامات پر شیخ طوی علیہ الرحمہ کو بجدا کہا ہے۔ سید ابن طاؤوس کا سلسلہ نسب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر مشتمل ہوتا ہے۔ سید رضی الدین کے جداً مجدد طاؤوس کی اولاد میں کئی ایک مشاہیر علماء ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک سید رضی الدین کے بھائی احمد بن موسیٰ ہیں جن کا لقب جمال الدین تھا۔ ان کی تالیفات بیاسی (۸۲) کے قریب ہیں۔ یہ شاعر بھی تھے۔

## سید ابن طاؤوس کی تالیفات

سید ابن طاؤوس کی کئی ایک تالیفات ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: کتاب الاقبال، فلاح السائل، لهوف علی اهل الطفوف، المهمات و التتممات، مجتنی، مهج الدعوات، جمال الاسبوع۔

## سید ابن طاؤوسؑ کے تقویٰ کا ایک نمونہ

سید نعمت اللہ الحبزری اپنی کتاب زہر الریح میں رقطراز ہیں کہ سید رضی الدین علی بن طاؤوس نے بتایا کہ بادشاہ وقت نے مجھ سے قاضی بننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے جواب دیا کہ میری عقل اور خواہش نفس نے میرے پاس ایک مقدمہ دائر کر کے مجھ سے فیصلہ کی خواہش کی۔ وہ دونوں میرے پاس آئے۔

عقل نے دلیل دیتے ہوئے کہا: میں تمہیں بہشت اور اس کی لازوال نعمات کی طرف لے جانا چاہتی ہوں۔

ہوائے نفس نے دلیل دی۔ دیکھو آخترت ادھار ہے میں تمہیں دنیا میں موجود لذتوں سے بہرہ مند کرنا چاہتی ہوں اس کے ساتھ ہی دونوں نے مجھ سے عادلانہ فیصلے کا تقاضا کیا۔ میں ایک دن عقل کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں اور دوسرے دن خواہش نفس کے حق میں۔ اس قضیہ کو پچاس سال کا طویل عرصہ گزگیا میں ابھی تک اس بھگڑے کا فیصلہ نہیں کر پایا۔ جو شخص اتنی طولانی مدت میں ایک قضیہ کا فیصلہ نہ کر سکا۔ وہ کئی قضیوں کا فیصلہ کرنے کی کیونکر صلاحیت والہیت رکھتا ہے۔ لہذا تم عہدہ قضاوت پر ایسے شخص کو فائز کرو جو اس کا اہل ہو۔

اس خوبصورت واقعہ سے ان کے تقویٰ کی خوشبو آتی ہے۔ کیونکہ قاضی کے پاس ہر قسم کے مقدمات آتے ہیں ان میں قتل کے کیس بھی ہوتے ہیں۔ عموماً شریعت کے مطابق گواہ میسر نہیں آتے۔ لہذا اگر کوئی عدالت کے فیصلے سے ناحق قتل ہو جائے تو اس کا وبال قاضی کے سر ہوتا ہے۔ ناحق قتل ناقابل معافی ہے کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔ انہوں نے کس پیارے اور دلشیں انداز اور بہترین حکمت عملی سے عقل اور خواہش

نفس کی داستان کے ذریعہ بادشاہ وقت کی خواہش کو مسترد کیا۔ (رحمہ اللہ) علاوہ ازیں غاصب اور ظالم بادشاہ کی حکومت میں کسی طور اس کی مدد کرنا بذات خود ایک عظیم گناہ ہے۔ جس سے انہوں نے بڑی عقلمندی سے جان چھڑالی۔

سید ابن طاؤوسؑ اور امام زمانہ

سید ابن طاؤوسؑ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ سید رضی الدین علی بن طاؤوس نے سامرہ میں حضرت صاحب اعصر

کے سردار میں آنحضرت کی صدائے مبارک سنی۔ انہوں نے آنحضرت

کو یہ دعا قنوت میں پڑھتے ہوئے سنائی۔

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي شَيْعَتَنَا خُلِقُوا مِنْ فَاطِلِ طَيْبَتِنَا وَ عَجِلُوا  
بِمَا إِرَأَيْنَا وَ لَا يَرَنَا﴾

اے اللہ ہمارے شیعہ ہماری فاضل طینت (باتی ماندہ مٹی) سے خلق  
ہوئے ہیں اور ہماری ولایت کے پانی سے خیر ہوئے  
لہذا ہماری خاطر انہیں بخش دے۔

## کرامات

علامہ حلی علی الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن طاؤوسؑ کی بعض کرامات بھی ہیں جو مجھ سے بیان کی گئی ہیں اور بعض کو میرے والد مرhom نے نقل فرمایا تھا اور بڑی احتیاط سے انہیں تحریر کیا تھا۔

ان کی جملہ کرامات میں سے ایک یہ ہے جسے اسماعیل بن حسن هرقی نے نقل

کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ میں نے ایک شب صاحب العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی زیارت کی۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ عباسی خلیفہ سے کوئی شے قبول نہ کرو اور میرے بیٹے سید رضی الدین سے کہو کہ علی بن عوض کو تمہاری سفارش لکھ دے ہم نے اس کے ذمہ لگایا ہے کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ تمہیں دے دے۔ اس حکایت کو مقدس اردو بیلہ نے حدیثۃ الشیعہ میں، علی بن عیسیٰ اردو بیلہ نے کشف الغمہ میں اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بخار الانوار میں تحریر کیا ہے۔

### سید ابن طاؤوسؑ کی امام زمانہ (ع) کے متعلق اپنے بیٹے کو نصیحت

اے میرے بیٹے محمد اخداوند تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو اپنے اولیاء کی دوستی و محبت اور اپنے ڈمنوں کی دشمنی سے زینت بخش۔ جب مجھے تمہاری ولادت کی خبر ملی تو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم پر اس کا شکر ادا کیا اور بحکم خدا میں نے تمہیں حضرت امام مهدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غلامی میں دے دیا۔ اور میں نے تمہیں پیش آمدہ حوادث کے لئے امام اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیا اور ان کے دامن عنایت سے متول ہوا۔ اور اس خواب میں کئی مرتبہ حضرتؐ کی زیارت سے مشرف ہوا کہ انہوں نے ہم پر نظر کرم فرمائی اور تمہاری حاجات برداری کی اور اس قدر مدد داری قبول فرمائی کہ میں اسے الفاظ میں بیان کرنے سے قادر ہوں۔ لہذا تم ان کی دوستی و محبت اور ان کی یاد میں اس طرح رہوجیسا خداوند تعالیٰ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت اللہ تعالیٰ اور ان کے آباء و اجداد چاہتے ہیں۔ آنحضرت اللہ تعالیٰ کی حاجات و خواہشات کو اپنی خواہشات پر مقدم جانو۔ اپنا اور اپنے عزیزوں کا صدقہ دینے سے پہلے آنحضرت اللہ تعالیٰ کا صدقہ دو۔ اپنی دعا پر ان کے لئے دعا کو مقدم رکھو۔ یہ امر خیر میں انہیں ترجیح دو اور آنحضرت اللہ تعالیٰ

سے مخاطب ہوتے ہوئے پہلے سلام کہوا دراس کے بعد وہ زیارت پڑھو جو سلام اللہ  
الکامل النام سے شروع ہوتی ہے۔ انہ-

### سید ابن طاؤوسؑ کی وصیت

سید ابن طاؤوسؑ نے اپنی کتاب فلاح السائل میں لکھا ہے کہ میرے جد  
لائق اقتدا افراد میں تھے۔ انہوں نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے منہ میں  
عشق کے نگینہ والی انگشتی رکھی جائے جس پر انہم علیهم السلام کے اسماءً گرامی کندہ ہوں۔  
ان کے لئے ایسا ہی کیا گیا۔ پھر ان کی تائی میں اپنی عشق کی انگوٹھی پر میں نے بھی یہ  
عبارت کندہ کروائی۔

﴿اللَّهُ رَبِّيْ، مُحَمَّدُ نَبِيْ وَ عَلَىٰ اَمَامِيْ  
(الى آخر الائمه) ائمتي و وسيلي﴾۔

میں نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے منہ میں یہ انگوٹھی رکھیں  
تاکہ قبر میں سوال کے لئے آنے والے دو فرشتوں کا جواب ہو سکے۔

شاید و رام بن ابی فراس نے اس حدیث سے استفادہ کیا ہو جس کا ظاہراً مفہوم  
یہ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے فرمایا:  
”یا علی! عشق کی انگشتی با تھے میں پہننا کرو کیونکہ وہ پہلا پتھر ہے  
جس نے خداوند تعالیٰ کی وحدانیت، میری رسالت، تیری اور تیری  
اولاد سے ہونے والے ائمہ کی ولایت و امامت کا سب سے پہلے  
اقرار کیا۔“

اس بزرگوار کی وفات ۵ ذی القعده ۶۷ھجری بروز پیر ہوئی۔

(ماخوذ از: فضیل العلما، تالیف: میرزا محمد تکابنی)



## حصہ اول

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت

سلے کر

محج عاشورا تک

## حضرت امام حسینؑ کی ولادت با سعادت

آپؐ کی ولادت پانچ شعبان ۲۷ھ اور ایک قول کے مطابق تین شعبان کو ہوئی۔ بعض کہتے ہیں: ماہ ربیع الاول ۳ھ کے آخر میں ہوئی۔ آپؐ کی تاریخ ولادت کے سلسلہ میں اور روایات بھی موجود ہیں۔

جب آپؐ پیدا ہوئے تو جبریلؐ ایک ہزار فرشتوں کی معیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنے کے لئے شرف یاب ہوئے۔ فاطمہ زهراء سلام اللہ علیہا اپنے فرزند کو والد بزرگوار کی خدمت میں لا میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان کا نام حسین رکھا۔

## جناب ام الفضل کا خواب اور اس کی تعبیر۔

ابن سعد اپنی کتاب طبقات میں ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن بکر بن حبیب حکمی اور وہ حاتم بن معہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب عباسؓ بن عبدالمطلب کی زوجہ ام الفضلؓ کہتی ہیں کہ میں نے امام حسینؑ کی ولادت سے ایک رات پہلے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدین اقدس سے

گوشت کا ایک ٹکڑا جدا ہوا اور میری آغوش میں آ گیا۔

اس خواب کی تعبیر میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو میری بیٹی فاطمہ کے نیہاں جلد ایک فرزند پیدا ہو گا۔ اور میں اسے دودھ پلانے کے لئے تمہارے سپرد کروں گا۔ چنانچہ وہ مبارک دن آپنچا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں ایک فرزند متولد ہوا اور اسے دودھ پلانے کی خاطر میرے حوالے کیا گیا۔

ایک دن میں اس مولود مبارک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گئی۔ آنحضرت نے انہیں اپنی گود میں بٹھا کر چونا شروع کیا۔ اسی دوران پیچے کے پیشہ کا قطرہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک پر گرا۔ میں نے اس دوران جلدی سے بچہ کو آنحضرت کی آغوش سے جدا کیا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غضبناک ہو کر فرمایا: اے ام افضل! ذرا آہستہ، میرا لباس تو دھویا جا سکتا ہے لیکن تم نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے۔ میں نے حسین<sup>العلیی</sup> کو اسی حالت میں چھوڑا اور کمرہ سے باہر پانی لینے کے لئے چل گئی۔

جب میں واپس آئی تو دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رور ہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: پکھ در پہلے جریلن آئے اور انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کر دے گی۔

علماء محمد شین سے منقول ہے کہ جب امام حسین<sup>العلیی</sup> ایک سال کے ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا کی طرف سے بارہ فرشتے نازل ہوئے جن کے

ت شیخ مفید (الارشاد) ص ۲۳۲۔ ابن نہا (مشیر الاحزان)۔

ابن جوزی تذکرہ خواص الائمه، ج ۱، ص ۳۳۔ تاج العروس، ج ۹، ص ۷۷۔

چھرے سرخ تھے، اور ان کے پروبال کھلے ہوئے تھے، عرض کرتے ہیں:  
 اے محمد! وہی ظلم و ستم جو قاتل نے ہاتھیل پر کیا تھا آپ کے فرزند حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم پر  
 بھی کیا جائے گا۔ اور جس طرح ہاتھیل کو اس کا اجر دیا جائے گا اسی طرح آپ کے  
 حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم کو بھی اجر دیا جائے گا۔ اور حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے قاتلوں کو وہی عذاب دیا جائے گا  
 جو ہاتھیل کے قاتلوں کو ملتے گا۔

اسی اثنائیں آسمانوں کے تمام مقرب فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آله و سلم  
 کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور امام حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم  
 کی شہادت کی خبر پر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی خدمت میں تعزیت عرض کی۔ اور  
 وہ مقام جو خداوند کریم نے شہادت کے عوض میں امام حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم کو عطا فرمایا اس کی خبر  
 پہنچائی۔ اور حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی قبر کی تربت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی خدمت میں  
 پیش کی۔ اسی دوران رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے دعا فرمائی کہ:

”اے خدا! جس نے میرے فرزند حسین کو اذیت پہنچائی اسے  
 ذلیل و خوار فرماء، اور انہیں قتل کر جو حسین کو قتل کرے۔ اور اس کے  
 قاتل کو اپنے مقصد میں کامیاب نہ فرماء۔“

حضرت امام حسین کی شہادت کے بارے میں جبریل کا خبر دیتا

جب امام حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم دو سال کے ہوئے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آله و سلم کو  
 ایک سفر درپیش ہوا، دورانِ سفر آنحضرت آپا نکل رک گئے، اور فرمایا: ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا  
 إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے، رونے کی وجہ پوچھی گئی، تو فرمایا:  
 مجھے ابھی جبریل نے اس زمین کے بارے میں خبر دی ہے کہ جو شطوفرات کے قریب ہے،

جس کا نام کر بلاء ہے۔ اسی سر زمین پر میرے فرزند حسینؑ کو شہید کیا جائے گا۔ سوال کیا گیا۔ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! ان کا قاتل کون ہو گا؟ تو آپؑ نے فرمایا اس کا نام بیزید بن معاویہ ہے گویا کہ میں ابھی حسینؑ کی قتل کا وہ اور مقام دفن کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس سفر سے غمگین لوٹے اور منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، لوگوں کو نصیحت کی۔ پھر اپنا داہنا ہاتھ امام حسنؑ اور بابا یان ہاتھ امام حسینؑ کے سر پر رکھا اور اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے دعا مانگی۔ [خداؤند! محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہے۔ اور یہ دونوں میرے اہل بیت الاطهار اور برگزیدہ ذریت میں سے ہیں اور ان کو اپنی امت میں اپنا جائشیں بنانا کر جارہا ہوں، جریئلؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے اس فرزند کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جائے گا، خدا یا! شہادت کو اس کے لئے مبارک فرم اور اسے شہداء کا سردار قرار دے۔ اور اس کے قاتلوں کو ذلیل و رسوا کر]

حضرت رسول خدا ﷺ کی دعائیں ہی مجلس میں روئے کی آواز بلند ہوئی، پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا۔ آیا اس کے لئے گرید و زاری کر رہے ہو جس کی نصرت سے تم دوسری اختیار کرو گے؟ اس کے بعد مسجد سے باہر گئے اور فوراً مسجد میں واپس تشریف لے آئے۔ لیکن ان کا رنگ متغیر تھا۔ اور روئے والوں کے درمیان دوسرा خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور کہا۔ ایہا الناس! میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ایک قرآن اور دوسری اپنی اہل بیت جو میرے محبوب اور میرے گوشہ جگر ہیں۔ ان دونوں کے درمیان جدا نہیں ہو گی۔ جب تک کہ دونوں حوضیں کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔ اور جان لو کہ بروز قیامت میں ان دو گرانقدر اہانتوں کا منتظر ہوں گا اور میں تم سے اپنے اہل بیت کے

بارے میں سوال نہیں کروں گا مگر وہ کہ جس کے بارے میں خداوند تعالیٰ کہے گا۔ پس میں چاہتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کرو، اور میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرو۔ قیامت کے دن تمہاری مجھ سے ملاقات اس حالت میں نہ ہو کہ تمہارے دلوں میں میرے اہل بیت کی دشمنی ہو اور تم نے ان پر ظلم ڈھایا ہو، یقین کرو قیامت کے دن میری امت تین گروہ ہو کر میرے سامنے پیش ہو گی ہر گروہ کے ہاتھ میں ایک پرچم ہو گا:

### پہلا پرچم

سیاہ رنگ کا ہو گا۔ ملائکہ اس کو دیکھ کر جیخ و پکار کریں گے۔ اس پرچم کے اٹھانے والے میرے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ان سے سوال کروں گا۔ تم کون ہو؟ وہ میرا نام بھول چکے ہوں گے، جواب دیں گے کہ ہم اہل توحید اور عرب ہیں۔ میں ان سے کہوں گا۔ میں احمد پیغمبر عرب و حجم ہوں۔ جواب دیں گے: ہم آپ کی امت ہیں۔ میں سوال کروں گا۔ میرے بعد اہل بیت اور قرآن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب دیں گے۔ ہم نے قرآن کے حق کو ضائع کیا اور اس کی تعلیمات کو ترک کیا۔ اور آپ کے اہل بیت کو روئے زمین سے نابود کرنا چاہتے تھے۔ میں ان سے اپنا چبرہ پھیر لوں گا اور وہ رو سیاہ اور پیاس کی حالت میں مجھ سے دور ہو جائیں گے۔

### دوسرा پرچم

سامنے آئے گا۔ اس علم کی سیاہی پہلے علم کی سیاہی سے زیادہ ہو گی، ان سے دریافت کروں گا، کہ تم نے میرے بعد دو بزرگ ا manus قرآن و اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

وہ جواب دیں گے: قرآن کی مخالفت کی اور آپ کے اہل بیت پر ظلم کیا اور ان کو در پدر پھرایا، میں ان سے کہوں گا: مجھ سے دور ہو جاؤ۔ وہ اپنے سیاہ چہروں کے ساتھ بیاس کی حالت میں مجھ سے دور ہو جائیں گے۔

### تبیسرا پرچم

میرے سامنے پیش ہو گا۔ اس کے اٹھانے والوں کے چہروں پر نور ہو گا۔ میں ان سے سوال کروں گا، آپ کون ہیں۔ جواب دیں گے۔ ہم کلمہ گواہ اہل تقویٰ اور امت محمدؐ سے ہیں۔ ہم ہیں اہل حق جو دین پر ثابت قدم رہے اور راہِ دین سے مخفف نہیں ہوئے۔

ہم نے اللہ کی کتاب سے تمکن اختیار کیا، اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانتے تھے۔ اور اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو دوست رکھتے تھے، ہم ان کی بیروی میں کوتا ہی نہیں کرتے تھے اور ان کے دشمنوں سے جنگ کرتے تھے۔ میں ان سے کہوں گا کہ تم کو بشارت ہو کہ میں تمہارا پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، اور تم دنیا میں اسی طرح تھے جس طرح اب بیان کر رہے ہو۔ اس کے بعد ان کو حوض کوثر سے سیراب کروں گا، اور وہ خوش خوش چہروں کے ساتھ بہشت کی طرف جائیں گے اور وہاں بیشہ رہیں گے۔

## معاویہ کی موت اور یزید لعین کا خط

مذکورہ بالا خطبہ تمام ہونے کے بعد مجلس انتقام کو پیشی، لیکن رسول خدا ﷺ کا یہ خطبہ اسی طرح لوگوں کے گوش گزار رہا، اور ہر محفوظ مجلس میں شہادت امام حسین علیہ السلام کی داستان کا ذکر ہوتا رہا۔ لوگوں کی نظر میں یہ بہت اہم مسئلہ تھا۔ اور وہ اس واقعہ کے رومنہ ہونے کے وقت کے منتظر رہتے تھے۔

معاویہ ان سفیان ماہ رب جب ۶۰ ہجری کو بلاؤ ہوا۔ اس کے بعد یزید حاکم ہوا، اس نے مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو خط لکھا اور اس کو حکم دیا کہ میرے لئے تمام اہل مدینہ بالخصوص امام حسین علیہ السلام سے بیعت لو اور اگر امام حسین علیہ السلام بیعت سے انکار کریں تو ان کا سر بدن سے جدا کر کے میرے پاس روانہ کر دو۔ ولید نے مروان کو طلب کیا اور اس بارے میں مروان کی رائے معلوم کرنا چاہی۔

مروان نے کہا۔ اس ذلت کو حسین علیہ السلام قول نہیں کریں گے اور یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔ لیکن اگر میں تمہاری جگہ ہوتا اور یہی قدرت و طاقت جو آج تمہارے ہاتھ میں ہے میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں فوراً حسین علیہ السلام کو قتل کر دیتا۔ ولید نے کہا۔ اے کاش میں اس کام کو انجام دینے اور اس ذلت کو اپنے ذمہ لینے کے لئے دنیا میں نہ آیا ہوتا۔

اس کے بعد ولید نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ امام حسین علیہ السلام کے تیس جو اتوں کو اپنے ہمراہ لے کر آئے۔ ولید نے امام حسین علیہ السلام کو معاویہ کی موت کی خبر سنائی اور یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔

امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: بیعت خفیہ طور پر نہیں کی جاسکتی۔ جب صحیح ہو تو لوگوں کو دعوت دینے کے ساتھ مجھے بھی دعوت دینا۔  
مروان نے کہا: حسین (علیہ السلام) کی بات کو نہ مانو اور ان کے عذر کو قبول نہ کرو، بلکہ فوراً ان کا سرت سے جدا کر دو۔

امام حسین (علیہ السلام) نے غصب ناک ہو کر کہا: لعنت ہو تجھ پر اے زانیہ کے فرزند! کیا تو میرے قتل کرنے کا مشورہ دیتا ہے؟ خدا کی قسم تو نے جھوٹ کہا، اور اس بات سے تو نے اپنے آپ کو ذلیل و خوار کیا، اس کے بعد ولید کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا:  
اے حاکم مدینہ! ہم اہل بیت نبوت اور مخزن رسالت ہیں۔ اور ہمارے گھر میں ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے، ہماری ہی خاطر خداوند کریم نے اپنی رحمت کو لوگوں پر وسیع کیا ہے اور ہماری ہی وجہ سے اس رحمت کا اختتام ہو گا۔ لیکن یزید فاسق، شرابی، محترم جانوں کا قاتل اعلانیہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہے مجھ سیا شخص یزید ہے کی بیعت کبھی نہیں کر سکتا۔ تم بھی رات گزارو اور ہم بھی رات گزارتے ہیں اور صحیح تک تم بھی اس بارے میں خوب سوچو اور ہم بھی غور و فکر کرتے ہیں کہ ہم میں سے کون اس مقامِ خلافت کا زیادہ حقدار ہے؟ یہ بات تمام کر کے امام حسین (علیہ السلام) ولید کے گھر سے باہر تشریف لے گئے، مروان نے ولید سے کہا تم نے میری نصیحت پر عمل نہیں کیا بلکہ بخلاف کام کیا۔

ولید نے کہا لعنت ہو تم پر۔ تم مجھے ایسا مشورہ دے رہے ہو کہ جس میں میرے دین و دنیا کا نقصان ہے خدا کی قسم اگر دنیا کی تمام بادشاہی بھی مجھے مل جائے تو میں حسین (علیہ السلام) کو قتل نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم میں اس کو گواہ نہیں کرتا کہ کوئی بھی حسین (علیہ السلام) کے قتل کو اپنے ذمہ لے اور جب خداوند کریم سے ملاقات کرے تو اس کے اعمال صالح کا پلپڑا بہت بلکا ہو، اس کی بخشش مجال ہو گی اور خدا اس پر لظر رحمت نہیں

کرے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔  
وہ رات گزر گئی، صبح طلوع ہوئی اور امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم حالات سے آ گئی کے  
لئے گھر سے باہر تشریف لائے۔ مروان نے ان سے ملاقات کی اور کہا: یا ابا عبد اللہ! میں  
آپ کا خیر خواہ ہوں میری نصیحت کو سنیں تاکہ سعادت پائیں۔

امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا: تیری نصیحت کیا ہے؟ بتا، کہ میں سنوں؟  
اس نے کہا کہ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یزید بن معاویہ کی بیعت کرو۔  
کیونکہ یہ تمہاری دنیا و آخرت کے لئے بہتر ہے۔

امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ وَإِنَّ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ»۔ اب دین  
اسلام کو الوداع کہہ دینا چاہئے کہ جب امت شیعہ کی خلافت و بادشاہی یزید کے ہاتھوں  
میں ہو۔ میں نے اپنے جدا مدرس رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آله و سلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: «الخلافة  
مُحَرَّمةٌ عَلَى آلِ أَبِي سُفْيَانٍ» ابوسفیان کے خاندان پر خلافت حرام ہے۔

امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم اور مروان کے درمیان طولانی گفتگو ہوئی یہاں تک کہ مروان  
غصہ کی حالت میں چلا گیا۔

### امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کا اپنی شہادت سے باخبر ہونا

سید ابن طاؤوس رض کہتے ہیں کہ یہ بات تحقیقی طور پر ثابت ہے کہ امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم  
اپنی شہادت کی خبر اور ذریعیش و اعقاٹ سے آگاہ تھے۔ اور انہوں نے اپنی شرعی ذمہ داری  
پُعلیٰ کیا جو انہیں کرنا چاہیئے تھا۔

سید ابن طاؤوس رض اپنی کتاب ”غیاث سلطان الوری لسکان اثری“ میں بہت سے راویوں کے نام ذکر کرتے ہیں کہ جن میں سے ایک راوی ابو جعفر

محمد بن بابویہ اُنہوں نے اپنی کتاب امامی میں سندهدیث کوفضل بن عمر سے نقل کیا  
انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امام نے اپنے آباء و اجداد سے نقل کیا ہے:  
ایک دن امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے گھر تشریف لے  
گئے۔ جیسے ہی امام حسین علیہ السلام کی نگاہ اپنے بھائی پر پڑی تو آنکھوں سے اشک جاری  
ہو گئے، امام حسن علیہ السلام نے پوچھا: کیون روتے ہیں؟

جواب دیا کہ میرے رونے کی وجہ آپ پر آئندہ ہونے والے ظلم و قسم ہیں۔  
امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: جو ظلم مجھ پر ہو گا وہ فقط دھوکے سے زہر دیا جانا ہے جس کی وجہ  
سے میری شہادت واقع ہو گی، لیکن ﴿لَا يَوْمَ كَيْوِمَكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ﴾ کائنات کا  
کوئی دن آپ کی شہادت کے مانند نہیں کیونکہ ۳۰۰ ہزار کا شکر جو مسلمان ہونے کا دعویٰ  
کرتے ہوں گے اور ہمارے جداً محدث محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی امت میں سے ہوں گے  
وہ آپ کا محاصرہ کریں گے اور آپ کو قتل کرنے، آپ کا خون بہانے اور آپ کی ہٹک  
کرنے کے لئے، آپ کے اہل بیت کو قیدی بنانے اور آپ کے مال کو لوٹنے کے لئے  
آمادہ ہوں گے۔ اور یہ وہی وقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بنی امیہ پر لحت ہو گی اور  
آسمان خون بر سائے گا، اور خاک پھیلائے گا، یہاں تک کہ کائنات کا ذرہ ذرہ، جنگلوں  
کے درندے، دریاؤں کی مچھلیاں آپ کی مصیبت پر گریز کریں گی  
 ﴿فَقُتُّبُوا إِلَى بَارِئِكُمْ فَأَقْتُلُوْا أَنفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ  
لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ﴾

اسپنے پروردگار کی بارگاہ میں تم تو بے کرو پس اپنی جانوں کو قتل کرو یہی  
تمہارا عمل خدا کے نزدیک بہترین عمل ہے۔

ایک دوسرے مقام پر قرآن پاک کی اس آیت کے بارے میں ﴿وَلَا تَلْفُوا

**بِأَيْدِيهِكُمْ إِلَى التَّهْلِكَةِ** اپنے آپ کو ہلاکت، میں نہ ڈالو۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ شہادت کی طرف اشارہ ہے، حالانکہ یہ غلط ہے، بلکہ شہادت انسان کے لئے ایک عظیم سعادت ہے۔

صاحب کتاب (قتل) نے اپنی کتاب میں اسلم سے روایت کی ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے اس آیت شریفہ کی اس طرح تفسیر فرمائی ہے:

اسلم روایت کرتے ہیں کہ ہم جنگ خداوند یا کسی دوسری جنگ میں شریک تھے ہم مسلمانوں نے اپنی صفوں کو درست کیا اور دشمن بھی ہمارے مقابلہ میں صف آرا ہوئے، کسی بھی جنگ میں ایسی طویل و عریض صفحیں نہیں دیکھی تھیں اسی دوران مسلمانوں کی صفحے سے ایک مسلمان تکل کر حملہ آ رہا۔ تو لوگوں نے کہا: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَلَّا اللَّهُ أَقْرَبُ نَفْسَهُ إِلَى التَّهْلِكَةِ﴾ (تعجب ہے اس شخص پر کہ جس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے آمادہ کیا)۔ اس وقت ابوالیوب انصاری نے کہا تم نے اس آیت کی تاویل اس حملہ آ رہ شخص سے کی جو شہادت کا طالب ہے؟

حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے چونکہ ہم رسول خدا علیہ السلام کی مدد میں مشغول ہوئے اور اپنے اہل و عیال اور مال سے ہاتھ اٹھایا۔ اور اپنی ذات کی اصلاح کے لئے کوئی اقدام نہ کیا۔ یہاں تک کہ ہماری زندگی کے امور درہم برہم ہو گئے تو اس کے بعد ہم نے یہ راواہ کیا کہ ہم اپنی زندگی اور مال کی اصلاح کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے دوری اختیار نہ کریں۔

لہذا یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيهِكُمْ إِلَى التَّهْلِكَةِ﴾ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم رسول خدا کی مدد سے گریز کریں اور گھر میں بیٹھے رہیں۔ (تو یہ ہلاکت ہے)۔

سید ابن طاوسؑ کہتے ہیں۔ شاید کچھ کوتاہ نظر شہادت کی عظیم سعادت سے  
ناواقف لوگ ہیں یہ خیال کریں کہ خداوند متعال ایسی صورتِ حال جس میں انسان اپنے  
آپ کو خطرے میں ڈالے پسند نہیں کرتا۔ کیا ایسے کوتاہ نظر افراد نے قرآن حکیم کی یہ آیت  
نہیں پڑھی جس میں خداوند متعال حکم فرم رہا ہے ایک گروہ اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے  
ہاتھوں سے ہی بدختی اور ہلاکت کی طرف گئے ہیں۔ اور خداوند کریم کو اپنے اور غصباک  
کیا، جس کا ہم نے خیال کیا ہے یہ آیت اس کی مخالفت کرتی ہے۔ ہم نے کہا کہ گھر میں  
بیٹھے رہیں گے اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کے لئے آمادہ کریں گے۔ اور یہ  
آیت اس شخص کے لئے نازل نہیں ہوئی کہ جو دشمن پر حملہ کرے۔ اور اپنے ساتھیوں کو  
دشمن کے ساتھ جنگ پر آمادہ بھی کرے یا شہادت اور آخرت کا اجر پانے کے لئے جہاد فی  
سبیل اللہ کرے، اور ہم نے کتاب کے مقدمہ میں کہا ہے کہ خدا کے اولیاء راہ حق میں  
تلواروں اور نیزوں کے زخموں سے نہیں ڈرتے۔ اور وہ مطالب کہ جنہیں ہم اس کتاب  
میں نقل کر رہے ہیں وہ اس موضوع کے حائقٰ پر پڑے پردوں کی نقاب کشائی کرتے  
ہیں۔

### Medina سے امام حسینؑ کی روائی

علماء محمد شیعین امام حسینؑ کی ولید بن عقبہ اور مروان کے ساتھ ملاقات کی  
تفصیل کے بعد لکھتے ہیں کہ اس رات کی صبح ۳ شعبان ۶۱ھ کی تھی امام حسینؑ کے مکہ کی  
طرف روانہ ہوئے۔ بقیہ ماہ شعبان، رمضان، شوال اور ذی قعده مکہ میں رہے۔

عبداللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زیر امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں مشرف  
ہوئے اور عرض کی کہ آپ مکہ میں ہی رہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ

نے جو امر فرمایا ہے میں اسے انجام دوں گا۔ ابن عباس امام حسینؑ کے گھر سے باہر آئے اور راستہ میں کہہ رہے تھے کہ وا حسینا! اس کے بعد عبداللہ بن عمر امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: آپ کے لئے بہتر ہے کہ آپ ان گمراہ لوگوں کی اصلاح فرمائیں اور ان کے ساتھ جنگ نہ کریں۔

امام حسینؑ نے فرمایا: مگر تم نہیں جانتے کہ یہ دنیا کی پستی تھی کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کے سر کو بنی اسرائیل کی ایک زنا کار عورت کے سامنے بطور ہدیہ پیش کیا گیا کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ستر (۴۰) چیزبروں کو قتل کرنے کے بعد اپنے معاملات میں اس طرح مشغول ہو جاتے تھے کہ گویا کوئی ظلم ہی، انجام نہ دیا ہو۔ لیکن خداوند متعال نے انہیں سزا دینے میں جلدی نہیں کی، بلکہ انہیں مہلت دی اور اس مہلت کے گزرنے کے بعد ان سے سخت انتقام لیا۔

[اے عبداللہ! خداوند کریم کے غیظ و غضب سے ڈرو! اور میری فخرت کرنے

میں کوتاہی شد کرو۔]

## اہل کوفہ کی امام حسینؑ کو وعوت

اہل کوفہ نے جب امام حسینؑ کی مکہ میں تشریف آوری اور یزید کی بیعت سے انکار کی خبر سنی تو انہوں نے سلیمان بن صرد خراونی کے گھر پر اجتماع کیا۔ اس اجتماع میں سلیمان بن صرد اس طرح مخاطب ہوئے:

اے شیعو! تم نے سنا کہ معاویہ ہلاک ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا یزید اس کا جانشین جا اور یزیریہ بھی تم جانتے ہو کہ حسین بن علیؑ نے اس کی مخالفت کی ہے اور بنی امیہ کے تم کاروں کی شر سے بچنے کے لئے خانہ خدا میں پناہ لے رکھی ہے۔ تم ان کے والد گرامی

کے شیعہ ہو۔ اور آج امام حسین العلیٰ تھہاری نصرت کے ضرورت مند ہیں۔ اگر تم ان کی مدد کرنے اور ان کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو اپنی آمادگی کا اظہار کرو، اور امام کو خط کے ذریعہ اطلاع دو۔ اگر تم ڈرتے ہو کہ تمہارے اندرستی و غلطت پیدا ہو گی تو انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو اور انہیں فریب نہ دو۔ اس کے بعد انہوں نے ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے:

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

بحمدہ امام حسین بن علی علیہما السلام

سلیمان بن صرد خرازی، مسیب بن نجہ، رفاعة بن شداد، حبیب بن مظاہر،  
عبداللہ بن واکل اور بعض دیگر مومنین اور شیعوں کی طرف سے۔

سلام کے بعد ہم خداوند کریم کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کے والد گرائی کے دشمن کو ہلاک کیا۔ وہ ایک ایسا ظالم خونخوار شخص تھا جس نے امت مسلمہ کی حکومت پر ظلم و ستم کے ساتھ قبضہ کیا، مسلمانوں کے بیت المال کو غصب کیا اور ان کی رضا مندی کے بغیر حاکم بن بیٹھا۔ نیک لوگوں کو تہہ تیغ کیا۔ اور فاسق و فاجر لوگوں کو چھوڑ دیا۔ خداوند کریم کے مال کو چاہروں اور سرکشوں کے لئے وقف کر دیا۔ وہ خدا کی رحمت سے دور ہوا، جس طرح قوم خود دور ہوئی۔ اور ہمارا اس وقت آپ کے سوا اور کوئی امام و پیشوائیں ہے۔ اور یہ بہت مناسب ہے کہ آپ قدم رنجہ فرماؤ ہوں اور ہمارے شہر میں تشریف لے آئیں۔

امید ہے کہ خداوند کریم آپ کے ویلے سے ہمیں راہ سعادت کی راہنمائی فرمائے گا۔ اس وقت کو فہر کا حاکم نعمان بن بشیر تصریح دار الامرہ میں ہے۔ لیکن ہم نمازوں جمعہ اور نمازِ خجگانہ میں حاضر نہیں ہوتے۔ اور نماز عید کے لئے بھی اقتداء نہیں کرتے۔ اگر ہم

اس بات سے باخبر ہو جائیں کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لا رہے ہیں تو اسے ہم کوفہ سے نکال کر شام کی طرف روانہ کر دیں گے۔

اے پیغمبر کے فرزند! آپ پر اور آپ کے والد بزرگوار پر ہمارا سلام۔

﴿وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ﴾

خط لکھنے کے بعد اسے بھیج دیا۔ پھر دو دن کے بعد امام حسین اللئلا کی طرف ڈیڑھ سو کے قریب خطوط روانہ کئے کہ جن میں ایک، دو یا تین یا چار افراد کے دستخط تھے۔ تمام خطوط میں امام حسین اللئلا کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی گئی۔ لیکن امام حسین اللئلا نے باوجود ان تمام خطوط کے پیشخانے کے کسی ایک کا بھی جواب تحریر نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ ایک دن چھ سو خط پہنچے اور اس کے علاوہ اور بھی خطوط متواتر پہنچتے رہے، یہاں تک کہ ان کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔

اس کے بعد اہل کوفہ کی طرف سے آخری خط ہانی بن عروہ، سعید بن عبد اللہ حنفی کے توسط سے امام حسین اللئلا کی خدمت میں پہنچا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

خدمت حسین بن علی، ان کے والد امیر المؤمنین کے شیعوں کی طرف سے بعد از سلام! عرض ہے کہ ہم لوگ آپ کے منتظر ہیں، آپ کے سوا کسی اور کو نہیں چاہتے۔ یا بن رسول اللہ! جلد سے جلد ہماری طرف تشریف لا دیں۔ کیونکہ باغ سرسریز و شاداب ہو چکے ہیں۔ اور ہر طرف ہر یا لی ہی ہر یا لی ہے۔ اور سبز پتوں نے درختوں کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا ہے۔ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں تو آپ اپنے لئے ایک تیار اور آمادہ فوج پائیں گے۔ ﴿وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَعَلَى أَبِيكَ مِنْ قَبْلِكَ﴾۔

اس دورانِ حنفی دو افراد نے یہ خط امام اللَّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِي أَهْلِ دِينِي مَنْ لَا يُحِبُّنِي وَلَا يُنْهِنِي کی خدمت میں پہنچایا تھا ان سے امام نے پوچھا کہ یہ خط کن لوگوں نے لکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یا بن رسول اللہ! بیجٹے والوں میں سے شبث بن رجبی، حمار بن ابجر، یزید بن ہارث، یزید بن اویم، عروہ بن قیس، عمر بن جاج و مریم بن عمر بن عطاء ردد ہیں۔

## مسلم بن عقیل کی کوفہ روائی

حضرت مسلم اللَّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِي أَهْلِ دِينِي مَنْ لَا يُحِبُّنِي وَلَا يُنْهِنِي کی روائی کے وقت امام حسین اللَّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِي أَهْلِ دِينِي مَنْ لَا يُحِبُّنِي وَلَا يُنْهِنِي اپنی جگہ سے اٹھے۔ رکن و مقام کے درمیان دور رکعت نماز ادا کی اور خداوند سے اس موضوع کے بارے میں خیر کی درخواست کی۔ اس کے بعد مسلم بن عقیل کو طلب فرمایا، اور انہیں تمام کام کی نوعیت سے آگاہ فرمایا اور لوگوں کے خطوط کا جواب لکھ کر مسلم کے توسط سے روایہ فرمایا، اور اس خط میں ان کی درخواست کو قبول کرنے کا وعدہ کیا اور اس میں لکھا تھا:

میں اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو تمہاری طرف بیچ رہا ہوں تاکہ تمہارے مقصد و ہدف کو جان کر مجھے آگاہ کریں۔

مسلم خط لے کر کوفہ آئے۔ اہل کوفہ امام حسین اللَّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِي أَهْلِ دِينِي مَنْ لَا يُحِبُّنِي وَلَا يُنْهِنِي کے خط اور مسلم کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور انہیں مختار بن ابی عبیدہ ثقیفی کے گھر پر مہمان ٹھہرایا۔ شیعہ جو ق در جو ق مسلم کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اور جو گروہ بھی ان کے پاس آتا وہ انہیں امام حسین اللَّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِي أَهْلِ دِينِي مَنْ لَا يُحِبُّنِي وَلَا يُنْهِنِي کا خط پڑھ کر سناتے تھے اور خوشی سے ان کی آنکھوں سے اشک جاری ہوتے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اٹھاڑہ ہزار افراد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

### ابن زیاد کا والی گوفہ بننا

عبداللہ بن مسلم با حلی، عمارہ بن ولید اور عمر بن سعد نے یزید کو خط لکھا اور اسے مسلم کے کوفہ آنے کی خبر دی اور تقاضا کیا کہ نعمان بن بشیر کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے کسی اور شخص کو حاکم بنایا جائے۔

یزید نے عبد اللہ بن زیاد کو جو کہ اس وقت حاکم بصرہ تھا خط لکھا اور بصرہ کی حکومت کے علاوہ کوفہ کی حکومت بھی اس کے سپرد کی۔ اور مسلم اور حسین العلیہ السلام کے حالات کے متعلق خط میں لکھا اور تاکید کے ساتھ یہ حکم دیا کہ مسلم کو گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔  
ابن زیاد خط پڑھنے کے بعد فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

امام حسین العلیہ السلام نے بصرہ کے بزرگان میں جملہ یزید بن مسعود رض اور منذر بن جارود عبدی کو خط لکھا تھا۔ اور اس خط میں انہیں اپنی امداد اور اپنے احکامات کی بجا آوری کے لئے لکھ بھیجا تھا۔ یزید بن مسعود نے قبیلہ بنی قسم، قبیلہ بنی خظله اور بنی سعد کو جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا: اے بنی قسم! تمہاری نظر میں میرا مقام اور میرا حسب و نسب کیسا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: خدا کی قسم تم بہت بلند و نیک مقام رکھتے ہو اور قبیلہ کے قیام کا وجود تمہارے ہی دم سے ہے اور اس کا افتخار تمہارے ہی ساتھ مخصوص ہے۔ تم ہم تمام لوگوں سے شریف تر اور زیادہ مقدم ہو۔ اس پر اس نے کہا: میں نے تم کو ایک مقصد کے لئے یہاں بلا�ا ہے تاکہ تم سے مشورہ کروں اور مددوں۔

انہوں نے کہا: خدا کی قسم آپ کو مشورہ دینے میں کنجوں سے کام نہیں لیں گے۔ اور اپنی آراء کو پیش کریں گے۔ اب تم اپنے مقصد کو بیان کرو گہم سنیں۔

اس نے کہا: اے بنی تمیم جان لو کہ معاویہ مر گیا اور خدا کی قسم اس کی موت پست  
و بے قیمت ہے کہ جس کا کوئی افسوس نہیں اور جان لو! کہ اس کی موت سے ظلم و ستم کا  
خاتمه ہو گیا، معاویہ نے لوگوں سے بیعت لی تاکہ اپنے بیٹے یزید کو حکمرانی پر درکرے اور  
اس کو حکم و استوار بنائے لیکن بعدی ہے کہ اس طرح ہو۔ خدا کی قسم اس نے بڑی جدوجہد  
کی، لیکن یہ کوشش ناکام رہی۔ اس نے اپنے مکار دوستوں سے مشورہ کیا لیکن ذلیل و خوار  
ہوا۔

اس وقت اس کا بینا شرابی و بدکردار یزید اس کی جگہ پر بیٹھا ہے اور مسلمانوں  
کے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اور بغیر ان کی رضا مندی کے اپنے آپ کو ان کا امیر  
جاننا ہے۔ جبکہ اس کا حلم و بردباری بہت کم اور اس میں داشتمانی نام کی کوئی پیش نہیں پائی  
جاتی۔ راہ حق سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ وہ کس طرح امت کی باگ دوڑ  
سنچال سکتا ہے؟

**﴿فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ قَسْمًا مَبْرُورًا لِجَهَادِهِ عَلَى الدِّينِ أَفْضَلُ مِنْ جِهَادِ الْمُشْرِكِينَ﴾**

میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ جس طرح قسم اٹھانے کا حق ہے کہ دین کی حفاظت  
کے لئے یزید سے جنگ کرنا مشرکین سے جنگ کرنے سے بہتر ہے۔ لیکن حسین بن  
علیؑ و شخصیت ہیں کہ جو تمہارے پیغمبرؐ کے نواب سے، شریف، بلند نسب اور خیر خواہ ہیں،  
ان کی فضیلت قابل تعریف اور وہ علم کے بھر بے کراں ہیں۔ وہ خلافت کے حقدار ہیں،  
کیونکہ ان کا ماضی اسلام میں سب سے زیادہ درخشاں ہے، اور رسول خدا ﷺ سے ان کی  
قرابت سب پر عیاں ہے۔ ان کے اخلاق حسنة کا یہ عالم ہے کہ چھوٹوں کے ساتھ مہربان  
اور بزرگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔

وہ ایک بہترین رہنما اور امام ہیں کہ جن کے ویلے سے خدا نے تم پر اپنی جنت  
کو تمام کیا اور راہِ سعادت کی طرف تمہاری ہدایت کی ہے، لہذا تم اپنی نگاہوں کو نور حق سے  
نشیط ہیرنا۔

صخر بن قیس نے جنگِ جمل میں تمہارے دامن کو نگ و عارکے داغ سے  
داندار کر دیا، لیکن آج تم پیغمبر اسلام ﷺ کے فرزند کی نصرت کر کے اس نگ و عارکے  
 DAG کو دھو سکتے ہو۔ خدا کی قسم جو لوگ ان کی نصرت میں کوتا ہی کریں گے خداوند کریم اس  
کی اولاد کو ذلیل اور اس کے خاندان کو کم کرے گا۔ جان لو! کہ میں نے جنگی الباس  
زیب تن کر لیا اور زرہ کو باندھ لیا ہے۔ جان لو! کہ جو قتل نہ ہوا اسے موت تو ضرور آنا ہی  
ہے، اس سے انسان کو نجات نہیں مل سکتی۔

خدا تمہاری مغفرت کرے اور میری ان باتوں کا ثابت جواب دو۔

بنی خظله نے کہا: اے ابو خالد!

ہم تمہاری کمان کے تیر کی مانند ہیں تم جس نشان پر پھیلکو گے نشانہ خطا نہیں  
ہو گا۔ ہم تمہارے کاروان کے ایسے شہسوار اور سپاہی ہیں کہ جس جنگ میں بھی بھجو گے،  
فتح و نصرت کا سہرا تمہارے سر ہو گا۔ خدا کی قسم تم جیسے بھی خطرناک راستہ چلو گے، ہم  
تمہارے ساتھ چلیں گے اور ہر وہ سختی کہ جس کا تمہیں سامنا کرنا پڑے ہم بھی اس کا سامنا  
کریں گے۔ خدا کی قسم! ہم تلواروں کے ساتھ تمہاری مدد اور اپنے جسموں کے ساتھ  
تمہاری حفاظت کریں گے جو بھی تم چاہتے ہو وہ اقدام کرو۔

اس کے بعد بنی سعد کے لوگوں نے جواب دیا اور کہا: اے ابو خالد! آپ کی  
راتے کی مخالفت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند ہے، لیکن صخر بن قیس نے ہمیں  
حکم دیا ہے کہ ہم جنگ نہ کریں اور ہم نے اسے مناسب جانتے ہوئے جنگ نہیں کی اور

عزت سے رہ رہے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہمیں مشورہ کی مهلت دوتا کہ ہم آپ کو اپنے نعلے سے آگاہ کر سکیں۔ اس کے بعد ہمیں کہنے لگے اے ابو خالد!

ہم نے تمہارے اور تمہارے (قبيلہ) کے ساتھ عہد کر رکھا ہے کہ جس پر تم حملہ آور ہو گے ہم اس پر حملہ کریں گے اور سفر میں تمہارے ساتھ چلیں گے۔ تمہارا حکم سراً نکھول پڑے ہے۔ تم پکاروا ہم بلیک کہیں گے اور حکم دوتا کہ اس کی اطاعت کریں۔ یزید بن مسعود نے بنی سعد کو خاطب کر کے کہا اے قبیلہ بنی سعد خدا کی قسم اگر تم حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ کی مدد کرو گے تو خداوند کریم تمہارے درمیان فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری کو کبھی بھی ختم نہیں کرے گا اور تم ہمیشہ آپس میں دست بگریباں رہو گے۔ اس کے بعد امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ کو یوں خط لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اما بعد! آپ کے خط کی زیارت ہوئی کہ جس میں آپ نے مجھے اپنی نصرت کے لئے پکارا ہے۔ تاکہ میں آپ کی اطاعت سے بہرہ مند ہوں اور آپ کی نصرت کے وسیلہ سے مجھے نجات نصیب ہو۔ یہ یقینی امر ہے کہ آپ ہی لوگوں پر خدا کی جحت ہیں اور اہل جہاں میں اس کی امانت ہیں۔

آپ شجرہ طیبہ احمدی الصلی اللہ علیہ وس علیہ کے شر ہیں، جس کی اصل حضرت ختمی مرتبت ہیں اور آپ اس کی شاخ ہیں۔ آپ ہماری طرف تشریف لے آئیں، آپ کا آنا ہمارے لئے نیک شگون ہوگا۔ کیونکہ ہم نے بنی تمیم کو آپ کی نصرت کے لئے اس طرح سے تیار اور آمادہ کر لیا ہے اور ان کا اشتیاق آپ کی نصرت کے لئے اس قدر بڑھ چکا ہے کہ جیسے شدید پیاس سے اونٹ پانی کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لیتے ہیں۔

امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور یزید بن مسعود کے حق میں

دعائے خیر فرمائی کہ خداوند کریم تم کو قیامت کی وحشت و ہولناکی سے اپنی امان میں رکھے اور تمہیں اپنا قرب نصیب فرمائے۔ اور جس دن پیاس غلبہ کرے گی آپ کو سیراب فرمائے۔

بیزید بن مسعود جو کہ خط لکھنے والا تھا۔ امام حسین اللہ علیہ السلام کی نصرت کے لئے آمادہ ہو کر روانہ ہوا۔ لیکن بصرہ سے روانگی کے بعد اس نے امام حسین اللہ علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی۔ یہ المذاک خبر سن کر اس نے بہت گریہ وزاری کی اور بہت زیادہ غمگین ہوا۔

بیزید بن مسعود کی امام حسین اللہ علیہ السلام کے خط کے مقابل اس طرح کی حالت ظاہر تھی، لیکن منذر بن جارود کہ جس کی بیٹی (بھری) ابن زیاد کی بیوی تھی۔ جب اس نے امام حسین اللہ علیہ السلام کا خط دیکھا تو اس خوف سے کہ یہ ابن زیاد کی چال نہ ہواں نے خط اور نامہ رسان کو ابن زیاد کے پس پر کر دیا۔ ابن زیاد نے فوراً اس قاصد کو سوی پر چڑھا دیا اور منبر پر خطاب کیا۔ اہل بصرہ کو اپنی مخالفت اور بغاوت کرنے سے خبردار کیا۔ اس نے وہ رات بصرہ میں ہی گزاری۔

علی اصغر اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا نائب بناء کر کوفہ روانہ ہو گیا۔ جیسے ہی کوفہ کے نزدیک پہنچا توہاں زکا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ رات کے پہلے حصہ میں وہ کوفہ میں داخل ہوا۔ چونکہ رات اندھیری تھی، لہذا اہل کوفہ نے خیال کیا کہ امام حسین اللہ علیہ السلام ہیں۔ بنابر ایں وہ امام کی آمد پر ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ جیسے ہی اس کے نزدیک گئے اور اس کے شاخت کی تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد ہے تو اس کے پاس سے متفرق ہو گئے۔ اور وہ بھی دارالامارہ میں داخل ہو گیا اور یوں ہی رات تمام ہوئی۔

علی اصغر ابن زیاد دارالامارہ سے باہر آیا اور منبر پر جا کر خطبہ دیا۔ لوگوں کو بیزید

کی مخالفت سے ڈرایا اور اس کی اطاعت کرنے پر انعام کا وعدہ کیا۔

### مسلم، ہانیؑ کی پناہ میں

مسلم بن عقیل نے جب یہ خبر سنی تو خوف زدہ ہوئے کہ کہیں این زیاد کو آپ کے کوفہ میں موجود ہونے کی خبر نہ ہو جائے اور وہ آپ کے لئے باعثِ زحمت نہ ہو۔ اسی وجہ سے آپ نے مختارؑ کے گھر کو چھوڑ دیا اور ہانیؑ بن عروہ کے گھر بیٹا لی۔ اس کے بعد شیعہ ہانیؑ کے گھر پر کثرت سے آنے جانے لگے۔ این زیاد نے اپنے جاؤں لگار کئے تھے کہ وہ مسلم کی جائے پناہ کا پتہ لگائیں۔ جیسے ہی اسے علم ہوا کہ مسلم ہانیؑ کے گھر میں پناہ لیتے ہوئے تو اس نے محمد بن اشعث، اسماء بن خارجہ اور عمر وابن جحاج کو طلب کیا اور کہا ہانیؑ میرے دیدار کے لئے کیوں نہیں آئے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم سے لوگ کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں۔ این زیاد نے کہا: میں نے سنا ہے کہ وہ صحبت یا بہو گئے ہیں اور اپنے مہمان سرا میں بیٹھتے ہیں۔ اگر مجھے یہ علم ہو جائے کہ وہ بیمار ہیں تو میں ان کی عیادت کے لئے جاؤں۔ لیکن تم لوگ جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ وہ ہمارے حق کو ضائع نہ کرے اور ہماری ملاقات کے لئے آئے۔

وہ تین افراد رات کے وقت ہانیؑ کے گھر گئے۔ انہوں نے اس سے کہا آپ امیر کی ملاقات کے لئے نہیں آئے؟ بہر صورت اس نے آپ کی احوال پرسی کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مجھے ان کے مریض ہونے کا علم ہو جائے تو میں اس کی عیادت کے لئے جاؤں۔ ہانیؑ نے کہا: بیماری ہی میرے نہ آنے کی وجہ تھی۔ انہوں نے کہا: این زیاد کو یہ خبر ملی ہے کہ آپ اپنے مہمان سرا پر بیٹھتے ہیں اور اس کی ملاقات کے لئے نہیں آئے۔ وہ ناراضی ہو رہا ہے۔ آپ جیسی مقدس شخصیت جو اپنے قبلے کے سردار ہیں اس کا اس طرح

لا پرواہی کا برتاؤ کرنا اس کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ سوار ہو کر اس کی ملاقات کو چلیں۔ ہائی نے اپنا الباس بدلا اور خچر پر سوار ہو کر ان کے ہمراہ ہو لئے۔ جیسے ہی وہ دارالامارہ کے نزدیک پہنچ تو ایسا محسوس کیا کہ جیسے کوئی مصیبت نازل ہونے والی ہو۔ اس خوف کی بنابر انہوں نے حسان بن خارجہ سے پوچھا اے بھتیجے! خدا کی قسم میں اس مرد (ابن زیاد) سے خائف ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ تو اس نے کہا۔ اے پچجا جان! خدا کی قسم مجھے آپ کے بارے میں کوئی خوف نہیں ہے۔ آپ یہ لکڑا پنے ذہن سے نکال دیں۔ لیکن حسان کو یہ علم نہیں تھا کہ ابن زیاد نے ہائی کو کس لئے طلب کیا ہے۔ ہائی اپنے ہمراہوں کے ساتھ ابن زیاد کے پاس پہنچ۔ جب عبیداللہ کی نگاہ ہائی پر پڑی تو اس نے کہا۔ وہ شخص جو تمہارے ساتھ خیانت کر رہا ہے وہ خود تمہارے پاس آ گیا ہے، پھر اس نے شریح کی طرف رخ کیا جو کہ اس کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا اور ہائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمرو بن معدی کرب زیدی کا یہ شعر پڑھا۔

**أَرِيدُ حَيَاةً وَ يُرِيدُ قَتْلًا      غَدِيرُكَ مِنْ خَلِيلِكَ عَنْ مُرَادِ  
ابن زِيَادِ كَهَنِيَّ كَيْ طَرْفَ اشَارَهَ كَرْنَے كَمَقْصِدِ اور شِعْرِ پُرْضَنَے كَيْ غَرْضِ يَهِيَ كَهَ  
مِيں تو ہائی کی زندگی چاہتا ہوں، لیکن وہ اپنے گھر میں میرے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔  
ہائی نے کہا۔ اے امیر آپ کی اس بات کا کیا مقصد ہے؟**

کہا۔ اے ہائی خاموش رہو! یہ کیسے اقدامت ہیں کہ جو تم اپنے گھر میں بیٹھ کر امیر المؤمنین اور مسلمانوں کے خلاف انجام دے رہے ہو؟ مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں بٹھا کر ہاے اور اپنے گھر کے ارد گرد اس کے لئے السحل اور جنی سپاہی جمع کر کر کے ہیں، اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اس سے بے خبر ہوں!

ہائی نے جواب دیا: میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ ابن زیاد نے کہا: تم نے ایسا

کیا ہے! دوبارہ ہائی نے کہا: میں نے یہ کام نہیں کیا۔ ابن زیاد نے کہا: میرے غلام معقل کو میرے پاس بلاو۔ معقل ابن زیاد کا جاؤں تھا جو کہ مسلم اور ان کے ساتھیوں کے متعلق خبریں دیتا اور ان کے رازوں کو حاصل کرتا تھا۔ معقل آیا اور ابن زیاد کے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہائی کی نظر جب اس پر پڑی تو وہ سمجھ گئے کہ یہ جاؤں تھا۔

ہائی نے کہا: اے امیر! خدا کی قسم میں نے مسلم کو اپنے گھر پر دعوت نہیں دی۔ وہ خود پناہ لینے کے لئے آئے تو میں نے بھی ان کو رد نہ کیا اور انہیں پناہ دی۔ اس وجہ سے میرا فریضہ ہے کہ میں ان کی حفاظت کروں اور ان کو اپنا مہمان رکھوں اور اب جب کہ تم اس سے آگاہ ہو گئے ہو تو مجھے اجازت دوتا کہ میں ان سے کہوں کہ وہ میرا گھر چھوڑ دیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں۔ تاکہ میں اپنی ضیافت کے وظیفہ سے بری الذمہ ہو جاؤں۔ ابن زیاد نے کہا: خدا کی قسم جب تک تم مسلم کو ہمارے سامنے حاضر نہیں کرتے ہرگز یہاں سے نہیں جا سکتے۔ ہائی نے جواب دیا: میں ہرگز ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ کیا اپنے مہمان کو تمہارے حوالے کروں تاکہ تم اسے قتل کر دو؟

ابن زیاد نے کہا: خدا کی قسم تم کو اسے ضرور میرے حوالے کرنا پڑے گا۔ ہائی نے جواب دیا: خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔

جب ان کے مابین گفتگو طویل ہو گئی تو مسلم بن عمرو بابلی نے کہا: اے امیر مجھے اجازت دوتا کہ میں ہائی سے تمہائی میں بات کروں۔ وہ کھڑا ہوا اور دارالامارہ میں ایک طرف لے گیا۔ ابن زیاد ان سے اتنا قریب تھا کہ ان کو دیکھ رہا تھا اور ان کے مابین ہونے والی گفتگو کو سن رہا تھا۔ مسلم نے کہا: اے ہائی! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالو اور اپنے قبیلہ کو مصیبیت میں بچتا رہے کرو! خدا کی قسم میں تم کو موت سے نجات دلاوں گا۔ مسلم بن عقیل ان لوگوں کے بچازاد بھائی ہیں یہ ان کو قتل نہیں کریں۔

گے اور ان کو کسی قسم کا نقصان بھی نہیں پہنچا سکیں گے۔ ان کو لے آؤ اور یہ کام ذلت و رسولی کا باعث نہیں ہوگا۔ چونکہ آپ اس کو امیر کے حوالے کر رہے ہیں تو امیر کے حوالے کرنا کوئی عیب نہیں۔

ہاشم نے کہا: خدا کی قسم یہ کام میرے لئے باعث رسولی ہے۔ وہ شخص کہ جو میری پناہ میں ہے اور میرا مہمان ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے فرزند کا نمائندہ ہے۔ میں اسے دشمن کے سپرد کیسے کر دوں؟ خدا کی قسم اگر کوئی بھی میری مدد نہ کرے اور میں تھارہ جاؤں تب بھی میں ان کو این زیاد کے حوالے نہ کروں گا، چاہے مجھے ان سے پہلے قتل کر دیا جائے۔

مسلم بن عرود نے قسمیں دینا شروع کی لیکن ہانی کہتے رہے کہ خدا کی قسم میں ان کو این زیاد کے سپرد نہیں کروں گا۔ ابن زیاد نے یہ بات سنی تو کہا: اسے میرے قریب لے آؤ۔ ہاشم کو اس کے نزدیک لا یا گیا تو اس نے کہا: خدا کی قسم تمہیں مسلم بن عقیل کو حاضر کرنا پڑے گا اور نہ تمہارا سر تن سے جدا کر دوں گا۔

ہاشم نے کہا: اگر تم ایسا کرو گے تو یاد رکھو تم اپنے گھر کے اردوگردنواریں دیکھو گے۔ ابن زیاد نے حفارت کے ساتھ کہا: تمہاری یہ جرأت کہ ہمیں تواروں نے ڈراتے ہو۔ ہاشم یہ خیال کر رہے تھے کہ آپ کے قبیلے والے آپ کی آوازن رہے ہیں۔ عبید اللہ نے کہا: اسے میرے نزدیک لا او۔ اس کے نزدیک لے گئے تو اس نے چھڑی سے ہاشم کے منڈ ناک اور پیشانی پر مارنا شروع کیا اور اس قدر ناک پر مارا کہ ٹوٹ گئی اور خون آپ کے لباس پر بہنا شروع ہو گیا۔ آپ کے چہرے اور پیشانی کا گوشہت آپ کی دائر گھی پر آؤ یہاں ہونے لگا، یہاں تک کہ چھڑی بھی ٹوٹ گئی۔

ہاشم نے جھپٹ کر اس کے ایک سپاہی سے تلوار چھین لی، لیکن وہیں سے ہی

ایک سپاہی نے ان کو مضمبوٹی سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس پر ابن زیاد بلند آواز میں پکارا: اسے گرفتار کرو۔ وہ ہانی کو گھسیتے ہوئے دارالامارہ کے ایک کمرہ میں لے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ ابن زیاد کے حکم سے آپ پر کچھ سپاہی مقرر کر دیے گئے۔

اسی وقت اسماء بن خارجہ یا (ایک قول کے مطابق) حسان بن اسماء اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا: اے امیر تم نے ہم کو حکم دیا کہ ہانی کو تمہارے پاس لے آؤ اور جب ہم ان کو تمہارے پاس لائے تو تم نے ان کا منہ توڑ دیا، ان کی ڈاڑھی کو خون سے نگین کر دیا اور یہ گمان کرتے ہو کہ اس کو قتل کر دو گے؟ یہ سن کر ابن زیاد نے غضبانا ک ہو کر کہا کہ تم بھی ہمارے پاس ہو اور پھر حکم دیا کہ اس کو اتنا بارہ کہ یہ خاموش ہو جائے۔ پھر اس کو باندھ کر دارالامارہ کے ایک گوشہ میں قید کر دیا۔ جب انہوں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو کہا: ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ گویا کہ اسے ہانی کی وہ بات یاد آئی جو اس نے دارالامارہ میں داخل ہونے سے پہلے کی تھی۔ جیسے ہی عمرو بن جاجح کہ جس کی بیٹی (رویجہ) ہانی کی بیوی تھی۔ اسے ہانی کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو وہ اپنے تمام قبیلہ والوں کے ساتھ آئے اور دارالامارہ کا محاصرہ کر لیا اور آواز دی کہ میں عمرو بن جاجح ہوں اور میرے ساتھ قبیلہ مدح کے بزرگان ہیں۔ ہم نے شہزاد شاہ کی اطاعت سے روگردانی کی ہے اور نہ مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہونے ہیں، ہم نے نا ہے کہ تم نے ہمارے قبیلہ کے سردار ہانی کو قتل کر دیا ہے؟

ابن زیاد ان کے اس طرح اکٹھا ہونے اور ان کی گفتگو سے آگاہ ہوا تو اس نے قاضی شریح کو حکم دیا کہ جاؤ ہانی کو دیکھو اور اس کے قبیلے والوں کو ہانی کے زندہ ہونے کی اطلاع دو۔ شریح گیا اور اس نے کہا کہ ہانی کو قتل نہیں کیا گیا۔ یہ سن کر قبیلہ مدح والے اس کی خبر پر راضی ہو کر واپس چلے گئے۔

## مسلم بن عقیل کا قیام

جب ہائی کے قتل ہونے کی خبر مسلم بن عقیل کو پہنچی تو مسلم بن عقیل اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ جوان کی بیعت کر چکے تھے ابن زیاد سے جنگ کے لئے گھر سے باہر نکل آئے۔ ابن زیاد نے دارالامارہ میں پناہ لی اور اس کے دروازے بند کر دیے۔ اس کے بعد ابن زیاد کے ساتھیوں اور مسلم بن عقیل کے ساتھیوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی اور وہ افراد جو ابن زیاد کے ساتھ دارالامارہ میں تھے دارالامارہ کی چھت پر گئے اور انہوں نے مسلم بن عقیل کے ساتھیوں کو شام سے آنے والی فوجوں کی دھمکی دی۔ اس طرح جنگ لڑتے ہوئے رات ہو گئی۔ مسلم بن عقیل کے ساتھی رفتہ رفتہ منتشر ہونے لگے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم کیوں خواہ نخواہ خود کو نقشہ کی آگ میں ڈالیں، بہتر یہی ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں اور مسلم اور ابن زیاد کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ خدا ان کے درمیان اصلاح کر دے۔ یہ کہہ کر تمام لوگ چلے گئے۔ وہ افراد مسلم کے ساتھ رہ رہے گئے۔

اس دوران مسلم مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آئے تو وہ دس آدمی بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ جب مسلم نے ایسی صورت حال دیکھی تو مسجد سے تنہا غریب الوطینی کی حالت میں باہر آئے اور کوفہ کی گلیوں میں چلنے لگے، چلتے چلتے طوع نامی عورت کے گھر کے دروازہ کے سامنے پہنچا اور اس سے پانی طلب کیا۔ وہ عورت پانی لائی۔ مسلم نے پانی پیا، اس کے بعد مسلم نے پناہ طلب کی۔ اس عورت نے اپنے گھر میں پناہ دے دی۔ لیکن اس کے بیٹے نے اس قضیہ کی خبر ابن زیاد تک پہنچا دی۔

عبداللہ ابن زیاد نے گھر میں اعجٹ کو طلب کیا اور اسے ایک لشکر کے ساتھ مسلم کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ لوگ اس عورت کے گھر کے قریب پہنچا اور مسلم

نے گھوڑوں کے ٹالپوں کی آواز سی تو زرہ پہنی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان سے مقابلہ شروع کر دیا اور ان کی کثیر تعداد کو ہلاک کیا۔ محمد بن اشعث نے بلند آواز سے کہا: اے مسلم! تم ہماری امان میں ہو۔

مسلم نے کہا: غلبہ، فاسق و فاجر لوگوں کی امان کوئی امان نہیں ہوتی۔ اس کے بعد پھر جنگ لڑنے میں مشغول ہو گئے اور رجز کے عنوان سے شاعر حمراں بن مالک شاعر کے اشعار پڑھے۔

**ترجمہ:** خدا کی قسم میں مارا نہیں جاؤں گا مگر آزادی کی حالت میں۔

اگرچہ مجھے موت کا جام تینی دلخی کے ساتھ ہی پینا پڑے۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مجھے دھوکے سے گرفتار کیا جائے۔ اسی طرح میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں شہنشاہ ہے اور میٹھے پانی کو کڑوے پانی کے ساتھ مخلوط کروں، ہر شخص کو ایک نہ ایک دن مشکل کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے، لیکن میں تم پر اپنی تلوار سے حملہ کروں گا۔ اور مجھم تھم سے کسی قسم کے ضرر و نقصان کی پرواہ نہیں۔

ابن زیاد کے لشکر نے بلند آواز سے پکار کر کہا: اے مسلم! محمد بن اشعث آپ سے جھوٹ نہیں کہہ رہا اور فریب نہیں دے رہا ہے۔ مسلم نے اس کی پرواہ نہ کی اور اپنا حملہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ تلواروں اور نیزوں کے زخمیوں کی کثرت سے جنم ٹھڈھال ہو گیا۔ اس موقع پر ایک کمینہ نے نیزہ کے ساتھ پشت سے حملہ کیا جس سے آپ گھوڑے کی زین سے زمین پر گر پڑے، اس وقت آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔

اشقیاء جب آپ کو ابن زیاد کے پاس لے گئے تو مسلم نے اسے سلام نہ کیا۔ ایک سپاہی نے کہا: امیر کو سلام کرو! مسلم نے کہا: لعنت ہو تو تم پر، میرا یہ امیر نہیں ہے۔

ابن زیاد نے کہا: کوئی حرج نہیں۔ تم سلام کرو یا نہ کرو، قتل ہونا ہی ہے۔ مسلم

نے کہا: اگر تو مجھے قتل کرے گا تو یہ کوئی بڑی بات نہیں، کیونکہ تم سے زیادہ ناپاک افراد نے مجھ سے زیادہ بہتر افراد کو قتل کیا ہے اور اس سے پست بات یہ ہے کہ تم لوگوں کو بے غیرتی سے قتل کرتے ہو۔ اور دردناک طریقہ سے ملکوٹے ملکوٹے کرتے ہو۔ اس طرح سے تم اپنی بے غیرتی کو ظاہر کرتے ہو۔ جب تم دشمن پر غلبہ پاتے ہو تو اس کے ساتھ بدترین سلوک کرتے ہو۔ تم ظلم کرنے میں کوئی کسر اٹھانی نہیں رکھتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مکروہ فریب میں کوئی تمہارا ثانی نہیں۔

ابن زیاد نے کہا: اے نافرمان فتنہ گرا تو نے اپنے امام سے بغاوت کی ہے، اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کیا ہے۔

مسلم نے کہا: اے ابن زیاد تو بھوٹ بولتا ہے۔ مسلمانوں کے اتحاد و وحدت کو معاویہ اور اسی کے بیٹھے یزید نے تباہ و بر باد کیا ہے اور فتنہ کو تو اور تیرتے باپ زیاد بن عبید نے ایجاد کیا ہے (عبدیقیلہ بن علیح کا غلام تھا اور ان کا تعلق شفیع سے تھا)۔ مجھے امید ہے کہ خداوند مجھے شہادت نصیب فرمائے گا اور یہ شہادت مجھے بدترین افراد کے ہاتھوں سے ملے گی۔ ابن زیاد نے کہا:

اے مسلم! تو نے اقتدار کی ہوں میں یہ اقدم کیا، لیکن خدا نہیں چانتا تھا کہ تمہیں یہ مقام حاصل ہو، بلکہ وہ مقام اس کے اہل کے خواہ کر دیا۔

مسلم نے کہا: اے مرجانہ کے بیٹے! تمہاری نظر میں اس مقام کا حقدار کون ہے؟ اس نے کہا: یزید بن معاویہ۔ مسلم نے کہا: الحمد للہ، ہم اس بات پر راضی ہیں کہ خداوند عالم ہمارے اور تمہارے درمیان حاکم ہو۔ ابن زیاد نے کہا: کیا تم بھی اس بات کا دعویٰ کرتے ہو کہ اس خلافت میں تمہارا بھی کوئی حصہ ہے۔ مسلم نے کہا: خدا کی قسم میرا خیال نہیں بلکہ میں یقین رکھتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا: اے مسلم! مجھے بتاؤ تم کس مقصد کے

لئے اس شہر میں آئے ہو کہ اس کے نظم و نتیج کو درہم برہم کر دیا؟

مسلم نے کہا: میں اختلاف اور شورش برپا کرنے کے لئے نہیں آیا۔ مگر چونکہ تم نے بُرے اعمال انجام دیئے اور نیک اعمال کو جتہا کیا اور لوگوں کی مرضی کے بغیر ان پر حاکم بن بیٹھے ہو اور انہیں حکم خدا کے خلاف حکم دیا۔ اور ان کے ساتھ ایران و روم کے بادشاہوں جیسا سلوک کیا، لہذا ہم آئے ہیں کہ لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دیں۔ بُرے کاموں سے روکیں اور انہیں قرآن و سنت پر غیر اسلام صالی اللہ علیہ وسلم کا تابع بنائیں اور ہم اس کام کے لئے سب سے زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔

امن زیاد نے یہ سن کر آپؐ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور حضرت علی اور حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام کو (غوفہ بالله) گالیاں بکھنے لگا۔

مسلم نے کہا: تو اور تیرا باباؑ ان گالیوں کا زیادہ حقدار ہے۔

اے دشمن خدا! تو جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہے کر لے۔

## حضرت مسلمؓ اور حضرت ہاشمؑ کی شہادت

امن زیاد نے بکر بن حمران کو حکم دیا کہ مسلمؓ کو دارالامارہ کی چھت پر لے جائے اور اسے قتل کر دے۔ مسلمؓ راستے میں خدا کی شیخ پڑھتے رہے، خداوند سے مغفرت کی دعا کرتے رہے اور حضرت محمد و آل محمد پر درود بھیجتے رہے۔ جب چھت پر پہنچ گئے تو خالمؓ نے مسلمؓ کے تن سے سر کو جدا کر دیا، اور ان کے جسد اطہر کو دارالامارہ کی چھت سے نیچے پھینک دیا۔ امن زیاد نے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

اس قاتل نے جواب دیا کہ جب میں مسلمؓ کو قتل کر رہا تھا تو میں نے ایک سیاہ چیرے والے بد صورت مرد کو دیکھا جو میرے مقابل کھڑا تھا اور اپنی انگلیوں کو اپنے

دانتوں سے چپا رہا تھا۔ میں اس کو دیکھ کر اس قدر خوفزدہ ہو گیا کہ اس طرح میرا دل بھی بھی خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔

اہن زیادے کہا۔ شاید مسلم کے قتل کرنے سے تم پر یہ وحشت طاری ہو گئی۔ اس کے بعد حکم دیا کہ ہانی کو لا یا جائے۔ ان کو قتل کرنے کے لئے ابن زیاد کے پاس لا یا گیا تو اس دوران ہانی کہہ رہے تھے: میرا قبیلہ کہاں اور میرے رشتہ دار کہاں ہیں؟ جلا دنے کہا۔ اپنی گردن آگے لاو۔ ہانی نے کہا۔ خدا کی قسم میں اپنے قتل میں تیری مدنہ نہیں کر سکتا۔ ابن زیاد کے غلام رشید نے تلوار کے ذریعہ ہانی کو قتل کر دیا۔

حضرت مسلم اور ہانی کی شہادت کے سلسلہ میں عبداللہ بن زہیر اسدی نے یہ مرثیہ پڑھا ہے۔ اس مرثیہ کے کہنے والے شاعر ایک قول کے مطابق فرزدق ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ سلیمان حنفی ہیں۔

**اشعار کا ترجمہ:** اے قبیلہ مدح! اگر تم نہیں جانتے کہ موت کیا ہے تو کوفہ کے بازار میں مسلم اور ہانی کو دیکھنے کے لئے آؤ۔ ایک وہ مرد شجاع ہے کہ جس کے چہرہ کو تلواروں نے زخمی کیا اور دوسرے وہ مرد شجاع کہ جس کو قتل کرنے کے بعد قصر کی چھت سے نیچے گرا دیا گیا۔ ابن زیاد نے انہیں اسیر کیا اور دوسری صبح لوگوں کے لئے ایک داستان بن گیا۔ اور تم ایسے جسد کو دیکھو کہ موت نے جس کے رنگ کو متغیر کر دیا اور جس کا خون راستہ میں بہہ رہا ہے۔ ایسا جو انہر جو باحیا عورتوں سے بھی زیادہ باحیا ہے۔ جو دو دھاری صیقل کی ہوئی تلوار سے بھی تیز کاٹنے والا تھا۔

کیا اسماء بن خارج جس نے ہانی کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا اور گھوڑے پر سوار ہوا وہ قتل ہونے سے امان میں رہا؟ حالانکہ قبیلہ مدح اس سے ہانی کے خون کے طلب گار تھے اس وقت قبیلہ مراد ہانی کے اطراف چکر لگا رہے تھے اور ایک دوسرے سے

اس کا حال پوچھر ہے تھے اور اس کے لئے فکر مند تھے۔

اے قبیلہ مراد! اگر تم اپنے بھائی بانی کے خون کا بدل نہیں لیتے تو تمہاری مثال

ان عورتوں کی ہے کہ جو کم پیسوں پر اپنی آبرو بینچے پرتیار ہو جاتی ہیں۔

ابن زیاد نے مسلم بن عقیل اور بانی بن عروفة کی شہادت کے بارے میں یزید کو

خبر دی۔ چند دنوں کے بعد اس کا جواب آیا۔ جس میں اس نے اہن زیاد کے اس فعل بد کا

شکریہ ادا کیا، اور لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ امام حسین (ع) تمہاری طرف کوفہ آ رہے

ہیں۔ لیکن اس وقت تمہیں چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ ختنی سے پیش آؤ اور ان سے انتقام لو،

اور اگر کسی کے بارے میں مخالفت کا وہم و خیال بھی ہے تو اسے فوراً زندان میں ڈال دو۔

## امام حسین (ع) کی عراق روانگی

امام حسین (ع) ۳ ذی الحجه بروز منگل اور ایک قول کے مطابق ۱۷ شتم ذی الحجه

بروز پر ۲۰ ہجری کو مسلم کی شہادت سے پہلے مکہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ جس دن امام

حسین (ع) مکہ سے لکھے اسی دن مسلم کی شہادت واقع ہوئی۔ روایت میں ہے کہ جب

امام حسین (ع) مکہ سے عراق روانہ ہونے لگے تو آپ نے لوگوں کے سامنے یہ خطبہ

ارشاد فرمایا:

**ترجمہ:** خداوند کریم کی حمد و شا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام کے بعد

فرمایا۔ موت بنی آدم کے لئے اسی طرح باعث زینت ہے جس طرح جوان عورت کے

گلے میں ہار باعث زینت ہے۔ میں اپنے آباء و اجداد کی زیارت کا شدت سے مشتاق

ہوں، جس طرح کہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) یوسف (علیہ السلام) کی زیارت کے مشتاق تھے

میرے قتل ہونے کی جگہ معین ہو چکی ہے اور مجھے یقیناً وہاں پہنچتا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا

ہوں کہ جنگل کے بھوکے بھیڑیے نوا دیں اور کربلا کے درمیان میرے جسم کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے بھوکے بھیڑیں کو بھر لیں اور اپنی خالی جھوٹی کواس سے پُر کر لیں۔ لکھی ہوئی تقدیر سے فارمکن نہیں اور خدا جس کام پر راضی ہوتا ہے ہم اہل بیتؑ بھی اس پر راضی ہوتے ہیں۔ اور جو خدا کی طرف سے بلانا زل ہوتی ہے ہم اس پر صبر و شکر کرتے ہیں۔ خداوند کریم ہمیں صبر کرنے والوں کا اجر عطا کرے گا۔

ہم پیغمبر خدا ﷺ کے جسم کے ٹکڑے ہیں اور ان سے جدا نہیں ہیں۔ ہم جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے اور ہمارے وسیلہ سے حضرت رسول خدا ﷺ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے اپنے رسول ﷺ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرے گا۔ جو بھی ہمارے ساتھ خدا کے لئے قربان ہونے پر تیار ہے اور لقاء خداوند کا مشتاق ہے، وہ ہمارے ساتھ چلے۔ خداوند کریم کی مدد سے ہم کل صبح مکہ سے روانہ ہو جائیں گے۔

ابو جعفر بن محمد بن جریر طبری امامی اپنی کتاب (دلائل الاماۃ) میں بند خود روایت کرتے ہیں کہ ابو محمد و اقدی اور زرارہ بن خلیح کہتے ہیں کہ ہم نے امام حسینؑ سے عراق کی طرف روانہ ہونے سے پہلے ملاقات کی۔ ہم نے کوفیوں کی سستی کے بازے میں امامؑ کو آگاہ کیا اور ان کی خدمت میں عرض کیا کہ کوفیوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں، لیکن ان کی تلواریں آپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ امام حسینؑ نے اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور کثیر تعداد میں فرشتے کہ جن کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد فرمایا: اگر خداوند کریم کی مشیت نہ ہوتی کہ میرا اپن زمین کربلا کے قریب ہو، اور مجھے اپنی شہادت کے اجر کے ضائع ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں الہی الشکر کی

مد سے اپنے دشمنوں سے جگ کرتا، لیکن مجھے یقین ہے سوائے میرے بیٹے علی ابن حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کے میری اور میرے تمام ساتھیوں کی قتل گاہ کر بلہ ہے۔

عمر بن مثیٰ اپنی کتاب (مقتل الحسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام) میں روایت نقل کرتے ہیں۔

جیسے ہی ترویٰ کا دن آیا، عمر بن سعد بن ابی عاص اپنے کثیر تعداد شکر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا اس کو زید نے مامور کیا تھا کہ اگر تم انہیں قتل کر سکتے ہو تو قتل کر دینا، اور اگر وہ تم سے جگ کریں تو تم بھی ان سے جگ کرنا۔ لیکن امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام اسی دن مکہ سے روانہ ہو گئے۔

حضرت امام جعفر صادق الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس رات کی صبح کو امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام مکہ سے روانگی کا ارادہ رکھتے تھے اسی رات محمد بن حفیہ امام الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: بھائی جان آپ جانتے ہیں کہ کوفیوں نے آپ کے باپ اور بھائی کو فریب دیا۔ مجھے خوف ہے کہ وہ آپ کے ساتھ بھی کہیں وہی سلوک نہ کریں۔ اگر آپ بہتر سمجھیں تو مکہ ہی میں رہ جائیں، کیونکہ آپ عزیز ترین افراد میں سے ہیں۔

امام الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ زید بن معاویہ مجھے ناگہان حرم خدا میں قتل نہ کرادے اور میرے قتل کی وجہ سے حرمت بیت اللہ پامال ہو جائے۔ محمد بن حفیہ نے کہا: اگر اس بات کا خوف ہے تو پھر آپ یہیں کی طرف ہجرت کر جائیں، کیونکہ وہاں آپ کی قدر دانی کرنے والے ہوں گے اور اس طرح آپ تک زید کی رسائی بھی نہ ہو سکے گی۔ یا آپ کسی صحرایا جنگل میں چلے جائیں اور وہیں پر رہیں۔ یہ سن کر امام الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہاری اس تجویز پر غور و فکر کروں گا۔

## کاروانِ حسینی کی مکہ سے روانگی

آدھی رات کا وقت تھا کہ امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم مکہ سے روانہ ہوئے اور جیسے ہی یہ خبر محمد بن حنفیہ کو ملی تو انہوں نے آ کر حضرت کے ناقہ کی مہار پکڑ لی اور عرض کیا۔ اے بھائی جان کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ میں اس بارے میں تأمل کروں گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تو انہوں نے پوچھا: پھر آپ جانے میں کیوں اتنی جلدی سے کام لے رہے ہیں۔

امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا: تمہارے جانے کے بعد مجھے نانا رسول کی خواب میں زیارت ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا: لَا خَسِينُ أُخْرُجُ إِلَى الْعِرَاقِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَأِكَ قَبْلًا اے حسین تم عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ، اللہ کی مشیت اسی میں ہے کہ تم قتل کئے جاؤ۔

محمد حنفیہ نے کہا: إِنَّا إِلَلَهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ آپ جب قتل ہونے کے لئے جارہے ہیں تو پھر حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله و سلم کو ہمراہ کیوں لے جارہے ہیں؟ امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے خردی ہے کہ إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاهُنَّ سَبَايَا کہ خدا کی مشیت اسی میں ہے کہ انہیں اسیر دیکھے، اس کے بعد محمد حنفیہ رخصت ہو کر چلے گئے۔

محمد بن یعقوب کلینی اپنی کتاب "رسائل" میں حمزہ بن حمران سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں ایک مجلس میں امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کی روانگی اور محمد بن حنفیہ کا ان کے ہمراہ نہ جانے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔ جب کہ اس وقت مجلس میں امام صادق الصلی اللہ علیہ و آله و سلم بھی تشریف فرماتھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اے حمزہ! تمہارے لئے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ اس کے بعد مجھ سے محمد بن حنفیہ کے بارے میں کوئی سوال

نہ کرنا اور وہ حدیث یہ ہے کہ جب امام حسین اللہ علیہ الرحمۃ الرّحیم کہ سے روانہ ہونے لگے تو انہوں نے ایک کاغذ طلب کیا اور اس پر لکھا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حسین بن علی کی طرف سے قبیلہ بنی ہاشم کے نام

اما بعد: جو بھی میرے ساتھ چلے گا وہ شہید ہو گا اور جو میرے ہمراہ نہ جائے گا وہ

کامیاب نہ ہو گا۔ والسلام،

فرشتوں کی امام حسین اللہ علیہ الرحمۃ الرّحیم کی نصرت کے لئے آمد

شیخ مفید "محمد بن محمد بن نعیمان اپنی کتاب" "مولد النبی و مولد الاوصیاء"

میں اپنی اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق اللہ علیہ الرحمۃ الرّحیم سے روایت کرتے ہیں۔ جب امام حسین اللہ علیہ الرحمۃ الرّحیم نے کہ سے بھرت کی تو فرشتوں کی جماعتیں جنہوں نے رسول خدا صلوات اللہ علیہ و آله و سلم کی نصرت کی تھی ہاتھوں میں اسلحہ لیے بہتی گھوڑوں پر سوار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں، سلام کے بعد عرض کی: اے جنت خدا! پروردگار عالم نے بہت سی جنگوں میں ہمارے ذریعہ سے آپ کے جدا بند رسول خدا صلوات اللہ علیہ و آله و سلم کی نصرت کی۔ اب ہمیں آپ کی نصرت کے لئے بھیجا ہے۔

امام حسین اللہ علیہ الرحمۃ الرّحیم نے فرشتوں سے فرمایا: میری اور آپ کی وعدہ گاہ کربلا ہے میں اس جگہ قتل کیا جاؤں گا۔ جب میں کربلا پہنچوں گا تو اس وقت میرے پاس آتا۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ ہم خدائے تعالیٰ کی طرف سے مأمور ہیں کہ آپ کے فرمان کی اطاعت کریں۔ اگر آپ کو اپنے دشمن سے خوف ہے تو ہم آپ کی خدمت میں رہیں۔ امام اللہ علیہ الرحمۃ الرّحیم نے فرمایا: جب تک میں کربلا نہ پہنچ جاؤں اس وقت تک وہ مجھے تکلیف نہیں

پہنچا سکتے۔

## مومن جنات کا امام حسینؑ کی نصرت کے لئے آنا

اس کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں مومن جنات کے گروہ آئے۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم آپ کے شیعہ اور آپ کا ساتھ دینے والے ہیں۔ آپ کا جو جی چاہے ہمیں حکم فرمائیں۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم آپ کے تمام ذمتوں کو نیست و نابود کر دیں اور آپ اپنے وطن میں ہی رہیں۔

امام حسینؑ نے ان کے حق میں دعا کی اور ان سے فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا جو میرے جدا مجدد رسول خدا ﷺ پر نازل ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لوگوں سے کہا اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو تو جن کے مقدار میں قتل کیا جانا لکھا ہے وہ ضرور اپنی قبروں تک پہنچ جائیں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا: مدینہ میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بس اگر میں اپنے گھر میں رہوں تو ان اشقياء کا امتحان اللہ تعالیٰ کسی چیز سے لے گا اور میری قبر میں کون جائے گا۔

درحقیقت جس دن خداوند متعال نے زمین کا فرش بچھایا تو اس نے سرز میں کر بلکہ کوئیرے لئے منتخب کیا اور ہمارے شیعوں اور دوستوں کی پناہ گاہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال اور دعاویں کو اس جگہ قبول فرمائے گا۔ ہمارے شیعہ وہاں آباد ہوں گے، اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں امان ہوگی۔ لیکن تم ہفتہ کے دن جو عاشورہ کا دن ہے میرے پاس آتا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ جسہ کے روز آنا کہ میں اس دن عصر کے وقت قتل کیا جاؤں گا اور میرے رشتہ داروں اور

بھائیوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اور ہمارے سروں کو یزید کے پاس لے جایا جائے گا۔ اس دن نیمرے پاس آتا۔

یہ سن کر بخوبی نے عرض کی: خدا کی قسم اگر آپ کے امر کی اطاعت ہم پر واجب نہ ہوتی تو آپ کی اجازت کے بغیر قبل اس کے کہ وہ آپ کو کوئی آزار پہنچائیں آپ کے تمام دشمنوں کو نیست و نابود کر دیتے۔ امام العلیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ہم اس سے زیادہ انہیں قتل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، لیکن ہمارا مقصد ان پر اتمام جنت کرنا ہے۔ تاکہ جو بھی ہلاک ہوں وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہوں اور جو سعادت کو پہنچے وہ بھی دلیل کے ساتھ۔

اس کے بعد امام حسین العلیہ السلام نے اپنے سفر کو جاری رکھا، یہاں تک کہ منزل شعیم تک پہنچے، اس جگہ آپ کی ملاقات ایک قافلہ سے ہوئی جو والی یعنی بحیر بن یسار کی طرف سے یزید کے لئے ہدیہ لے جا رہے تھے۔ چونکہ مسلمانوں کے امور کے حقیقی حاکم امام حسین العلیہ السلام تھے، لہذا انہوں نے ان قافلہ والوں سے وہ ہدیہ لے لیا اور اونٹ کے مالکوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو بھی چاہے ہمارے ساتھ عراق تک چلے ہم اس کا کرایہ ادا کریں گے اور اس کے ساتھ اچھا برنا و کریں گے اور جو افراد اپس میں جانا چاہتے ہیں ہم انہیں وہاں تک کا کرایہ دیں گے۔ ان میں سے بعض لوگ امام العلیہ السلام کے ہمراہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ بعض لوگ واپس چلے گئے اور پھر وہاں سے کوچ کر کے منزل ”ذات عرق“ پر پہنچے، تو اس مقام پر بشیر بن غالب سے ملاقات ہوئی جو عراق سے آ رہے تھے اور ان سے پوچھا کہ الٰ عراق کی کیا خبر ہے؟ جواب دیا کہ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تکوarیں بنوامیہ کی مدد کریں گی۔

حضرت نے فرمایا: تم نے درست کہا خدا جو چاہتا ہے وہی انجام دیتا ہے اور

جس کا ارادہ کرتا ہے اسی کا حکم کرتا ہے۔

قالہ روانہ ہوا۔ دوپہر کے وقت مقام تعلیمیہ پر پہنچے، تو آپ کو نیندا آگئی۔ ایک لحظے کے بعد بیدار ہوئے تو فرمایا کہ میں نے ہاتھ غیبی کو یہ کہتے سنا کہ آپ بہت جلدی سے جا رہے ہیں اور موت آپ کو بہشت کی طرف جلدی سے لے جا رہی۔ آپ کے فرزند ارجمند علی اکبر ﷺ نے کہا: ﴿بِاَبَةٍ اَوْلَسْنَا عَلَى الْحَقْقِ؟﴾ اے باباجان کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، خدا کی قسم ہم حق پر ہیں۔ تو علی اکبر ﷺ نے کہا: ﴿إِذْنُ لَا نُسَالُى بِالْمَوْتِ﴾ تو پھر ہمیں موت کی کیا پرواہ۔ امام حسین ﷺ نے فرمایا: اے میرے نور عین اخدا تم کو جزائے خیر دے۔ اس رات آپ نے مقام تعلیمیہ ہی پر قیام کیا۔

### امام حسین ﷺ کی ابا هرثہ سے ملاقات

اول صحیح کے وقت ایک شخص کہ جس کی کنیت ابا هرثہ تھی، کوفہ سے آیا اور اس نے حضرت کی خدمت میں سلام کیا اور کہنے لگا: اے فرزند رسول خدا! کیا وجہ ہے کہ آپ نے حرم خدا اور اپنے جد کا حرم چھوڑا؟ حضرت نے فرمایا: اے ابا هرثہ!

بنی امیہ نے میرا مال لوٹا میں نے صبر کیا مجھے گالیاں دیں، میں نے برداشت کیا، لیکن اب وہ میرا خون بہانا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہاں سے بھرت کی ہے۔ خدا کی قسم یہ افراد مجھے ضرور قتل کریں گے، لیکن خدا انہیں ذلیل و رسو اکرے گا اور تیز تلوار کے ساتھ ان سے انتقام لے گا۔ اور ان پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو ان کو قوم سبا سے زیادہ ذلیل کرے گا جن پر ایک عورت کو مسلط کیا تھا۔ جو ان کے خون اور مال میں جیسا چاہتی تھی حکم کرتی تھی۔ یہ کہہ کر امام وہاں سے روانہ ہو گئے۔

## زہیر بن قین کی امام حسین کی خدمت میں شرف یابی

قبیلہ بنی فرارہ اور قبیلہ بنی بجیلہ کے بعض لوگوں نے نقش کیا ہے۔ ہم زہیر بن قین کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے اور امام حسین کے قافلہ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ اتفاقاً امام کے قافلہ سے ملاقات ہو گئی، لیکن چونکہ زہیر نہیں چاہتے تھے کہ وہ امام سے ملاقات کریں، لہذا جس جگہ بھی امام قیام کرتے تو ہم لوگ ان سے کچھ دور قیام کرتے۔

یہاں تک کہ ایک روز ایسا آیا کہ ایک ہی جگہ پر جہاں پر امام حسین طرف سے آیا، سلام کہانا کھانے میں مصروف تھے تو ایک شخص امام حسین طرف سے آیا، سلام کہا اور کہنے لگا کہ اے زہیر بن قین مجھے امام حسین نے بھیجا ہے کہ تمہیں بلا لاوں۔ امام طرف کا یہ پیغام سنتے ہی ہم سب کے ہاتھوں سے لقے گر پڑے اور ہم لوگ گہری فکر میں ڈوب گئے۔ گویا کہ سروں پر پرندے بیٹھ گئے ہوں۔

زہیر کی زوجہ (دیلم بنت عمرو) نے کہا۔ سبحان اللہ! تجب ہے تم پر کہ فرزند رسولؐ تمہیں بلا میں اور تم نہ جاؤ؟ اگر جا کر ان کی باتیں سن لو گے تو کیا ہو جائے گا؟ زہیر بن قین اپنی جگہ سے اٹھے اور امام حسین کی خدمت میں پہنچے، چند لمحوں کے بعد وہ پُرستت چہرہ کے ساتھ واپس لوٹے۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ یہاں سے اپنے خیموں کو اکھاڑ کر امام حسین کے یہیوں کے نزدیک نصب کر دو اور اپنی زوجہ سے کہا۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ اس لئے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے تجھے مصیبتیں اٹھانا پڑیں۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ امام کے ساتھ رہوں گا اور اپنی

جان ان پر شارکروں گا۔

اس کے بعد اپنی زوجہ کا مال و متاع اس کے پرد کر دیا، اور اسے اس کے بچاڑا بھائیوں کے پرد کر دیا تاکہ وہ اسے اس کے اقرباتک پہنچا دیں۔ زوجہ زہیر کے نزدیک آئی اور رونے لگی اور اس سے الوداع کرتے ہوئے کہا: خدا تمہارا مد دگار ہو، اور تجھے سعادت نصیب فرمائے۔ اور کہا: اے زہیر! میری آرزو ہے کہ جب تم روز قیامت امام حسینؑ کے جد بزرگوار سے ملاقات کرو تو مجھے بھی یاد کرنا۔ اس کے بعد زہیر نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جو بھی میرے ساتھ چلتا چاہتا ہے میرے ساتھ چلے، ورنہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

امام حسینؑ اس مقام سے مقام زبالہ کی طرف روان ہوئے اور وہاں پہنچ کر شہادت مسلم سے باخبر ہوئے۔ حضرت کے اصحاب بھی اس خبر سے مطلع ہوئے۔ اس موقع پر وہ افراد جو امام کے ہمراہ دنیاوی ریاست وطن کی خاطر آ رہے تھے وہ امام کو چھوڑ کر چلے گئے اور حضرت کے اہل بیت اور باوفا اصحاب ان کے ہمراہ رہے۔ چنانچہ مسلم کی شہادت پر امام اور ان کے اہل بیت واصحاب گریہ وزاری کرنے لگے، آنکھوں سے اشک جاری تھے، لیکن امام حسینؑ نے شوقی شہادت میں اپنے سفر کو جاری رکھا۔

فرزدق شاعر دورانِ سفر امامؑ کی ملاقات سے مشرف ہوئے، عرض کی۔ اسے فرزند رسول خدا! جن لوگوں نے مسلم بن عقیل اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ ان پر آپ کیسے اعتماد کر رہے ہیں۔ امام حسینؑ نے روک فرمایا: خدا مسلم کی مغفرت کرے جنہوں نے زندگی جاوید پائی، خداوند کے رزق سے مالا مال ہوئے اور بہشت میں داخل ہوئے۔ انہوں نے خداوند کریمؐ کی خوشنودی پائی اور اپنی ذمہ داری کو انجام دے دیا، لیکن میں نے ابھی اپنا وظیفہ انجام نہیں دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اشعار پڑھے۔

- ترجمہ : (۱) اگر دنیا کو نصیح و باقیت شمار کیا جائے تو یہ مسلم ہے کہ خداوند کریم کا اجر و ثواب اس سے بلند و برتر ہو گا۔
- (۲) اگر جسموں کو مرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہو تو مرد کے لئے توار سے راو خدا میں قلت ہو جانا افضل ہے۔
- (۳) جب کہ انسان کی روزی کو تقسیم اور مقدر کر دیا گیا ہے تو مرد کا روزی کے لئے کم حریص ہونا اچھا ہے۔
- (۴) اور اگر مال کا جمع کرنا چھوڑ جانے کے لئے ہے تو انسان اس شیئی میں کنجوی کیوں کرے جس کو چھوڑ کر جانا ہے۔

### شہادت قیس بن مسیر

امام حسین رض نے سلیمان بن صرد خراگی، مسیب بن نجیب، رفاع بن شداد اور کوفہ میں اپنے چند شیعوں کے نام، قیس بن مسیر صید اوی کے توسط سے خطوط ارسال کئے۔ قیس جب نزد یک کوفہ پہنچ تو اس کی ملاقات امین زیاد کے ایک سپاہی حسین بن نیر سے ہوئی۔ جب اس نے تلاشی لیتا چاہی تو قیس نے امام حسین رض کے خطوط باہر نکال کر نکلوئے کر دیئے، حسین ان کو امین زیاد کے پاس لے گیا۔ عبد اللہ نے پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد کا شیعہ ہوں۔ اس نے کہا۔ تم نے یہ خطوط کس لئے چھاڑے ہیں؟ قیس نے جواب دیا: اس لیے کہ تو ان کے مطالب سے آگاہ نہ ہو۔ امین زیاد نے سوال کیا: یہ خطوط کس کی طرف سے تھے؟ جواب دیا: حسین رض کی جانب سے چند کوئیوں کے نام تھے جنہیں میں نہیں جانتا۔

ابن زیاد غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم جب تک تو ان کے نام نہیں بتائے گا تم کو آزاد نہیں کروں گا یا پھر منبر پر جا کر حسین بن علی العلیٰ اور ان کے باپ اور بھائیوں کو گالیاں دو۔ ورنہ تم کوتوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

قیس نے کہا: اس جماعت کے نام تجھے نہیں بتاؤں گا، لیکن میں منبر پر جانے کے لئے تیار ہوں کہ حسین العلیٰ اور ان کے باپ کو گالیاں دوں۔ اس کے بعد آپ منبر پر گئے، اور حمد و شاء اللہ کی، رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلّم پر درود و سلام اور حضرت علی بن ابی طالب، حسن اور حسین علیہم السلام کے لئے طلب رحمت کی اور عبید اللہ بن زیاد اور ان کے باپ اور بنی امية کے حامیوں پر لعنت پھیجنی۔ اس کے بعد کہا۔

ایہا الناس! تجھے امام حسین العلیٰ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور وہ فلاں سرز میں پر ہیں۔ ان کی طرف جاؤ اور ان کی نصرت کرو۔ یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی، تو اس نے حکم دیا کہ اس کو دارالامارہ کی چھت سے نیچے پھینک دیا جائے، لہذا ان کو دارالامارہ کی چھت پر لے جا کر نیچے پھینک دیا، جس سے ان کی شہادت ہوئی۔

جب ان کی شہادت کی خبر امام حسین العلیٰ کو ملی تو رونے لگے اور فرمایا: خداوند! ہمارے لئے اور ہمارے شیعوں کے لئے تیک جگہ قرار دے اور اس میں ہم سب کو اکٹھا کر دے، کیوں کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ روایت میں ہے کہ امام حسین العلیٰ نے یہ خط اس منزل سے بھیج چھے جو ( حاجز کے نام سے مشہور ہے) اس کے علاوہ دوسری جگہ بھی روایت نقل کی گئی ہے۔

حرث بن یزید کا امام حسین العلیٰ کو روکنا

راوی کہتا ہے کہ اس منزل سے گزرنے کے بعد اور کوفہ سے دو منزل پہلے

اچانک حربن یزید ایک ہزار کا لشکر لے کر امام حسین علیہ السلام کے سامنے آیا۔ حضرت نے پوچھا: ہماری مدد کے لئے آئے ہو یا ہم سے جنگ کرنے آئے ہو؟ ہر نے جواب دیا۔ اے حسین! آپ سے جنگ کرنے آیا ہو۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ﴾ پھر آپ میں گفتگو ہونے لگی۔ یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر تمہاری رائے ان خطوط کے مخالف ہے جو تم نے اور دیگر افراد نے بھیجے ہیں تو میں جہاں سے آیا ہوں پھر وہیں واپس چلا جاتا ہوں۔ ہر اور اس کے لشکر نے حضرت علیہ السلام کو واپس جانے سے روکا۔

ہر نے کہا۔ اے فرزند رسول! ایسا راستہ اختیاب کریں۔ جو نہ کوفہ جاتا ہو اور نہ مدینہ، تاکہ میں ابن زیاد کے سامنے عذر پیش کر سکوں اور کہہ سکوں کہ حسین علیہ السلام راستے پر گئے کہ میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ امام حسین علیہ السلام نے باسیں ہاتھ پر جانے والا راستہ اختیاب فرمایا، اور مقام عذیب جنات پر پہنچے، اسی موقع پر ابن زیاد کا خط ہر کو ملا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ تو نے حسین علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا ہے، ہم اس پر راضی نہیں ہیں۔ ہم نے تمہیں حکم دیا تھا کہ حسین علیہ السلام کے ساتھ تھی تے پیش آؤ۔

ہر اور اس کے لشکروں لے حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہیں جانے سے روک دیا۔ حضرت نے فرمایا: کیا تم نے خود یہ نہیں کہا تھا کہ راستہ تبدیل کر کے جو راستہ کوفہ اور مدینہ کو نہ جاتا ہو، اس پر چلے جائیے؟ اس نے کہا ہاں، لیکن امیر عبد اللہ ابن زیاد کا خط مجھے ملا ہے جس میں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ پر تھنی کروں، اور مجھ پر جاسوں مقرر کیے ہیں تاکہ اس کے احکام کی تعمیل کروں۔

اس موقع پر امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہوئے۔ ہمدردانہ پروردگار کی، اور اپنے جد بزرگوار رسول خدا علیہ السلام پر درود بھیجا۔ اس کے بعد فرمایا:

﴿أَلَا تَرَوْنَ إِلَى الْحَقِّ لَا يُعْمَلُ بِهِ وَ إِلَى الْبَاطِلِ لَا يُنَتَّاهِي عَنْهُ لِيَرْغَبَ الْمُؤْمِنُ فِي لِقَاءِ رَبِّهِ حَقًا حَقًا﴾۔

اے لوگو! معاملات نے ہمارے ساتھ جو صورت اختیار کر لی ہے، وہ آپ کے سامنے ہے۔ یقیناً دنیا نے رنگ بدل لیا ہے اور بہت بڑی شکل اختیار کر گئی۔ اس کی بھلاکیوں نے منہ پھیر لیا ہے اور نیکیاں ختم ہو گئی ہیں۔ اب اس میں اتنی ہی اچھائیاں باقی پچی ہیں جتنی کسی برتن کی تہہ میں رہ جانے والا پانی۔ اب زندگی ایسی ہی ذلت آمیز اور پست ہو گئی ہے جیسا کوئی سٹکاخ اور چیل میدان۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ حق پر عمل نہیں ہوا اور باطل سے کوئی روکنے والانہیں ہے؟ ان حالات میں مرد مومن کو چاہیے کہ وہ لقاۓ پروردگار کی آرزو کرے:

﴿لَا أَرِيَ الْمَوْتَ إِلَّا سَعَادَةً وَالْحَيَاةَ مَعَ الظَّالِمِينَ إِلَّا

بَرَّ مَا

میں موت کو سعادت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا، اور ظالموں کے ساتھ جینے کو سوائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

زہیر بن قیم ان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے فرزند رسول خدا! ہم نے آپ کی باتوں کو سنا، ہماری نظر میں اس فانی دنیا کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اگر دنیا کی زندگی ہمیشہ کے لئے ہوتی اور ہم کو اس میں ہمیشہ زندہ رہنا ہوتا پھر بھی ہم آپ کے ساتھ قتل ہونے کو زندگی جاوید پر ترجیح دیتے۔

ان کے بعد حلال بن نافع کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم ہمیں شہادت اور موت سے کوئی خوف نہیں ہے، اور ہم اپنی اسی نیت اور بصیرت پر قائم ہیں۔ آپ کے دوستوں کے دوست اور آپ کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔

ان کے بعد بری بن نھیر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے فرزند پیغمبر! خدا کی قسم خداوند کریم نے ہم پر احسان فرمایا کہ آپ کی نصرت کے لئے لڑیں۔ ہمارے جنم آپ کی حمایت میں ملکوٹے ملکوٹے ہو جائیں، اور اس کے بد لے آپ کے جد بزرگوار قیامت کے دن ہماری شفاعت فرمائیں۔

### امام حسین علیہ السلام کا کربلا میں داخلہ

امام حسین علیہ السلام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے، لیکن لشکر خربجی ان کے جانے پر مانع ہوتا اور کبھی ان کے پیچھے چلتا۔ یہاں تک کہ دوسری محرم کو زمین کربلا پر وارد ہوئے۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اس سر زمین پر وارد ہوئے، سوال کیا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟ جواب دیا گیا۔ کربلا۔ کہا۔ خداوند! غم اور بلاؤں میں تھہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد کہا: ﴿هذا موضع کرب و بلا انزلوا هي هنا محط رجالنا و مسفك دمائنا و هنا محل قبورنا﴾ یہ خوفناک اور بلاؤں کی جگہ ہے۔ یہاں پر اترو۔ یہی ہمارے مرنے کی جگہ ہے اور ہمارے خون بہنے کی جگہ ہے اور ہماری قبور کا مقام ہے۔ اس خبر کو میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن تھا۔ اس کے بعد سب اتر گئے۔ حرا اور اس کا لشکر بھی ایک کنارے پر اتر اور اپنے خیمے نصب کر لیے۔

### حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی بے چینی

امام حسین علیہ السلام بیٹھ کر اپنی تلوار کی اصلاح کرتے ہوئے ان اشعار کو پڑھ رہے

یادہ راف لک من خلیل  
من طالب و صاحب قتیل  
و کل حی ساک سبیل  
ترجمہ:- اے زمانہ تیری دوستی ہمیشہ نہیں رہے گی۔ اپنے دوستوں کے ساتھ  
دشمنی کے سوا تیرا کچھ کام نہیں۔ صبح و شام تو نے اپنے دوستوں کی ایک جماعت کو قتل کیا، اور  
زمانہ کی بدل پر قناعت نہیں کرتا۔ ہر زندہ موت کی طرف جا رہا ہے اور ہر امر خدا کے ذمہ  
ہے۔

حضرت نبی سلام اللہ علیہ اُنے ان اشعار کو سننا اور کہا۔ اے بھائی جان ایہ  
باتیں وہ شخص کرتا ہے جسے قتل ہونے کا یقین ہو۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے  
میری بہن! حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ حضرت نبی سلام علیہ السلام نے کہا۔ اے کاش موت  
آجائی، حسین علیہ السلام اپنی شہادت اور موت کی خبر دے رہے ہیں۔ اس وقت اہل حرم کی  
مستورات رو نے لگیں اور اپنے منہ پڑھانچے مارنے لگیں، گریبان چاک کر دیئے۔ ام  
کلثوم نے فریاد کی: ﴿وَأَمْحَمَّدًا وَأَخْلِيَّاً وَأَمَّاَهُ وَأَمَّاهَا وَأَحْسَيْنَا وَأَ  
ضَيْعَتَنَا بَعْدَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ﴾ یا حسین! ہمہ تھمارے بعد ہماری بے چارگی!

امام حسین علیہ السلام نے انہیں تسلی دی۔ اور فرمایا۔ اے میرے بہن! خدا کی راہ میں  
صبر کرو۔ چونکہ تمام آسماؤں کے رہنے والوں کے لیے فنا ہے اور تمام اہل زمین کو موت  
آتا ہے اور تمام لوگوں کو مرننا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے ام کلثوم، اے نبی، اے  
فاطمہ، اے رباب! یاد رکھو کہ جب میں قتل ہو جاؤں تو گریبان چاک نہ کرنا اور اپنے  
چہروں پر ٹھانچے نہ مارنا اور ایسی بات نہ کرنا جس سے خدا راضی نہ ہو۔

دوسرا روایت ہے کہ نبی سلام علیہ السلام حسین علیہ السلام سے دور مستورات اور

بچوں میں پیشی تھیں اور جب حسین اللہ علیہ السلام سے ان اشعار کو سننا تو فوراً اسی حال میں کہ ان کی چادر زمین پر خط دے رہی تھی۔ بھائی کے پاس آئیں اور کہا: ﴿وَأَشْكَلَةُ الْيَتَامَةِ أَعْدَمَنِي الْحَيَاةَ﴾ اے کاش موت میری جان لے لیتی۔ آج میری ماں فاطمہ زہرا، باپ علیٰ اور بھائی حسن دنیا سے گئے ہیں۔ اے گزشتہ بزرگوں کے جانشین اور باقی زندوں کی پناہ گاہ! امام حسین اللہ علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے میری بہن! تمہارے حلم کو شیطان ختم نہ کر دے۔

جناب نسب اللہ علیہ السلام نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر ثار ہوں۔ کیا آپ قتل ہو جائیں گے؟ امام حسین اللہ علیہ السلام نے اپنے غم و اندوہ کو دل میں چھپایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا: ﴿لَوْ تُرِكَ الْقَطَالُ لَنَا﴾ یعنی اگر (قطا) (پرندے) کے شکاری اسے اپنے حال پر چھوڑتے تو اپنے آشیانہ میں ہی رہتا۔ یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ اگر بنی امیہ مجھے آزاد چھوڑتے تو میں مدینہ سے باہر نہ آتا۔ حضرت نسب اللہ علیہ السلام یہ بات سن کر کہنے لگی: ﴿وَإِنَّ لَهُ مَا يَرِيدُ﴾ ہائے بھائی جان! کیا آپ اپنے آپ کو دشمن کی گرفتاری میں سمجھتے ہیں اور زندگی سے مایوس ہیں؟ یہ بات میرے دل کو پریشان کر رہی ہے، اور اس کا برداشت کرنا مجھ پر بہت سخت ہے۔ اس کے بعد منہ پر طماضے مارتے ہوئے اپنا گریبان چاک کر دیا، اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں۔

امام حسین اللہ علیہ السلام اٹھے اور حضرت نسب اللہ علیہ السلام کے چہرے پر پانی ڈالا۔ یہاں تک کہ بی بی کو ہوش آگیا اور ان کو تسلی دی، اور انہیں اپنے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بابا علی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصائب کی یاد دلاتی تاکہ ان کی شہادت کو چھوٹی مصیبت سمجھ کر جناب نسب اللہ علیہ السلام کو سکون مل جائے۔

امام حسین اللہ علیہ السلام کا اہل بیت حرم کو ساتھ لانے کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ اگر

حضرت اپنے اہل بیت کو جاز میں یا کسی اور شہر میں چھوڑ دیتے تو یزید بن معاویہ لعنت اللہ علیہ فوج بھیج کر ان کو اسیر کروالیتا اور ان کو اتنی تکلیف دیتا کہ شاید امام حسین رض را ہے خدا میں شہادت و قربانی کی سعادت پر فائز ہونے میں مشکلات سے دوچار ہو کر محروم ہو جاتے۔

## حصہ دوم

### واقعاتِ عاشورا

شہادت شہد اعی کر بلا

اور

خیام اہل حرم کی تاراجی و آتش زدگی

## واقعات عاشورا

عبداللہ بن زیاد نے اپنے ساتھیوں کو امام حسینؑ کے ساتھ جگ کرنے کی دعوت دی۔ انہیں راہ حق سے محرف کیا اور اس پر انہوں نے اس کی پیروی کی، اور اس نے عمر بن سعد کی آخرت کو دینیوی مال کے ذریعہ خرید لیا اور اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا۔ عمر بن سعد نے بھی اسے قبول کر لیا، اور کوفہ سے چار ہزار سوار پاہیوں کے ساتھ امام حسینؑ سے جگ کرنے کے لئے کوفہ سے روانہ ہوا۔ ابھی زیاد مسلسل اس کے لئے لشکر روانہ کرتا رہا، بیساں تک کہ چھ محرم کی رات تک میں ہزار سوار اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد امام حسینؑ پر بندش آب سے اس قدر سختی کی کہ جس کے نتیجہ میں آپؐ کے اصحاب باوقاف پر شدید پیاس کا غلبہ ہوا۔

## کربلا میں امام حسینؑ کا پہلا خطبہ

امام حسینؑ اپنی تلوار کے سہارے کھڑے ہوئے اور بآواز بلند فرمایا:  
 ﴿أَنْشِدْ كُمُ اللَّهُ هُلْ تَعْرِفُونَى؟ قَالُوا: نَعَمْ أَنْتَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَ سَيِّدُهُ﴾۔

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، آپؐ فرزند پیغمبر خدا اور ان کے نواسے ہیں۔ پھر فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم مجھے جانتے ہو، کیا رسول خدا میرے جدا مجنہ نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، خدا کی قسم آپؐ رسول اللہؐ کے نواسے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا:

پھر تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ میرے والد علی بن ابی طالب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، خدا کی قسم ہم جانتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میری والدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا دختر محمد مصطفیٰ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، خدا کی قسم ہم جانتے ہیں۔

حضرت ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ میری جدہ جناب خدیجہ بنت خولید ہیں؟ اور وہ پہلی خاتون ہیں کہ جنہوں نے عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، خدا کی قسم ہم جانتے ہیں۔ فرمایا: کیا حضرت حمزہ میرے والد کے چچا نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔

حضرت نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا جعفر طیار میرے چچا نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، خدا کی قسم ہیں، آپ درست فرمارے ہیں۔

حضرت نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ جو تواریخے پاس ہے وہ رسول خدا کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، خدا کی قسم ہم جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ جو عمامہ میرے سر پر ہے یہ رسول خدا کا عمامہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، خدا کی قسم ہم جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ علی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور وہ سب لوگوں سے زیادہ علم رکھنے والے اور سب سے زیادہ بردار تھے اور ہر مسلمان عورت و

مرد کے مولیٰ و امیر ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں، خدا کی قسم ہم جانتے ہیں۔  
 ﴿فَالْقَاتِلُونَ دَمِي؟﴾ تو آپ نے فرمایا۔ پھر تم کیوں میرا خون  
 بہانا حلال سمجھ رہے ہو؟ حالانکہ میرے والد ساقی کوثر ہیں جن کے ہاتھوں میں روز  
 قیامت پر چم اسلام ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے جو کچھ بیان فرمایا یہ سب ہم  
 جانتے ہیں، لیکن ﴿وَ تَحْنُ عَيْرُ تَارِكُكَ حَتَّى تَدُوقَ الْمَوْتَ عَطَشًا﴾  
 جب تک آپ تسلیب جان نہ دے دیں ہم آپ کو جھوٹ نے والے نہیں ہیں۔

جیسے ہی امام حسین علیہ السلام نے اس خطبہ کو ختم کیا۔ تو حضرت کی بیٹیوں اور ان کی  
 بہن زینب بنت علی علیہ السلام نے روتا شروع کر دیا اور اپنا منہ پیٹنے لگیں، اور ان کے رونے کی  
 آواز خیموں سے بلند ہونے لگی۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی عباس اور اپنے لخت جگر علی اکبر علیہ السلام کی طرف  
 بھیجا اور فرمایا کہ مستورات کو خاموش کرائیں، کیونکہ مجھے اپنی جان کی قسم انہیں اس کے بعد  
 ابھی بہت روتا ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ جب عبد اللہ بن زیاد کا خط عمر بن سعد کو ملا جس میں اسے  
 جنگ جلد شروع کرنے اور جلد ختم کرنے کا حکم دیا تھا کہ اس میں تاثیر سے کام نہ لیا جائے  
 تو اس خط کے نتیجہ میں عمر بن سعد فوراً سوار لشکر کو لے کر امام کے خیموں کی طرف چل پڑا۔

### حضرت عباس علمدار علیہ السلام کو امان کی دعوت

شر نے خیموں کے نزدیک آ کر بلند آواز سے کہا ﴿ایں بنو اختی؟﴾  
 کہاں ہیں میرے بھائی عبد اللہ، حضرت عباس اور عثمان؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: شمر کا جواب دو اگرچہ وہ فاسق ہے، کیونکہ وہ تمہارا

رشته دار ہے۔

چنانچہ حضرت عباس (علیہ السلام) اور ان کے بھائیوں نے کہا شمر کیا کہتے ہو؟ اس نے۔  
کہا۔ اے میرے بھانجو! تم امان میں ہو، امام حسین (علیہ السلام) کے ہمراہ اپنی جان خطرے  
میں نہ ڈالو اور امیر المؤمنین ریزید کی اطاعت کرو۔ حضرت عباس (علیہ السلام) نے جواب دیا  
اے دشمن خدا تیرے ہاتھ شل ہو جائیں۔ کتنی بڑی امان ہمارے لئے لائے ہو۔ ﴿تَأْمُرُنَا  
أَنْ تُشْرِكَ أَخَانَا الْحُسَيْنَ بْنَ فَاطِمَةَ وَ نَدْخُلُ فِي طَاعَةِ اللَّعْنَاءِ وَ أَوْلَادِ  
اللَّعْنَاءِ﴾ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم اپنے بھائی، فرزند فاطمہ زہراء امام حسین (علیہ السلام) کو چھوڑ کر  
ملعون اور ملعون کے بیٹوں کے ساتھ ہو جائیں؟!

شماغضناک حالت میں اپنے لشکر کی طرف لوٹ گیا۔

جب امام حسین (علیہ السلام) نے دیکھا کہ سپاہ این زیاد جنگ شروع کرنے میں بہت  
جلد بازی سے کام لے رہی ہے، اور وعظ و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے، تو آپ  
نے حضرت عباس (علیہ السلام) سے فرمایا کہ جیسے بھی ممکن ہو۔ اس لشکر کو جنگ کرنے سے روک،  
تاکہ آج کی رات میں نماز ادا کر سکوں، کیونکہ خدا جانتا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے اور تلاوت  
قرآن سے بہت محبت ہے۔ حضرت عباس آئے اور ان سے درخواست کی۔ عمر بن سعد  
نے اس پر خاموش اختیار کی، گویا وہ جنگ میں تاخیر کرنے پر راضی نہیں تھا۔

عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا: خدا کی قسم اگر یہ لوگ ترک و دیلم کے قبیلے سے  
بھی ہوتے تو ہم ان کی درخواست کو قبول کر لیتے، حالانکہ یہ آل محمد ہیں۔ اس کے بعد  
انہوں نے درخواست قبول کر لی اور جنگ سے دستبردار ہو گئے۔ راوی کہتا ہے:

امام حسین (علیہ السلام) زمین پر پیٹھ گئے اور ان کو نیند آگئی۔ اور چند لحظات کے بعد  
بیدار ہوئے اور اپنی بہن جناب نینب سلسلہ للہ علیہ سے فرمایا: اے بہن نینب! ابھی میں

نے خواب میں اپنے نانا رسول خدا ﷺ اور اپنے والد علی رضاؑ اور اپنی ماں فاطمہ زہراؓ اور اپنے بھائی حسن مجتبی علیہم السلام کو دیکھا ہے۔ اور انہوں نے مجھ سے فرمایا ہے اے حسین! کل تم ہمارے پاس ہو گے۔

جناب نبی ﷺ نے یہ بات سنتے ہی اپنے منہ پر ٹھما نچے مارے اور بلند آواز سے گریہ کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا آہستہ گریہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن ہمیں شرمندہ کریں۔

### امام حسین علیہ السلام کی آخری شب

چنانچہ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کو جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں بعد احمد و شاۓ رب جلیل کے یوں فرمایا۔

﴿أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَصْحَابًا أَصْلَحَ مِنْكُمْ وَلَا أَهْلَ بَيْتٍ أَبْرَأَ وَلَا أَفْضَلَ مِنْ أَهْلَ بَيْتٍ فَجَزَاكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا عَنِّي خَيْرًا وَ هَذِهِ اللَّيْلُ قَدْ عَشِيشَكُمْ فَاتَّحِذُؤُهُ جَمِيلًا وَ لَيَأْخُذْ شُكُلَّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِيَدِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ وَ تَفَرَّقُوا فِي سَوَادِ هَذَا اللَّيْلِ وَ ذُرُونِي وَ هُولَاءِ الْقَوْمِ فَإِنَّهُمْ لَا يُرِيدُونَ غَيْرِي﴾

امام علیہ السلام نے فرمایا میں کسی کے اصحاب کو اپنے اصحاب سے زیادہ نیک اور اپنے اہل بیت سے زیادہ اچھا کسی کے اہل بیت کو نہیں جانتا۔

خاتم سب کو جزاۓ خیر عطا فرمائے۔ یہ رات کا ناٹا ہے، اس کو غنیمت جانو۔ اور تم میں سے ہر ایک میری اہل بیت کے مردوں میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے کر پہنچے جاؤ، اور مجھے اس شکر کے پاس اپنے حال پر چھوڑو، کیونکہ انہیں میرے

سوکی اور سے کوئی غرض نہیں۔

امام حسین علیہ السلام کے بھائیوں اولاد اور عبد اللہ ابن جعفر کی اولاد نے امام کے جواب میں عرض کیا: ﴿وَلَمْ نَفْعُلْ ذِلِكَ لِنَبْقِيَ بَعْدَكَ؟ لَا أَرَانَا اللَّهُ ذَلِكَ أَبَدًا﴾ کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تاکہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں؟ خدا ہرگز ایسا دن ہمیں نصیب نہ کرے، اور اس کلام کو سب سے پہلے حضرت عباس بن علی نے کہا اور باقی افراد نے ان کی پیروی کرتے ہوئے یہی جواب دیا۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کے بیٹوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا تھا رہے لئے شہادت مسلم ہی کافی ہے میں تمہیں جانے کی اجازت دیتا ہوں، تم لوگ چلے جاؤ۔

اور دوسری روایت کے مطابق اس دوران امام کے بھائیوں اور ان کی اہل بیت نے یوں عرض کی: اے فرزند پیغمبر! لوگ جب ہم سے پوچھیں گے تو ہم ان کا کیا جواب دیں گے؟ کیا ان کو یہ جواب دیں گے کہ اپنے مولا اور اپنے پیغمبر کے فرزند کو تھا چھوڑ دیا اور اس کی حمایت و نصرت میں دشمن کی طرف ایک تیر بھی پھینکنا، اور ایک بھی نیزہ و تلوار نہیں چلائی؟ ہرگز نہیں! خدا کی قسم ہم لوگ آپ سے جدا نہیں ہوں گے، اور ہم آپ کی حفاظت آخری دم تک کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ قتل کر دیئے جائیں، اور آپ کی طرح راہ خدا میں شہید ہو جائیں۔ آپ نے بعد خدا ہمیں زندہ نہ رکھے۔

پھر مسلم بن عوجہ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں: اے فرزند پیغمبر! کیا ہم آپ کو اسی حالت میں تھا چھوڑ کر چلے جائیں۔ جب کہ دشمنوں نے آپ کو اپنے محاصرے میں لے لیا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا! خداوند آپ کے لعزم مجھے جینا نصیب نہ کرے۔ میں ضرور لڑوں گا، یہاں تک کہ لڑتے ہوئے میرا نیزہ آپ کے دشمن کے سینے میں ٹوٹ۔

جائے، اور پھر میں اپنی توار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑوں، یہاں تک کہ توار بھی نہ رہے تو پھر میں پھر اٹھا کر آپ کے دشمن پر برساؤں گا۔ میں آپ کو ہرگز تھا نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اپنی جان آپ کے قدموں پر چھا ور کر دوں۔

ان کے بعد سعید بن عبد اللہ حنفی کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ اے فرزند پیغمبر! خدا کی قسم ہم آپ کو بھی تھا نہ چھوڑیں گے تاکہ خدا یہ جان لے کہ ہم نے آپ کے بارے میں جو رسول خدا کی وصیت سنی تھی اسے یاد رکھا، اور اگر میں یہ جان لوں کہ آپ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا اور پھر زندہ کیا جائے اور پھر زندہ جلا دیا جائے گا اور یہاں تک کہ مجھے اسی طرح ستر (۷۰) مرتبہ ہی کیوں نہ جلا دیا جائے۔ پھر بھی میں آپ سے جدا نہ ہوں گا اور اپنی جان آپ سے پہلے قربان کروں گا۔

اور کیوں نہ آپ کے لئے جان شمار کروں، جب کہ ایک مرتبہ مرتا تو ہے ہی اور اس کے بعد ابدی غریت و سعادت ہے۔ ان کے بعد زہیر بن قینون کھڑے ہوئے اور عرض کی۔ خدا کی قسم اے فرزند پیغمبر! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔ خداوند آپ کو، آپ کے بھائیوں اور آپ کے اہل بیت کو زندہ رکھے، پھر ان کے بعد امام حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے باقی اصحاب نے بھی اسی طرح کی حیات کا اظہار کیا، اور انہوں نے عرض کی: ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں۔ ہم ہر صورت آپ کی حفاظت کریں گے، کیونکہ اگر ہم قتل بھی ہو جائیں تو گویا ہم نے اس تکلیف کو ادا کیا جس کو خدا نے ہم پر واجب کیا تھا۔

ای شب عاشور محمد بن حضری کو خبر ملی کہ اس کے بیٹے کو شہر ری میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ تو اس نے کہا: میں اس کے معاملہ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ مجھے اپنی جان کی قسم مجھے یہ گوارہ نہیں ہے کہ میرا بیٹا اسیر ہو جائے، اوز میں اس کے بعد زندہ رہوں۔

جب اس کی یہ بات امام حسین علیہ السلام نے سنی تو فرمایا: خدا تیری مغفرت کرے، میں نے تجھ سے اپنی بیعت اٹھالی ہے اور تو اپنے بیٹے کی رہائی کے لئے چلا جا۔ تو اس نے عرض کی: اگر میں آپ سے جدا ہوں تو مجھے جنگل کے درندے زندہ پھاڑ کھائیں۔ امام نے فرمایا: اچھا یہ پوشک بر دیمانی اپنے بیٹے کو دوتا کہ وہ اپنے بھائی کی رہائی کے لئے اس سے استفادہ کر سکے۔ پس حضرت نے اسے پانچ پوشک بر دیمانی عطا کیں کہ جس کی قیمت ایک ہزار دینار تھی۔

راوی کہتا ہے کہ اس رات امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب نے یوں گزاری کہ ان کے مناجات کی صدائیں سنی جا رہی تھیں۔ کچھ اصحاب حالت رکوع میں اور کچھ حالت سجود میں اور کچھ حالت قیام میں عبادتِ الہی میں مشغول تھے۔ چنانچہ اسی رات بتیس (۳۲) آدمی عمر بن سعد کے لشکر سے جدا ہو کر امام حسین علیہ السلام کے لشکر سے آملا۔ امام حسین علیہ السلام کی کثرتِ نماز اور عبادت ہمیشہ اسی طرح تھی۔

روایت میں ہے کہ عاشور کی صبح بریر بن خیر بہمنی نے عبد الرحمن سے بھی مذاق شروع کر دی۔ تو عبد الرحمن نے کہا کہ اے بریر! یہ کوئی بھی مذاق کرنے کا وقت ہے؟ بریر نے کہا: میری قوم جانتی ہے کہ میں نے عمر بھر کی سے کوئی مذاق نہیں کیا۔

لیکن میری اس خوشی کا اظہار شہادت پر فائز ہونے کی وجہ سے ہے۔

خدا کی قسم اس وقت کے آنے میں زیادہ دریں ہیں ہے جب کہ میں دشمنوں کے سامنے جاؤں اور کچھ دیران سے جنگ کروں اور اس کے بعد جا کر جنت کی حوروں سے مل جاؤں۔

## عاشرہ کی صحیح

راوی کہتا ہے کہ جب عمر بن سعد کے سپاہی گھوڑوں پر سوار ہو گئے، تو امام حسین علیہ السلام نے بُری بن خیر کو ان کی طرف بھجا۔ بُری نے انہیں وعظ و نصیحت کی۔ چند مطالب کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی، لیکن انہوں نے اس کی پرواہ کی۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام ناق پر اور ایک قول کے مطابق اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور عمر بن سعد کے ساتھیوں سے خاموش ہونے کے لئے کہا اور انہیں اپنے خطبے کی طرف متوجہ کیا، وہ سب خاموش ہو گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے خدا کی حمد و شنا اور محمد و آل محمد پر درود وسلام، اور انبیاء اور ملائکہ پر درود بھیجنے کے بعد ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! اے ہوتم پر تم نے سرگردان حالت میں ہم سے مدد طلب کی، اور ہم تمہاری مدد کے لئے جلد حاضر ہو گئے، لیکن تم نے جن تلواروں کو ہماری نصرت میں اٹھانے کی قسم کھائی تھی، ان کو ہمارے قتل کے لئے اٹھا کر کھا ہے، جس سے ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں کو مارنا چاہتے تھے آج تم سب اپنے دوستوں کو قتل کرنے کے لئے اپنے دشمن کی مدد کر رہے ہو، حالانکہ نہ انہوں نے تمہارے درمیان عدل و انصاف کو راجح کیا، اور نہ ان کی مدد کرنے میں تمہیں خوشی کی امید ہوئی چاہیے۔

تم پر وائے ہو۔ کس لئے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا، حالانکہ تلواریں نیا میں اور دل مطمئن، پُرسکوں اور ارادے حکم ہو چکے تھے، لیکن باوجود اس کے تم نے فتنے کی آگ جلانے میں نڈپوں کی مانند جلدی کی، اور اپنے آپ کو آگ میں ڈال۔ دیا۔ اے حق اسلام کے دشمن! اے قرآن سے منہ موڑنے والو! اور اس کے کلمات میں تحریف کرنے والو! اے گنجگار لوگو! اے شیطانی دشمنوں کی پیروی کرنے والو! پنجمبر

اسلام ﷺ کی شریعت و سنت کو مٹانے والو! خدا کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہو۔  
ان پلید لوگوں کی حمایت تو کر رہے ہو، لیکن ہماری نصرت سے دستبردار ہو گئے

ہو۔

ہاں، خدا کی قسم قدیم زمانہ ہی سے تم میں مکرو فریب تھا، اور تمہارا خیر اسی مکرو  
فریب کے پانی مٹی سے اٹھایا گیا، اور تمہاری فکر اسی پر پروان چڑھی ہے۔ تم ایسے بدترین  
پھل ہو کہ جو کھانے والوں کے گلے کو زخمی کر دیتا ہے، اور تم ان ظالم و غاصب لوگوں کے  
سامنے چھوٹے سے لقمع کی ماندہ ہو۔

﴿أَلَا وَإِنَّ الدَّعِيَّ بْنَ الدَّعَى فَلَدُرَكَرَ بَيْنَ النَّعْنَى بَيْنَ الْمِسْلَةِ وَ  
الْدَّلَلَةِ وَهَيْهَاتِ مِنَ الدَّلَلَةِ يَأْتِي اللَّهُ ذَلِكَ لَنَا وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾  
آگاہ ہو جاؤ کہ مجھے حرام زادے کے بیٹے حرام زادہ (ابن زیاد) نے دو  
چیزوں پر مجبور کیا ہے۔ یا تو میں اس کے خلاف تواریکال لوں، یا ذلت کا لباس پہن کر  
یزید کی بیعت کر لوں، لیکن ذلت ہم سے بہت دور ہے، کیونکہ خداوند متعال اور اس کا  
رسول اور مؤمنین اس کی ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم ذلت کی زندگی کو عزت کی موت  
پر ترجیح دیں۔ جان لو باوجود اس کے کہ ہم تعداد کے لحاظ سے کم ہیں، لیکن تمہارے ساتھ  
جنگ ضرور لڑیں گے۔

حضرت نے اپنے خطبہ کے بعد شاعر فروہ بن مسیک مرادی کے یہ اشعار  
پڑھے۔

اشعار کا ترجمہ: اگر ہم فتح یاب ہو جائیں اور دشمن کو شکست دیں  
دیں تو یہ کوئی عجیب بات نہ ہوگی، کیوں کہ ہم ہمیشہ دشمن کو شکست دیتے والے ہیں، اور  
اگر مغلوب ہو کر مارے جائیں تو ہمارا یہ مرنا نہ تو خوف ذہراں کی وجہ سے ہوگا اور نہ ہماری

جانب سے ہوگا، بلکہ ہماری موت کا وقت، اور دوسروں کی (ظاہری) کامیابی کا وقت آپنچے گا۔ اگر موت کی سواری ایک گھر سے دوری اختیار کرے تو دوسرے گھر کی جانب ضرور پڑا ڈالتی ہے۔ ہمارے آباء و اجداد تمہارے ہاتھوں سے مارے گئے جس طرح گزشتہ صدیوں میں لوگ موت سے دوچار ہوتے رہے۔

اگر دنیا کے بادشاہ ہمیشہ رہتے تو ہم بھی ہمیشہ کے لئے زندہ رہتے۔ وہ لوگ جو آج ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں ان سے کہو کہ عقل کے ناخن لو، چنانچہ جس طرح آج ہمیں موت کا سامنا کرنا ہے، اس طرح ان مذاق اڑانے والوں کو بھی سامنا کرنا پڑے گا۔

امام حسین علیہ السلام نے ان اشعار کو پڑھنے کے بعد فرمایا: خدا کی قسم تم میرے قتل کے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہو گے۔ تمہاری زندگی ایک پیادے کے سوار ہونے سے زیادہ نہیں ہے۔ زمانہ تیزی کے ساتھ تمہارے سروں پر چکلی کی طرح گھوم رہا ہے، اور تمہاری اضطرابی حالت چکلی کی کیل کی طرح ہے، یہ خبر میرے والد بزرگوار حضرت علی علیہ السلام نے میرے جدا مجدد رسول خدا علیہ السلام سے سنی، اور مجھ سے بیان فرمائی تھی۔

اب تم مل بیٹھو اور آپس میں اپنے اس معاملہ کے بارے میں ایک دوسرے سے صلاح و مشورہ کرو، تاکہ کوئی بات تم پر تنقیٰ نہ رہ جائے پھر اس کے بعد تم میرے قتل کے لئے اقدام کرو، اور مجھے مہلت نہ دو۔ میں نے اس خدا پر بھروسہ کیا ہے جو ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے۔

خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے اس سپاہ یزید سے اظہارِ نفرت کرتے ہوئے فرمایا: اے پروردگار! انہیں اپنی رحمت کی بارش سے محروم کر، اور ان پر ایسا قحط نازل کر جیسا جناب یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل فرمایا، اور غلام ثقفی کو ان پر مسلط کر دے تاکہ وہ انہیں موت کے تلخ جام سے سیراب کرے، کیونکہ انہوں نے مجھ کو جھٹالا یا، اور مجھے

فریب دیا۔ تو ہمارا پورنگار ہے۔ تجھے ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، اور تمیری ہی مغفرت کے طالب ہیں۔ ہر ایک کو تمیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اپنی سواری سے نیچے اترے اور رسول خدا کا گھوڑا کہ جس کا نام مرتجع تھا طلب فرمایا، اور اپنے ساتھیوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب بینتالیس (۳۵) سوار اور ایک سو پیادہ تھے، اور دوسری روایات بھی حضرت کے اصحاب کی تعداد کے سلسلہ میں موجود ہیں۔

### عمر بن سعد کی طرف سے جنگ کا آغاز

راوی بیان کرتا ہے کہ عمر بن سعد لشکر سے نکل کر سامنے آیا اور جب امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کی طرف تیر پھینک چکا تو اس نے بلند آواز سے اپنے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا: امیر کے ہاں، اس بات کی گواہی دینا کہ سب سے پہلا تیر پھینکنے والا میں ہوں۔ اس کے بعد عمر بن سعد کے لشکر کی طرف سے تیر بارش کی طرح برنسے لگے۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: **فَوْمُوا رَحْمَكُمُ اللَّهُ إِلَيْ**

**الْمَوْتِ الَّذِي لَا بُدْ مِنْهُ فَإِنْ هَذِهِ السِّهَامُ رُسْلُ الْقَوْمِ إِلَيْكُمْ**

تم پر اللہ کی رحمت ہو، موت کی طرف پیش قدمی کرو کہ جس کے بغیر چارہ نہیں، کیونکہ یہ تمہیں قوم کی طرف سے تمہیں جنگ کی دعوت دے رہے ہیں۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کے اصحاب نے حملہ کیا کچھ دریافت تھے رہے، یہاں تک کہ چند اصحاب شہید ہو گئے۔ اسی اثناء میں امام حسین علیہ السلام نے اپنے حasan مبارک کو ہاتھ میں لیا اور فرمایا:

جب یہودیوں نے جناب عزیز کو خدا کا بیٹا کہا، تو خدا ان پر غضبناک ہوا، اور قوم نصاریٰ پر اس وقت سخت غضبناک ہوا، جب نصاریٰ تین خداوں کے قائل ہو گئے، اور خداوند مجوس پر اس وقت سخت غضبناک ہوا، جب مجوس نے اللہ کی عبادت کے بجائے سورج اور چاند کی پرستش کرنا شروع کر دی۔ اور خداوند اس قوم پر بھی سخت غضبناک ہے، جو اپنے نبیٰ کے فرزند کو قتل کرنے پر متفق ہو گئی ہے، لیکن خدا کی قسم میں ان لوگوں کی بات کو قبول نہیں کروں گا، اور ہرگز یزید کی بیعت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ اپنے خون آلود چہرے کے ساتھ خدا سے ملاقات کروں۔

ابو طاہر محمد بن حسین تری اپنی کتاب معالم الدین میں حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدگرامی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (جب امام حسین (علیہ السلام) کا عمر بن سعد سے سامنا ہوا، اور جنگ شروع ہوئی تو خداوند نے حضرت کی نصرت کے لئے آسان سے فرشتوں کا ایک گروہ بھیجا، جو امام کے سر کے اوپر پرواز کرنے لگے۔ اس کے بعد حضرت کو دو امروں میں سے کسی ایک کے انتخاب کرنے پر اختیار دیا گیا۔ یا فرشتے ان کی نصرت کریں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیں یا شہید ہو جائیں، لیکن امام (علیہ السلام) نے شہادت کو ترجیح دی۔

اس کے بعد امام حسین (علیہ السلام) نے استغاثہ بلند کیا:

﴿أَمَا مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا لِوَجْهِ اللَّهِ أَمَا مِنْ ذَابٍ يَذْبُثُ عَنْ حَرَمٍ﴾

رسول اللہ؟

ہے کوئی جو رضاۓ خدا کے لئے ہماری مدد کرے؟ ہے کوئی جو حرم رسول خدا

سے دشمنوں کو دور کرے؟

## حرکی توبہ

اسی اثناء میں حر بن یزید ریاحی عمر بن سعد کے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا تم امام حسین رض سے جنگ لڑو گے؟ عمر نے جواب دیا:  
ہاں! خدا کی قسم ان سے جنگ ضرور ہوگی جس میں سب سے آسان کام رسول اور ہاتھوں کو جسموں سے جدا کرنا ہوگا۔  
حر نے جب یہ گفتگو سنی تو اپنے شکر سے جدا ہو کر ایک گوشے میں بیٹھے، اور کہنے لگے۔

مہاجر بن اوس نے حر سے کہا: اے حر تمہاری یہ حالت مجھے شک میں بتلا کر ری ہے۔ اگر کوئی مجھ سے سوال کرے کہ کوفیوں میں سے شجاع کون ہے تو میں تمہارے سوا کسی کا نام نہ لوں گا۔ کس نے کانپ رہے ہو؟ حر نے جواب دیا: خدا کی قسم میں اپنے آپ کو جنت اور جہنم کے درمیان پار رہا ہوں، لیکن خدا کی قسم میں جنت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دوں گا۔ اگرچہ میرا جسم نکلے نکلے کر دیا جائے اور مجھے جلا دیا جائے۔ اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر امام حسین رض کی بارگاہ میں روانہ ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھ کر کہنے لگے۔

خدایا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں تو میری توبہ قبول فرمائے، کیونکہ میں نے تیرے دوستوں اور تیرے پیغمبرؐ کی دختر کی اولاد کو ڈرایا۔ اس کے بعد حر نے امامؐ کی خدمت میں پہنچ کر دست بستہ عرض کی: میری جان آپ پر قربان ہو۔ میں وہ شخص ہوں کہ جس نے آپ پر سختی کی اور آپ کو مدینہ واپس جانے کی اجازت نہ دی۔ مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ یہ لوگ اس قدر سخت گیری کریں گے۔ آپ میں توبہ کرتا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

امام حسین العلیہ السلام نے فرمایا: ہاں، خدا تمہاری توہبہ قبول کرے گا، نیچے اتر آؤ۔ حر نے کہا: اتنے سے بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں، میں آپ کی نصرت میں لڑوں، آخ کار گھوڑے سے اتنا ہی ہے، کیونکہ میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جس نے آپ کا راستہ روکا۔ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں ہی وہ پہلا شخص قرار پاؤں کہ جو آپ کی راہ میں مارا جاؤں۔ شاید میراثمار ان لوگوں میں ہو جو روز قیامت آپ کے جدا بجہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافح کریں گے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ حر کا مقصد یہ تھا کہ میں اس وقت کا پہلا شہید قرار پاؤں، درستہ اس سے پہلے اصحاب کی ایک جماعت شہید ہو چکی تھی۔ جیسا کہ یہ روایات میں ملتا ہے اس کے بعد امام حسین العلیہ السلام نے اسے اجازت دی، حر نے جگ کرنا شروع کی، اور ایسے دلیرانہ حملے کئے کہ بڑے بڑے شجاع اور دلیروں کی جماعت کو تہہ تیغ کیا، کچھ ہی دیر بعد آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

اس کی لاش کو امام حسین العلیہ السلام کی خدمت میں لا یا گیا۔ تو حضرت نے حر کے چہرہ سے گرد و غبار کو صاف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿أَنَّ الْحُرُّ كَمَا سَمَّتُكَ أُمُّكَ حُرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ تھم آزاد مرد ہو دنیا و آخرت میں کہ جس طرح تیری ماں نے تیرنا محرک ہاے۔

### بریری بن خضیر

راوی کہتا ہے: اسی دوران ایک زاہد و عابد شخص کہ جن کا نام بریر بن خضیر تھا۔ وہ میدان میں نکلا اور اس کے مقابلے کے لئے یزید بن معقل میدان میں آیا، اور پھر دونوں نے آپس میں طے کیا کہ وہ ایک دوسرے سے مقابلہ کریں، اور خدا سے دعا مانگیں کہ جو

## مقتل لھوف

۸۱

سید ابن طاوس

بھی باطل پر ہے خدا سے دوسرے کے ہاتھوں مارے۔ اس کے بعد وہ جنگ لڑنے میں مشغول ہو گئے۔ برینے اسے قتل کر دیا اور جنگ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

## وھب بن جناح کبی

ان کے بعد وھب بن جناح کبی میدان کا رزار کی طرف آئے۔ دشمن پر کمی زبردست حملے کئے۔ اس کے بعد اپنی ماں اور زوجہ کے پاس واپس آئے جو کربلا میں موجود تھیں۔ ماں سے عرض کی اے ماں! کیا آپ مجھ سے راضی ہیں۔ ماں نے جواب دیا: نہیں! میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم امام حسین العلیل کی نصرت میں شہید شہ ہو جاؤ۔

اس کی بیوی نے کہا: تمہیں خدا کا واسطہ مجھے بیوہ نہ کرو۔ یہ سن کر اس کی ماں نے کہا: اس کی بات مت سنو، واپس چلے جاؤ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے پر اپنی جان قربان کرو، تاکہ روز قیامت تجھے ان کے جدا مجدد کی شفاعت نصیب ہو۔

وھب دوبارہ میدانِ جنگ کی طرف لوٹے، اور جنگ کرنا شروع کی، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ جسم سے جدا ہو گئے تو اس کی بیوی چوب خیمه لے کر اس کی طرف بڑھی اور کہہ رہی تھی: میرے ماں باب پتھر پر قربان ہوں۔ حرم الہ بیت رسول خدا کی نصرت میں جنگ کرو۔ چنانچہ وھب اس کی طرف آیا تاکہ اسے خیمه کی طرف لوٹائے لیکن اس کی بیوی نے اس کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ کر کہا: میں واپس نہیں جاؤں گی یہاں تک کہ شہید ہو جاؤں۔

امام حسین العلیل نے فرمایا: خدا تجھے الہ بیت کی نصرت کرنے کی جزا اے خیمه کی طرف لوٹ جاؤ۔ وھب کی بیوی واپس آگئی۔ وھب نے جنگ کی، یہاں تک کہ

وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے۔

### مسلم بن عوجہ

ان کے بعد مسلم بن عوجہ میدان میں آ کر دشمن سے بردآزمائی ہوئے، اور بڑی شجاعت کے ساتھ جنگ کرتے رہے، یہاں تک گھوڑے سے گروپے۔ ابھی جسم میں جان باقی تھی کہ امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچے، حبیب ابن مظاہر کھلی آپ کے سامنے تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ مسلم! خدا تمہاری بخشش فرمائے۔ اس کے بعد اس آیہ شریفہ کی تلاوت فرمائی۔

﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْنَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا يَدْلُوَا تَبْدِيلًا﴾  
ترجمہ۔۔ ان میں سے بعض شہید ہوئے اور بعض شہادت کے متنظر ہیں، اور انہوں نے خدا کے عہد کو تبدیل نہیں کیا۔

حبیب نے آگے بڑھ کر کہا۔ اے مسلم! تمہارا شہید ہونا مجھ پر بہت ہی سخت ہے، لیکن تمہیں جنت کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مسلم نے نحیف آواز کے ساتھ جواب دیا۔ خدا تم کو خیر کی بشارت دے۔

حبیب نے کہا۔ اگر مجھے اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ میں بھی تمہارے بعد شہید ہو جاؤں گا تو تم سے کہتا کچھ وصیت کرو۔

مسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کی نصرت میں کمی نہ کرنا۔

حبیب نے کہا۔ میں تمہاری وصیت پر عمل کروں گا اور تمہاری آرزو کو پورا کروں گا۔ اس کے بعد مسلم کی روح نفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

## عمرو بن قرطہ النصاری

اس کے بعد عمرو بن قرطہ النصاری امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور جنگ کی اجازت طلب کی۔ حضرت نے اجازت دی۔ عمرو نے شہادت کی آرزو کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی نصرت میں ایسی جنگ کی کہاں زیاد کے بہت سے فوجیوں کو فی النار کیا، اور جو تیر بھی امام کی طرف آتا، اس کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پر برنا لیتے۔ ہر تکوار کو اپنے سینے پر روکتے، جب تک ان کے دم میں دم رہا کوئی بھی تکلیف نواسہ رسول کو نہ پہنچتے دی، اور جب ان کا جسم رخموں سے چور چور ہو گیا تو اس نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ کیا میں نے اپنا وعدہ کو وفا نہیں کیا؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، تم مجھ سے پہلے بہشت میں جاؤ گے، میر اسلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا، اور کہنا کہ حسین علیہ السلام بھی میرے بعد آ رہے ہیں۔ چنانچہ عمرو نے پھر جنگ شروع کی، اور شہید ہو گیا۔

## جون سیاہ غلام اور اس کی جنگ

اس کے بعد جناب ابوذر گفاری جوشی غلام جون امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میں تمہیں اس سرز میں سے جانے کی اجازت دیتا ہوں، تم اپنی جان کی حفاظت کرو، کیونکہ تم ہمارے ساتھ آئے تھے تاکہ خوشی و عافیت ملے، اب اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔

جون نے عرض کی: اے فرزند پیغمبر! میں خوشی و سرت کے زمانے میں تو آپ کے ساتھ رہوں، اور جب آپ پر مشکل وقت آپنچا ہے تو آپ کو تھا چھوڑ کر چلا جاؤں । ان ریحتی لمنتن و ان حسینی للثیم و لونی لاسود۔

خدا کی قسم اگرچہ میرا جسم بدبودار ہے، میرا حسب نسب پست اور میرا رنگ سیاہ ہے، لیکن آپ مجھ پر احسان فرمائیں اور مجھے جنت کی جاودائی زندگی سے بہرہ مند فرمائیں، تاکہ میرا جسم خوشبودار ہو جائے۔ میرا حسب و نسب شریف اور میرا چہرہ نورانی ہو جائے۔ خدا کی قسم میں اس وقت تک آپ سے دور نہیں ہوں گا، جب تک میرا سیاہ خون آپ کے پاک خون کے ساتھ غلطان نہ ہو جائے۔ اس کے بعد جون نے جنگ کرنا شروع کی، یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہادت کی عظیم منزل پر فائز ہو گئے۔

### عمرو بن خالد صیداوي

ان کے بعد عمرو بن خالد صیداوي امام حسین الصلی اللہ علیہ وسالہ و علی آلہ و سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا ابن رسول اللہ میری جان آپ پر قربان ہو، میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ انصار میں شامل ہو جاؤں، اور آپ کو اہل بیت اطہار کے درمیان بے یار و مددگار قتل ہوتے نہ کیجھوں۔ امام حسین الصلی اللہ علیہ وسالہ و علی آلہ و سلیمان نے فرمایا: جاؤ، ہم بھی کچھ دری بعد تم سے آملیں گے۔ عمرو دشمن پر حملہ آور ہوئے، اور جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔

### خطله بن سعد شامي

اس اثناء میں خطله بن سعد شامي امام حسین الصلی اللہ علیہ وسالہ و علی آلہ و سلیمان کے سامنے ایسی حالت میں آئے کہ اس نے اپنے سینہ کو تلواروں، نیزوں اور تیروں کے بال مقابل سپر بنار کھا تھا، آپ سپاہ کوفہ سے مخاطب ہوئے، آیات عذاب کو سپاہ این زیاد پر تلاوت کیا، اور انہیں عذاب خداوند تعالیٰ سے خوف دلایا۔

ان آیات کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! مجھے خوف ہے کہ خدا کا عذاب

کہیں تم پر بھی نازل نہ ہو جائے کہ جس طرح گزشتہ قوموں پر نازل ہوا تھا، جیسے قوم نوح، قوم عاد و ثمود اور ان کے بعد والوں پر عذاب نازل ہوا۔ خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اے قوم! میں تمہارے بارے میں روز قیامت کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ وہ ایسا دن ہوگا کہ تم اپنے چہرے جہنم کی طرف موڑے ہوئے جا رہے ہو گے، اور کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمہیں خدا کے عذاب سے بچائے۔ اے لوگو! امام حسینؑ کو قتل نہ کرو، ورنہ خدا تم پر ایسا عذاب نازل کرے گا کہ جس سے تم ہلاک ہو جاؤ گے، اور وہ شخص گھائٹے میں ہے جو خداوند متعال پر بہتان باندھے۔

اس کے بعد امام حسینؑ کی طرف دیکھا اور اپنی آرزو کا انلہار کرتے ہوئے عرض کی۔ کیا ہم اپنے خاتق کی طرف لوٹ نہ جائیں اور اپنے بھائیوں سے ملاقات نہ کریں؟ امام نے فرمایا: جاؤ اس طرف جو اس دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے، اس سے بہتر ہے، اور اس باشناہی کی طرف جاؤ جسے کبھی زوال نہیں۔ حظله میدان میں آئے اور بڑی شجاعت سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

### نمازِ ظہر عاشورا

جیسے ہی نماز ظہر کا وقت ہوا تو امام حسینؑ نے زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ کو حکم دیا کہ وہ چند اصحاب کے ساتھ ان کے سامنے صفت بنا کر کھڑے ہوں چنانچہ امام نے دیگر چند اصحاب کے ساتھ نمازِ ظہر جماعت کے ساتھ ادا کی۔

اسی اثناء میں دشمن نے امام حسینؑ کی طرف تیر بر سانا شروع کئے۔ سعید بن عبد اللہ آگے بڑھے اور امام حسینؑ کے مقابل کھڑے ہو کر تیروں کو اپنے سینے سے روکنے لگے، یہاں تک کہ تیر کھاتے کھاتے مذہل ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اس

حالت میں وہ کہہ رہے تھے کہ خدا یا اس ظالم قوم پر قوم عاد و ثمود کی طرح لعنت فرماء، اور میرا سلام اپنے پیغمبرؐ کو پہنچا اور انہیں میرے جسم پر لگے زخموں سے مطلع فرماء، کیونکہ میرا مقصد تیرے پیغمبرؐ کی ذریت کی نصرت کرنا، اور تیری خوشنودی حاصل کرنا ہے، اور یہ کلمات کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ چنانچہ جس وقت سعید بن عبد اللہ کے زندگی جسم کا مشاہدہ کیا گیا تو تلواروں، نیزوں کے زخموں کے علاوہ تیرہ تیروں کے پھل بدن میں پیوست پائے گئے۔

### سوید بن عمر و بن ابی مطاع

اس کے بعد سوید بن عمر و بن ابی مطاع جو کہ ایک شریف انسان اور کثیر الصلة شخص تھے، میدان میں آئے، اور شیر کی طرح جنگ میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے شدید شکنیوں اور مشکلات میں کافی صبر کیا، یہاں تک کہ زخموں کی تاب نہ لالا کر مقتولین کے درمیان گر پڑے۔ وہ ایسی حالت میں تھے کہ ان میں کوئی حرکت دیکھی نہیں جاسکتی تھی۔ اسی اثناء میں انہوں نے ابن زیاد کے سپاہیوں کو یہ کہتے سنا کہ حسینؑ شہید کر دیئے گئے۔ اس خبر کے سننے سے سوید بے تاب ہوئے اور اپنے جوتے سے خبر نکال کر دوبارہ جنگ لڑنے میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

راوی کہتا ہے: امام حسینؑ کے اصحاب ان کی نصرت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے، کہ جس کو شاعراس طرح بیان کرتا ہے۔

امام حسینؑ کے اصحاب ایسے شجاع انسان تھے کہ جب انہیں مصیبت کو دفع کرنے کے لئے پکارا جاتا کہ جن کے مقابل دشمنوں کے گروہ پوری طرح مسلح تھے ایسے خطرناک وقت میں وہ اپنی زر ہوں کو اپنے سینوں پر سجا تے اور اپنے آپ کو موت

کے منہ میں دھکیلتے تھے۔

### شہادت علی اکبر

جب امام حسین علیہ السلام کے باوفاساتھیوں کے بدن کے نکڑے ہو گئے، اور سب خاک کر بل پر سو گئے، اہل بیت کے سوا کوئی باقی نہ رہا تو اس وقت حضرت کے فرزند علی بن الحسین تھے جن کا چہرہ تمام لوگوں سے خوبصورت تھا اور جن کا اخلاق سب سے اعلیٰ تھا، اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور جنگ کی اجازت طلب کی۔ امام حسین علیہ السلام نے بلا جھجک آپ کو اذان دے دیا۔ ﴿ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ نَظَرٌ آيِسٌ مِنْهُ﴾ اس کے بعد حضرت بھری نگاہ ان کے وجود پر ڈالی، اور بے اختیار آنسو چہرے پر جاری ہو گئے اور کہا:

﴿اللَّهُمَّ اشْهَدُ عَلَى هُؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ إِلَيْهِمْ غَلامٌ أَشَبَّهُ النَّاسَ حَلْقًا وَ حُلْقًا وَ مَنْطِقًا بِرَسُولِكَ وَ كَنَّا إِذَا اشْتَقَنَا إِلَى نِسِيكَ نَظَرُنَا إِلَيْهِ﴾۔

خداوند! گواہ رہنا کہ اب میں ایسے جوان کو اس قوم ظالم کی طرف بھیج رہا ہوں کہ جو صورت، سیرت اور گفتار میں تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ شاہست رکھتا ہے، اور جب کبھی ہم پیغمبرؐ کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو اس جوان کو دیکھ لیتے۔ اس کے بعد عمر بن سعد کی طرف متوجہ ہوئے اور بلند آواز سے کہا: ﴿یا سائبَن سَعْدٍ قَطَعَ اللَّهُ رَحْمَكَ كَمَا قَطَعْتَ رَحْمِي﴾ اے سعد کے بیٹے! خدا تیری نسل کو ختم کرے جس طرح تو نے میری نسل اس جوان سے ختم کی۔ اس وقت علی بن الحسین دشمن کے نزدیک پہنچے اور جنگ کی، اور بہت سخت لڑائی کی اور کثیر تعداد میں دشمن کو قتل کیا، اور پھر اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

﴿يَا أَبَةَ الْعَطَشِ قَدْ قَتَلَنِي وَثُقُلُ الْحَدِيدِ قَدْ أَجْهَدَنِي فَهُلُ إِلَىٰ  
شَرُبَةٍ مِّنَ الْمَاءِ سَبِيلٌ؟﴾

اے بابا جان! پیاس نے مجھے مارڈا، اور اسلخ کے بوجھ نے تھکا دیا، کیا تھوڑا  
سا پانی ممکن ہے جو مجھے پیاس سے نجات دے۔

امام حسین علیہ السلام نے روتے ہوئے فرمایا: میرے پیارے بیٹے واپس چلے  
جاو۔ ذرا دیر جنگ کرو، کیونکہ وہ وقت قریب آچکا ہے کہ تم اپنے جد بزرگوار حضرت محمد  
سے ملاقات کرو، اور ان کے دست مبارک سے ایسا جام کوثر پیو جس کے بعد کبھی پیاس  
نہیں لگے گی۔

علیٰ اکبر! دوبارہ میدان میں بڑی فداکاری کے ساتھ آئے اور آرزوئے  
شہادت دل میں لئے ہوئے بہت شدت سے دشمن پر یلغار کی، اچانک منقد بن مرہ عبدی  
لعنة اللہ نے ایسا نیزہ مارا کہ جس کے لگنے سے لڑنے کی طاقت ختم ہو گئی، زمین پر گر پڑے  
اور فریاد کی۔

﴿يَا أَبَتَاهُ عَلَيْكَ مِنِّي السَّلَامُ هَذَا جَدِّي يَقُولُكَ السَّلَامُ وَ  
يَقُولُ لَكَ عَجِيلُ الْقُدُومِ إِلَيْنَا﴾

بابا جان! آپ پر میرا آخری سلام، خدا حافظ۔ یہ میرے جد بزرگوار حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے حسین جلدی ہمارے  
پاس آ جاؤ۔

امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور شہزادہ علیٰ اکبر علیہ السلام کے سر ہانے بیٹھ گئے۔  
﴿وَوَضَعَ خَدَّهُ عَلَىٰ خَدِّهِ﴾ اور اپنار خسارہ علیٰ اکبر کے رخسار پر رکھ کر فرمایا: ﴿فَقَاتَلَ  
اللَّهُ قَوْمًا قَتَلُوكَ﴾ پیارے بیٹے خدا اس قوم کو ہلاک کرے، جس نے تمہیں قتل کیا۔

## مقتل لهوف

یہ قوم خدا پر کتنی گتاخ اور حرمت رسول خدا ﷺ کو پامان کرنے والی ہے۔ ﴿عَلَى الْأُنْدُنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَاف﴾ اے میری آنکھوں کے نور تیرے بعد اس دنیا پر خاک ہو۔ راوی کہتا ہے: حضرت نبی ﷺ علیہ السلام ہمیں سے باہر آئیں اور میدان کی طرف چلیں اور دردناک آواز میں کہہ ہی تھی: ﴿هِیَا حَبِيبِيَّا يَا ابْنَ أَخَاهُ﴾ جب تھیجے کی لاش پر پیچیں تو خود کو اکبر کی لاش پر گرا دیا جو کہ تکڑے تکڑے ہو چکی تھی۔ امام حسین علیہ السلام آئے اور ان کو مستورات کے خیے میں لے گئے۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت ایک دوسرے کے بعد میدان میں جاتے رہے، بہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت سپاہ ابن زیاد کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام نے آواز دی: اے میرے چچازادے، بھائیو اور اے میرے اہل بیت صبر کرو۔ خدا کی قسم آج کے بعد ہرگز ذلت و خواری نہیں دیکھو گے۔

## شہادت حضرت قاسم

راوی کہتا ہے: ایک ایسا تیرہ سالہ نوجوان میدان میں آیا کہ جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند تھا، اس نے بھادری کے جو ہر دکھانے۔ ابن فضیل ازدی نے اس کے سر پر تکوار ماری، اور اس کے سر کو شکافتہ کر ڈالا، اس نے زمین پر گرتے ہوئے، آواز دی: یا عماہا۔

امام حسین علیہ السلام بخاری باز کی طرح بہت تیزی کے ساتھ میدان میں آئے اور غصباں ک شیر کی طرح اس سپاہ پر حملہ کیا، اور اپنی تکوار سے ابن فضیل پر وار کیا، اور اس نے اپنے ہاتھ کو ڈھال بنا کر اس کا ہاتھ کبھی سے جدا ہو گیا، اور اس نے فریاد کی، جو اس کے لشکر والوں نے سنی، اتنے میں لشکر کوفہ نے حملہ کیا تاکہ اسے پچالیں لیکن وہ گھوڑوں کی

حمد لله رب العالمين

ٹالپوں سے کچلا گیا۔

راوی کہتا ہے: جب گرد و غبار زمین پر بیٹھ گئی تو میں نے دیکھا حسین علیہ السلام اس جوان کے سرہانے کھڑے ہیں، اور وہ جان کنی کے عالم میں اپنے پاؤں کو زمین پر رکھ رہا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

﴿بَعْدَ الْقَوْمِ قُتْلُوكَ وَ خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَذَكَ وَ أَبُوكَ﴾

رحمت خداوندی سے محروم رہیں وہ لوگ، جنہوں نے تمہیں قتل کیا، اور قیامت کے روز تیرے قاتلوں کے دشمن تیرے جد بزرگوار اور تیرے باپ ہوں گے۔ اس کے بعد فرمایا۔

﴿عَزٌّ وَاللَّهُ عَلٰى عَمِّكَ أَنْ تَدْعُوهُ فَلَا يُجِيبُكَ أَوْ يُجِيبُكَ فَلَا يَنْفَعُكَ صَوْتُهُ﴾

خدا کی قسم یہ وقت تیرے چاپ پر بہت سخت ہے کہ تو اسے پکارے اور وہ جواب نہ دے یا جواب دے جو تیرے لئے فائدہ مند نہ ہو۔ خدا کی قسم آج وہ دن ہے کہ تیرے چاپ کے دشمن زیادہ اور مدگار کم ہیں۔ اس کے بعد اس جوان کی لاش کو اپنے سینہ سے لگایا، اور اہل بیت کے شہداء کے درمیان لے گئے اور زمین پر رکھ دیا۔

جب امام حسین علیہ السلام کے تمام جاں شارشربت شہادت نوش کر چکے تو آپ راہ خدا میں جانبازی اور شہادت کے لئے تیار ہوئے اور بلند آواز میں فرمایا۔

﴿هَلْ مِنْ ذَابٍ يَذْبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ؟ هَلْ مِنْ مُؤْمِنٍ يَحَافِظُ اللَّهَ فِينَا؟ هَلْ مِنْ مُغِيْثٍ يَرْجُو اللَّهَ بِأَغْاثِنَا؟﴾

کیا کوئی ہے کہ جو شمنوں کو حرم رسول اللہ سے دور کرے؟ کیا کوئی خدا پرست

ہے جو ہمارے حق میں خدا سے ڈرے؟ کیا کوئی ہے جو خدا کی خاطر ہماری مدد کرے؟ یہ کلام مستورات نے سناتو بند آواز سے روئے لگیں۔

### شہادت طفل شیر خوار

امام حسین علیہ السلام خیمے کے دروازے پر آئے اور حضرت زینب بنت علی علیہما السلام فرمایا:

«نَأْوِلُ يُنْبِيُّ وَلَدِي الصَّغِيرُ حَتَّىٰ أُوْدَعَهُ» میر انہا اصغر مجھے دے دو، تاکہ اس کو وداع کروں۔ بچے کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور چاہتے تھے کہ اسے بوس دیں کہ اچانک حملہ بن کا حل اسدی اللہ نے اس کو تیر کا نشانہ بنایا۔ وہ تیر اس معصوم کے حلق پر جالگا اور وہ دنیا سے چل بسا۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس بچے کو لے لو اور پھر اپنا ہاتھ اس کے گلے کے نیچے لے جاتے، اور جب آپ کے ہاتھ خون سے بھر جاتے تو آسمان کی طرف پھینک کر فرماتے یہ مصائب مجھ پر آسان ہیں، کیونکہ یہ خدا کی راہ میں ہیں اور خدا کی یہ رہا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ خون جو امام حسین علیہ السلام نے آسمان کی طرف پھینکا اس کا ایک قطرہ بھی زمین پر واپس نہ آیا۔

### قدا کاری و شہادت قمر بنی ہاشم

راوی کہتا ہے: جب پیاس کا امام حسین علیہ السلام پر غلبہ ہوا تو آپ اپنے بھائی عباس علیہ السلام کے ہمراہ نہر فرات پر تشریف لائے۔ این سعد کے سپاہی حرکت میں آگئے، اور ان کا راستہ روک لیا۔ قبیلہ بی دارم کے ایک شخص نے ان کی طرف تیر پھینکا جو حضرت

کے (دھن اقدس پر) جاگا۔ امام حسین علیہ السلام نے تیر کو کھینچا، اور خون چلو میں لیا، اور جب چلو بھر گیا تو اسے چینک کر فرمایا: خداوند امیں تیری پارگاہ میں شکایت کرتا ہوں۔ ان لوگوں کے ان مظالم کی جوانہوں نے تیرے پیغمبرؐ کے بیٹے پر کے ہیں۔ اس کے بعد فوجوں نے عباسؑ اور حسین علیہ السلام کے درمیان جدائی ڈال دی، اور عباسؑ کو ہر طرف سے گھیر لیا، یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر بہت روئے۔ یہی وہ مقام ہے کہ جہاں پر شاعر کہتا ہے:

**ترجمہ:** سب سے زیادہ روئے جانے کے وہ مستحق یہی جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو اپنی مصیبت پر رلا�ا۔ وہ امام حسین علیہ السلام کے بھائی اور ان کے باپ کے بیٹے یعنی ابوالفضل ہیں، جو خون میں عطاں تھے جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ وفا داری کی، اور کوئی چیز اس کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ فداکاری سے منحرف نہ کر سکی، اور پیاس کی حالت میں آپ فرات پر پہنچا اگرچہ امام حسین علیہ السلام پیاس سے تھے مگر پانی نہ پیا۔

### شجاعت امام حسین علیہ السلام

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے لشکر کو جنگ کے لئے طلب کیا، اور جو شخص ان کے مقابلے میں آتا تھا اسے قتل کر دیتے، یہاں تک کہ کثیر تعداد کو قتل کیا اس وقت فرماتے ہیں:

﴿الْمَوْتُ أَوْلَىٰ مِنْ رُكُوبِ الْعَارِ وَالْعَارُ أَوْلَىٰ مِنْ دُخُولِ النَّارِ﴾  
قتل ہونا (بیعت یزید کی) شرمندگی سے بہتر ہے۔

اور (قتل ہونے کی) شرمندگی جہنم میں جانے سے بہتر ہے۔  
ایک راوی کہتا ہے: خدا کی قسم ہرگز میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس کا

دشمن کی فوجوں نے احاطہ کر رکھا ہو، اس کی اولاد اور مددگاروں کو قتل کر دیا گیا ہو، اور اس حال میں امام حسین علیہ السلام سے زیادہ شجاع ہو۔ جس وقت دشمن کے لشکران پر حملہ کرتے تو توہنوار نکال کر ان پر حملہ آور ہوتے تھے، اور دشمن ان بھیڑ بکریوں کی طرح دوڑتے تھے جو بھیڑیے کے خوف سے بھاگتی ہیں، حضرت جس جماعت سے بر سر پیکار تھے ان کی تعداد تیس (۳۰،۰۰۰) ہزار تھی، اور اس کے بعد حضرت اپنی مرکزی جگہ پر واپس آ جاتے تھے۔ اور فرماتے۔

﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾

امام علیہ السلام مسلسل ان سے جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ دشمنوں کے لشکر خیموں پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے، تو امام حسین علیہ السلام نے بلند آواز میں فریاد کی۔

﴿وَيُلْكُمْ يَا شِيعَةَ آلِ أَبِي سُفَيْفَيَانَ إِنَّ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِينٌ وَكُنْتُمْ لَا تَخَافُونَ الْمَعَادَ فَكُوْنُوا أَخْرَارًا فِي دُنْيَاكُمْ﴾

وائے ہو تم پر اے آل ابوسفیان کے ماننے والا! اگر تم دیندار نہیں ہو، اور قیامت کے دن سے نہیں ڈرتے تو کم از کم اپنی دنیا میں تو آزاد بن کر رہو۔ شرمنے کہا: اے فاطمہ (علیہ السلام) کے فرزند کیا کہتے ہو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:

﴿أَقْاتِلُكُمْ وَقَاتِلُونِيَ وَالنِّسَاءُ لَيْسَ عَلَيْهِنَ جُنَاحٌ﴾

میں تم سے جنگ کر رہا ہوں، اور تم مجھ سے جنگ کرو۔ عورتوں کا تو کوئی قصور نہیں۔ جب تک میں زندہ ہوں تمہارے سرکش، نادان اور ظالم میرے ہرم کے قریب نہ جائیں۔

شرمنے کہا: ہم یہ بات قبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد فوجیں آپ سے جنگ کرنے، اور آپ کو شہید کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ امام حسین علیہ السلام نے ان پر حملہ

کیا۔ انہوں نے بھی حضرت پر حملہ کیا۔ اس موقع پر امام حسین العلیٰ ان سے پانی مانگتے تھے، لیکن وہ انکار کرتے تھے، یہاں تک کہ بہتر (۷۲) زخم آپ کے جسم مبارک پر لگے۔ «فَوَقَفَ يَسْتَرِيْحُ سَاعَةً وَ قَدْ ضَعَفَ عَنِ الْقَتَالِ» جنگ سے تھک گئے تو ایک لحظہ آرام کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آرام کرنے کے لئے کھڑے تھے کہ ایک پھر حضرت کی پیشانی پر لگا، اور خون جاری ہو گیا۔ عبا کے دامن سے اپنی پیشانی کا خون صاف کرنا چاہتے تھے، کہ اچانک زہر آلو دسر شعبہ تیر آیا، اور حضرت کے قلب اطہر میں جا گا۔

امام حسین العلیٰ نے فرمایا:

«بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مَلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ»

اس کے بعد آسمان کی طرف سر بلند کیا اور کہا: خداوند تو جانتا ہے کہ یہ لشکر اس کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے علاوہ روی زمین پر کوئی نبی کا نواسہ نہیں۔ اس کے بعد تیر کو پشت کی طرف سے باہر نکلا اور خون فوارے کی مانند جاری ہوا، اور اس کے اثر سے لڑنے کی طاقت ختم ہو گئی۔ آپ کھڑے ہو گئے، جو شخص بھی آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے بڑھتا، وہ فوراً پیچھے ہٹ جاتا تاکہ حسین العلیٰ کا خون اپنی گردان پر نہ لے، یہاں تک کہ قبیلہ کندہ کا ایک شخص مالک بن یسیر آگے بڑھا، اور اس نے تلوار سے حضرت کے سر پر حملہ کیا، تلوار نے حضرت کے عمامے کو پارہ پارہ کر دیا اور حضرت کا عمامہ خون سے بھر گیا۔

امام حسین العلیٰ نے رومال طلب کیا اور سر پر باندھا۔ ٹوپی طلب کی، اس کو سر پر رکھا، عمامہ سر پر باندھا، لشکر اب تر زیاد تھوڑی دیر کے لئے رکا، اور دوبارہ واپس آگیا۔ امام حسین العلیٰ کو زغمد میں لے لیا۔

## شهادت عبد اللہ بن الحسن

عبد اللہ بن الحسن بن علیؑ جو بھی نابالغ تھے، مستورات کے خیموں سے باہر آئے، اور امام حسینؑ کی طرف تیزی سے بڑھے، اور حضرت زینب بنت علیؑ کی حملہ نے ان کو روکنا چاہا، لیکن بچے نے سختی سے انکار کیا، اور کہا: خدا کی قسم میں اپنے چچا سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔

اس وقت ابیر بن کعب اور ایک قول کے مطابق حرمہ بن کا حل لعنة اللہ علیہمہ نے امام حسینؑ پر تلوار سے حملہ کرنا چاہا، اس بچے نے کہا: وای ہو تجھ پر اے حرام زادے کیا میرے چچا کو قتل کرنا چاہتا ہے؟

لیکن اس حرام زادے نے امام حسینؑ پر تلوار سے حملہ کیا، بچے نے اپنا ہاتھ تلوار کے آگے ہٹھا دیا، بچے کا ہاتھ کٹ گیا، اور اس کی آواز بلند ہوئی، یا عتماہ! امام حسینؑ نے اس کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا:

بھتیجے تم پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس پر صبر کرو، اور خدا سے طلب خیر کرو، خدا تمہیں تمہارے سلف صالح سے ملحق فرمائے۔ اچانک حرمہ بن کا حل نے ایک تیر مارا، اور اسے اپنے چچا حسینؑ کے دامن میں ہی شہید کر دیا۔

اس کے بعد شربن ذی الجوش نے خیموں پر حملہ کیا اور اس نے اپنے نیزے سے سوراخ کر دیا، اور کہا: آگ لے آوتا کہ ان خیموں کو جلا دیں۔ امام حسینؑ نے اس سے فرمایا: اے ذی الجوش کے بیٹے! تو آگ مانگتا ہے کہ میرے اہل بیت کے خیموں کو جلائے۔ خدا تجھے جہنم کی آگ میں جلائے۔ شبث آیا اور شمر کے اس عمل پر ندامت کرنے والا جس کے نتیجے میں شر کو جیا آگئی، اور وہ اس عمل سے باز آیا۔

امام حسینؑ نے فرمایا: ایسا لباس لاو جس کی کوئی قیمت نہ ہو اور کوئی اس

میں رغبت نہ کرے تاکہ میں اپنے لباس کے نیچے اسے پہنوں، اور میرا بدن برہنسہ نہ ہو۔ ایک نگ لباس حضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ فرمایا: یہ لباس مجھے نہیں چاہیے، یہ لباس ذلیل لوگوں کا ہے، پھر ایک پُرانا لباس لیا اور اس کو جگہ جگہ سے چاک کر کے لباس کے نیچے زیب تن فرمایا:

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے ایک یمنی لباس طلب کیا، اور اس کو زیب تن فرمایا: لباس کو پارہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت کی شہادت کے بعد دشمن حضرت کے بدن سے لباس نہ اتاریں، لیکن حضرت کے قتل ہونے کے بعد اس لباس کو ابھر بن کعب نے حضرت کے بدن سے اٹار لیا، اور امام حسین علیہ السلام کو برہنسہ زمین پر چھوڑ دیا، لیکن اس عمل کے نتیجہ میں اس کے دونوں ہاتھ گرمی کے موسم میں خشک لکڑی کی طرح سوکھ جاتے تھے، اور سردی میں ان سے بیپ اور خون آتا تھا اور وہ اسی حالت میں ہلاک ہو گیا۔

راوی کہتا ہے: زخموں کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کا بدن کمزور ہو چکا تھا، اور دشمن کے تیر حضرت کے بدن اطہر پر اس طرح تھے جس طرح سایہ کا بدن کانٹوں سے بھرا ہوتا ہے۔

صالح بن وصب مسزني نے حضرت کے پہلو پر نیزہ مارا کہ حضرت گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ اس طرح گرے کہ دیاں رخسار زمین پر آگا۔ اس حال میں فرماتے تھے:

﴿بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَىٰ مَلَكَةِ رَسُولِ اللَّهِ﴾ اس کے بعد زمین پر کھڑے ہو گئے۔ اسی موقع پر حضرت زینب بنت علیؑ اللہ تعالیٰ خیے سے باہر آئیں اور بلند آواز سے فرما دکرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاخَاهُ وَا سَيِّدَهُ وَا أَهْلَ بَيْتَهُ﴾ اور کہتی تھیں:

﴿لَيَتِ السَّمَاءُ أُطْبِقَتْ عَلَى الْأَرْضِ وَلَيَتِ الْجِبَالُ تَدْكَدَكُ  
عَلَى السَّهْلِ﴾

اے کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور پہاڑ آپس میں ٹکر اکرز میں پر گر پڑتے۔  
اس وقت شرمنے اپنی فوج میں بلند آواز سے کہا: اب کیا انتظار ہے حسین (علیہ السلام)  
کا کام تمام کیوں نہیں کرتے؟ لشکر نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ زرع بن شریک نے امام  
حسین (علیہ السلام) کے بائیں شانے پر تلوار ماری، حضرت نے بھی تلوار سے اس پر حملہ کیا اور وہ  
زمین پر گر پڑا۔ ایک دوسرے شخص نے امام حسین (علیہ السلام) کے کندر ہے پر تلوار ماری، حضرت  
منہ کے مل زمین پر گر پڑے، اور پھر جب اٹھنا چاہا تو بڑی مشکل سے اٹھے، لیکن پھر شدید  
کمزوری کی وجہ سے زمین پر گر پڑتے۔ سنان بن انس نجفی نے امام حسین (علیہ السلام) کے گلے پر  
نیزہ مارا اور پھر باہر نکال لیا اور پھر حضرت کے سینہ پر نیزہ مارا، پھر ایک تیر حضرت امام  
حسین (علیہ السلام) کی طرف پھینکا، اور وہ تیر حضرت کے گلے میں لگا جس کی وجہ سے زمین پر گر  
پڑے، پس اٹھے اور بیٹھ گئے اور تیر گلے سے نکالا، تو بہنے والے خون کو سرا اور دادا ہی پر ملتے  
ہوئے فرمایا۔ میں اسی حالت میں خدا سے ملاقات کروں گا کہ میرے حق کو غصب کیا گیا  
ہے۔

عمر بن سعد نے اپنے دائیں طرف کھڑے شخص سے کہا: وائے ہوتم پر! جلدی  
سچے حسین (علیہ السلام) کو قتل کرو۔ خولی بن یزید اسی نے چاہا کہ سر کو امام حسین (علیہ السلام) کے  
بدن سے جدا کرے لیکن اس کا بدن لرزنے لگا، اور وہ واپس چلا گیا۔ سنان بن انس نجفی  
اترا، اور امام حسین (علیہ السلام) کے گلے پر تلوار ماری اور کہا خدا کی قسم میں آپ کے سر کو جدا  
کروں گا۔ جب کہ میں جانتا ہوں، کہ آپ فرنڈ پیغمبر ہیں، اور مالک ہاپ گی طرف  
شریف و نجیب انسان ہیں۔

اس کے بعد حضرتؐ کے سر اقدسؐ کو بدن سے جدا کیا، اس مقام پر شاعر کہتا

ہے:

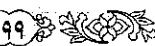
فَأَئُ رَزِيَّةَ عَدَلَتْ حُسَيْنًا      غَدَاءَ تَبِيرَةَ كَفَا سَنَانِ

ترجمہ: کون سی مصیبت ہے جو حسینؑ کی مصیبت کی برابری کر سکے کہ جس دن سنان بن انس کے بخس ہاتھوں نے حضرتؐ کو شہید کیا، اور سر اقدسؐ کو بدن سے جدا کیا۔

ابو طاہر محمد بن حسن ترسی اپنی کتاب [معالم الدین] میں روایت کرتے ہیں کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو فرشتے فریاد کرتے ہوئے کہنے لگے: خدا! حسینؑ تیرا خاص بندہ ہے، اور تیرے پیغمبرؐ کے نواسہ ہیں جن کو ان لوگوں نے شہید کیا ہے۔ خداوند کریم نے حضرت قائمؑ امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تصویر انہیں دکھائی اور فرمایا: اس شخص کے ہاتھوں سے امام حسینؑ کا انتقام ان کے دشمنوں سے لوں گا۔

اور روایت میں ہے کہ سنان بن انس کو محترم نے گرفتار کیا اور اس کی انگلیوں کو جوڑ سے جدا کیا اور اس کے بعد اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ دیا اور ایک دیگر میں زینون کا تیل ڈال کر آگ پر رکھا جب وہ تیل ابلنے لگا تو سنان کو اس میں پھینک دیا اور وہ حرام زادہ حالت اضطراب میں رہا یہاں تک کہ ہلاک ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت سیاہ رنگ کی آندھی چلی کہ جس کی وجہ سے آسمان پر اندر ہمراہ چھا گیا اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ شکر نے یہ خیال کیا کہ ان پر عذاب نازل ہو رہا ہے۔ کچھ دریہ تھی کیفیت رہی، یہاں تک کہ آندھی رک گئی۔



## امام حسینؑ کی زندگی کے آخری لمحات

حلال بن نافع روایت کرتا ہے کہ میں عمر بن سعد کے لشکر میں کھڑا تھا اچانک ایک شخص نے بلند آواز میں کہا۔ اے امیر! تجھے بشارت ہو کہ شتر نے حسینؑ کو قتل کر دیا ہے۔ میں لشکر کی صف سے نکل کر حسینؑ کے سامنے کھڑا ہو گیا، میں نے دیکھا کہ حضرت جان کنی کے عالم میں ہیں۔

﴿فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ قَطُّ قَبِيلًا مُضْمَحًا بِدَمِهِ أَحْسَنَ مِنْهُ وَلَا أَنُورَ

وَجْهًا لَقَدْ شَغَلَنِي نُورُ وَجْهِهِ وَ حَمَالُ هَيَاهِهِ عَنِ الْفُكُرَةِ فِي قَتْلِهِ﴾

خدا کی قسم میں نے ہرگز ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا چہرہ خاک و خون میں غلطان ہونے کے باوجود بھی اتنا نورانی ہو، ان کے نورانی چہرے کے جمال کی وجہ سے ان کے قتل ہونے سے غافل ہو گیا۔ امام حسینؑ اس حال میں پانی طلب کر رہے تھے۔

پس میں نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم تم پانی کا قطرہ نہ پاؤ گے، یہاں تک کہ تم جہنم میں داخل ہو جاؤ، اور وہاں گرم پانی سے سیراب ہو، امام نے فرمایا۔ میں دوزخ میں نہ جاؤں گا، بلکہ اپنے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا، اور ان کے ساتھ ان کے مکان میں رہوں گا، اور جام شیرین پیوں گا، اور وہ مظالم کہ جو تم نے مجھ پر کئے ہیں اس کی شکایت کروں گا۔ حلال کہتا ہے کہ لشکر والے اس کلام کوں کراس قدر غصباں ک ہوئے کہ گویا خدا نے ان کے دل میں رحم ڈالا ہی نہیں، اور اس حال میں کہ امام حسینؑ ان سے گفتگو کر رہے تھے ان کے بدن اطہر سے ان کے سر کو جدا کیا۔ مجھے ان کی بے رحمی پر تعجب ہوا، اور میں نے کہا۔ کسی کام میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا۔

## شہادت کے بعد کے حالات

اس کے بعد ابن سعد کے شکر نے امام حسینؑ کو بربند کرنا شروع کر دیا۔

قیص کو اسحاق بن حمیہ حضرتی نے لوٹ لیا، اور جب اس نے یہ قیص پہنی تو برس کی بیماری میں بنتا ہوا، اور اس کے بدن کے تمام بال گر گئے۔ روایت میں ہے کہ حضرت کی قیص میں ایک سوانیس (۱۱۹) کے قریب توار، تیر اور نیزوں کے نشان تھے۔

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: امام حسینؑ کے بدن میں تین قیص (۳۳) نیزوں کے زخم اور چونتیس (۳۴) زخم تکاروں کے نمایاں تھے۔ امام حسینؑ کی شلوار ابجر بن کعب تمیزی لے گیا۔ روایت میں ہے کہ پہننے کے بعد اس کی دونوں ٹالکیں شل ہو گئیں جس کی وجہ سے چلنے کے قابل نہ رہا۔

امام حسینؑ کا عمامہ اخنس بن مرثید بن علقمہ لوٹ لے گیا۔ ایک قول کے مطابق جابر بن یزید اودی نے لیا، اور اسے سر پر باندھا تو پاگل ہو گیا۔

اور حضرت کے جوتے اسود بن خالد لے گیا۔ انگوٹھی بجدل بن سلیم کابی لے گیا، اس نے انگوٹھی کی خاطر حضرت کی انگلی کو بھی کاٹ دیا۔ اس بجدل بن سلیم کو حضرت مختارؓ نے گرفتار کیا اور اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے، اور اسی حالت میں اُسے چھوڑ دیا۔ وہ اپنے خون میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔

امام حسینؑ کی محلی چادر جو خزشہر سے تھی قیس بن اشعث نے لوٹی۔ حضرت کی زرد جس کا نام براء تھا عمر بن سعد لے گیا، اور جب عمر مارا گیا تو مختارؓ نے وہ زرد اس کے قاتل ابی عمرہ کو بخش دی۔ امام حسینؑ کی تواریخ مجعیج بن خلق اودی اور ایک قول کے مطابق قبیله بن تمیم کا ایک آدمی لے گیا جس کو اسود بن حنظله کہتے تھے، اور روایت ابی سعد میں ہے کہ حضرت کی تواریخ فلاسفہ نہشانی لے گیا، اور محمد بن زکریا اس روایت کو نقل

کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ وہ تواراس کے بعد حبیب بن بدیل کی بیٹی کو ملی۔

### خیام کی تاریجی اور آتش زوگی

راوی کہتا ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد ایک کنیز خیموں سے نکل آئی۔ ایک شخص نے اس سے کہا: تیرے آقا حسین (علیہ السلام) شہید کر دیے گے۔ کنیز یہ سن کر بلند آواز میں بین کرتی ہوئی، مستورات کی طرف چلی گئی، اور تمام مستورات امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر سن کر، آہ و زاری کرنے لگیں، اس کے بعد فوجیں بڑی تیزی سے لوٹنے کے لئے داخل ہو گئیں۔ دختر ان پیغمبر خیموں سے نکلیں کہی بلند آواز سے گریہ کر رہی تھیں، اور اپنے عزیزوں اور مردگاروں کی جدائی پر بین کر رہی تھیں۔

حمد بن مسلم روایت کرتا ہے کہ جب طائفہ بن بکر بن واہل کی ایک عورت نے جو اپنے شوہر کے ساتھ عمر سعد کے لشکر میں تھی، دیکھا کہ اشقیاء خیموں کو شارج کر رہے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ میں توارے کر خیموں کی طرف آئی اور کہنے لگی: اے قبیلہ بکر بن واہل! کیا تم میں غیرت اور جوانمردی نہیں ہے کہ تم اس سر زمین پر موجود ہو، اور پیغمبر کی نیلوں کی چادریں لوٹی جا رہی ہیں؟ اس کے بعد فریاد کرتے ہوئے کہا: ﴿لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ يَا لَشَّاوتِ رَسُولِ اللَّهِ﴾ اس عورت کا شوہر آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے خیموں میں واپس لے گیا۔

راوی کہتا ہے: خیموں کو لوٹنے کے بعد ان میں آگ لگا دی گئی، اور محدراتِ حصمت و طہارت برہنہ سر اور پا برہنہ اس حال میں خیموں سے روئی ہوئیں باہر آئیں کہ ان کی چادریں چھپی چکی تھیں، قیدی بن کر چلیں اسی حال میں لشکر اشقیاء سے کہنے لگیں: ہمیں خدا کا واسطہ ہمیں شہداء کی لاشوں کے قریب سے لے چلو، جب منتقل

میں پنچیں اور شہداء پر نگاہ پڑی تو سب نے بلند آواز سے رونا شروع کیا، اور اپنے چہروں پر طماقچے مارنے لگیں۔

### جناب نینبؑ کا بھائی کی لاش پر گریہ

راوی کہتا ہے: خدا کی قسم میں حضرت نینبؑ اللہ علیہ السلام کے وہ بین کبھی فراموش نہیں کروں گا جو انہوں نے اپنے بھائی حسینؑ کی لاش پر کیے آپ غمناک انداز سے بین کرتیں تھیں۔

﴿يَا مُحَمَّدَاهُ صَلَّى عَلَيْكَ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ هَذَا حَسَيْنٌ مَرْأَلٌ  
بِالدَّمَاءِ مُقْطَعُ الْأَعْضَاءِ وَ بَنَائُكَ سَبَا يَا﴾

ترجمہ:- یا محمدہ! اے جد بزرگوار آپ پر آسمان کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اور یہ آپ کا حسینؑ ہے کہ جوریت پر اپنے خون میں غلطان ہے، اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ اور یہ تیری بیٹیاں ہیں جو اسیر ہو چکی ہیں۔ میں ان مظلوم پر خدا، محمد مصطفیٰ، علی مرضی، فاطمہ، اور حمزہ سید الشہداء کی بارگاہ میں شکایت کرتی ہوں۔ یا محمدہ! یہ آپ کا حسین ہے کہ جو سرز میں کربلا پر برہنہ و عربیان پڑا ہے اور باد صبا اس پر خاک ڈال رہی ہے۔ یہ آپ کا حسین ہے جو حرامہزادوں کے ظلم و ستم کی بنا پر قتل کیا گیا۔ واحزنہ واکرba! گویا آج کے دن میرے جد بزرگوار رسول خدا ﷺ اس دنیا سے گئے ہیں۔

اے محمدؐ کے اصحاب ایتیہ تہارے پیغمبر ﷺ کی اولاد ہے جن کو قیدیوں کی طرح قید کر کے لے جا رہے ہیں۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ حضرت نینبؑ اللہ علیہ السلام نے عرض کیا: یا محمدہ! آج آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں، اور بیٹیے قتل ہوئے، اور باد صبا ان

کے بدن پر خاک ڈال رہی ہے۔ یہ آپ کا حسین ہے جس کا سر پس گردن سے جدا کیا گیا اور اس کا عمامہ اور چادر لوٹ لی گئی۔ میرے ماں، باپ قربان ہوں اس پر جس کے لشکر کو سمووار کے دن دوپہر کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ میرے ماں، باپ قربان ہوں اس پر جس کے خیموں کو جلا دیا گیا۔

**﴿بَأَبِيِّ مَنْ لَا غَائِبٌ فَيُرَتَّبُجِي وَلَا جَرِيْحٌ فَيُتَّدَاوِي﴾**

میرے باپ اس پر قربان جس کا وجود ایسا نہیں جس کے واپس آنے کی امید کی جاسکے اور جس کے زخم ایسے نہیں کہ جن کا اعلان کیا جاسکے۔ میرے ماں، باپ اس پر قربان جس پر میں خود بھی فدا ہوں اپنے کرتی تھی۔

**﴿بَأَبِيِّ الْمَهْمُومِ حَتَّىٰ فَضَىٰ بِأَبِيِّ الْعَطْشَانِ حَتَّىٰ مَضَىٰ﴾**

میرے ماں، باپ اس پر قربان کہ جس کا دل غم و غصہ سے بھرا ہوا تھا، اور اسی حال میں دنیا سے چلا گیا۔ میرے ماں، باپ فدا اس پر جس کو قشید ب شہید کر دیا گیا۔ میرے ماں، باپ فدا اس پر جس کے جادا مجدر حضرت محمد مصطفیٰ پیغمبر خدا ہے۔ **﴿بَأَبِيِّ مَنْ هُوَ سُبْطُ نَبِيِّ الْهَدَىٰ بِأَبِيِّ مُحَمَّدٍ مُصْطَفَىٰ بِأَبِيِّ خَدِيْجَةَ الْكَبْرَىٰ بِأَبِيِّ عَلَىِ الْمُرْتَضَىٰ بِأَبِيِّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ بِأَبِيِّ مَنْ رُدَّثَ لَهُ الشَّمْسُ حَتَّىٰ صَلَىٰ﴾**

راوی کہتا ہے خدا کی قسم جناب نبینہ ملک اللہ علیہ کے آہ و بکاء نے دوست و دشمن سب کو رُلا دیا۔

اس کے بعد جناب سکینہ ملک اللہ علیہ اپنے باپ کی لاش سے لپٹ گئیں۔ ایک گروہ عرب کا آیا، اس نے سکینہ کو باپ کی لاش سے جدا کیا۔

اس کے بعد عمر بن سعد نے اپنی توجیہ میں اعلان کیا: کون ہے جو حسین (الحسین)

کے بدن پر گھوڑے دوڑائے۔ دس (۱۰) آدمیوں نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا، ان کے نام یہ ہیں:-

- ۱۔ اسحاق بن حربه (کہ جس نے حضرت کی قیص چھینی تھی)
- ۲۔ اخنس بن مرشد۔
- ۳۔ حکیم بن طیفیل سمنی۔
- ۴۔ عمر بن صحیح صیدادی۔
- ۵۔ رجاء بن منقاد۔
- ۶۔ سالم بن خثیبہ جھنی۔
- ۷۔ واظب بن ناعم۔
- ۸۔ صالح بن وصب جھنی۔
- ۹۔ هانی بن شبیث حضری۔
- ۱۰۔ اسید بن مالک (لعنهم اللہ)

خدا ان سب پر لعنت کرے جنہوں نے امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کے یہ دن اطہر کو اس طرح گھوڑوں کے سموں سے پامال کر دیا، آپ کے سینے اور پشت کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ یہ دس آدمی کو فہ میں آ کر ابن زیاد کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

اسید بن مالک سے جوانی میں سے تھا، ابن زیاد نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: ہم وہ افراد ہیں جنہوں نے یہ دن حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام پر گھوڑے دوڑائے اور ان کے سینے اور پشت کی ہڈیوں کو چور کر دیا۔ ابن زیاد نے ان کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی، اور انہیں بہت کم انعام دیا۔ ابو عمرو واحد کہتا ہے کہ میں نے ان دس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ سب کے سب حرام زادے تھے۔

ان دس آدمیوں کو جناب مختار نے پکڑا کہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں لو ہے کی میخیں لگا کر زمین پر گاڑ دیا، اور حکم دیا کہ ان پر گھوڑے دوڑائے جائیں، یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

## لشکر کوفہ پر عذاب

امن ریاح روایت کرتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو شہادت امام حسین (علیہ السلام) کے دن کربلا میں حاضر تھا۔ کسی نے اس سے نایبنا ہونے کی وجہ پوچھی، تو اس نے جواب دیا کہ ہم دس آدمی باہم امام حسین (علیہ السلام) کے قتل کرنے کے لئے کربلا میں آئے لیکن میں نے توار اور نیزے سے لاٹائی نہیں کی۔ جب امام حسین (علیہ السلام) قتل ہو گئے تو اپنے گھر واپس آیا اور نمازِ عشاء پڑھ کر سو گیا اور عالم خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا: تجھے رسول خدا ﷺ بЛА ر ہے ہیں۔ اللہ وار تعالیٰ کرو، میں نے کہا: مجھے رسول خدا ﷺ سے کیا کام؟ وہ شخص میرا گریبان کھینچتے ہوئے رسول خدا ﷺ کے پاس لے گیا۔ میں نے یقین بر خاتم ﷺ کو محراجہ میں بیٹھا ہوا دیکھا، اور آپؐ کی آسمیں اشی ہوئی تھیں، ہاتھ میں ایک ہتھیار تھا، اور ایک فرشتہ ان کے سامنے کھڑا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک (ہتھیار) آگ کا تھا۔ وہ میرے نو (۹) ساتھیوں کو قتل کر پکا تھا، اور جس کو بھی ضرب لگاتا تھا، اس کو سر سے پاؤں تک آگ گھیر لیتی اور جلا دیتی۔

میں رسول خدا ﷺ کے قریب گیا اور ان کے سامنے دوز انوکھیں پر بیٹھ گیا۔ میں نے السلام علیک یا رسول اللہ کہا، لیکن آنحضرتؐ نے کوئی جواب نہ دیا، اور کافی دیر تک خاموش رہے۔ اس کے بعد اپنے سر کو بلند کیا اور فرمایا: اے دشمن خدا! تو نے میری ہٹک حرمت کی، میری عترت کو قتل کیا اور میرے حق کی رعایت نہیں کی اور جو کچھ کرنا چاہا، وہ کر دکھایا۔

میں نے جواب دیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے آپؐ کے فرزند کو قتل کرنے میں تکوں نہیں ماری اور نہ نیزہ مارا اور نہ ہی تیر پھینکا۔ فرمایا: درست ہے، لیکن تو نے میرے حسینؑ کے قاتلوں کی لشکر میں اضافہ کیا۔ میرے قریب آ۔ میں آنحضرتؐ کے

قریب گیا میں نے دیکھا ایک طشت خون سے بھرا ہوا، آنحضرتؐ کے سامنے تھا۔ مجھ سے فرمایا یہ خون میرے حسینؑ کا ہے، اس کے بعد خون میری آنکھوں پر ملا، جب جا گا تو کوئی چیز دھائی نہیں دیتی تھی۔

### حضرت فاطمہ زہرا سلسلہ اللہ علیہ محدثین محدثین محدثین

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا حضرت فاطمہ سلسلہ اللہ علیہ محدثین کے لئے ایک نورانی خیسہ بنایا جائے گا، امام حسین علیہ السلام کا سر بغیر بدن کے اپنے ہاتھ پر اٹھا کر لا کیں گی اور فریاد کریں گی کہ تمام ملائکہ مقربین اور پیغمبر ایضاً مرسل ان کے رونے سے رونا شروع کر دیں گے۔ اس کے بعد خداوند تعالیٰ فاطمہ سلسلہ اللہ علیہ محدثین کے لئے حسین علیہ السلام کو بہترین صورت میں ظاہر کرے گا، اور امام حسین علیہ السلام بے سر کے اپنے قاتلوں سے مقابلہ کریں گے۔ اور خدا قاتلان حسینؑ اور ان کے قتل کے لئے آمادہ ہونے والوں اور جوان کے ساتھ قتل میں شریک ہوئے تھے، تمام کو فاطمہ سلسلہ اللہ علیہ محدثین کے سامنے لائے گا۔ جب حاضر ہوں گے تو میں ان کے ایک ایک فرد کو قتل کروں گا، پھر زندہ ہوں گے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام ان کو قتل کریں گے۔ پھر زندہ ہوں گے، امام حسن علیہ السلام ان کو قتل کریں گے۔ پھر انہیں زندہ کپا جائے گا، امام حسین علیہ السلام ان کو قتل کریں گے، اس کے بعد پھر زندہ ہوں گے ہر ایک ہماری ذریت سے ایک ایک مرتبہ ان کو قتل کریں گے۔ اس وقت میرا غضب اور غم و اندوہ ختم ہو جائے گا۔

اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا ہمارے شیعوں پر رحمت نازل فرمائے۔ خدا کی قسم وہ حزن و حسرت کے طولانی ہونے کی وجہ سے ہماری مصیبت میں

شریک ہیں۔

رسول خدا ﷺ سے روایت ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو فاطمہ سلام اللہ علیہا چند مستورات کے ساتھ محشر میں آئیں گی، ان سے خطاب ہوگا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ تو وہ کہیں گی کہ میں جنت میں داخل نہیں ہوں گی جب تک وہ ظلم نہ دیکھ لوں جو میرے بعد میرے بیٹے پر کیا گیا۔

خطاب ہوگا ﴿أَنْظُرِي فِي قَلْبِ الْقِيَامَةِ﴾ محشر کے وسط میں دیکھو۔ کیا دیکھیں گی کہ حسین بن علیؑ بغیر سر کے کھڑے ہیں۔ اس منظر کو دیکھتے ہی بلند آواز سے گریہ کریں گی، ان کے رونے سے میں اور فرشتے رونے لگیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا حسین بن علیؑ کو دیکھ کر فریاد کریں گی ﴿وَأَوْلَادُهُ وَأَثْمَرَهُ فُوَادُهُ﴾ اس وقت خدا تعالیٰ فاطمہ سلام اللہ علیہا حسین بن علیؑ کو دیکھا ہے خاطر غضب میں آئے گا، اور ”صب هب“ نامی آگ کو جو ہزار سال سے جلائی گئی ہے بیہاں تک کہ سیاہ ہو گئی ہے، نہ اس میں کبھی کمی ہوئی ہے اور نہ غم و اندوہ اس سے جدا ہوا ہے، حکم دے گا: حسین بن علیؑ کے قاتلوں کو جدا کرو!۔ آگ ان کو لوگوں سے جدا کرے گی۔ جب وہ داخل ہوں گے آگ بلند آواز سے بھڑک اٹھے گی اور وہ جماعت بھی فریاد کرے گی اور بلند آواز سے کہے گی: پروردگار! کس لئے بت پرستوں سے پہلے آگ کو ہم پروا جب کیا، اور عذاب دیا جا رہا ہے؟ خطاب ہوگا: جانے والا نہ جانے والے کی مثل نہیں ہو سکتا ہے۔

یہ دونوں روایتیں ابن بابویہ نے اپنی کتاب ”عقاب الاعمال“ میں نقل کی ہیں، اور جلد نمبر ۳ کتاب ”تدبیل“ کے جو تالیف محمد بن نجاح [شیخ الحمد شیخ بغدادی] کی ہے۔ شرح حال فاطمہ فرزند ابو العابس ازدی میں میں نے دیکھی ہیں۔ باساد خود طلحہ سے

نقل کرتے ہیں:-

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سن: موسیٰ بن عمران نے خداوند تعالیٰ سے درخواست کی کہ میرا بھائی ہارونؑ دنیا سے چلا گیا ہے۔ تو اسکو بخش دے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو وحی بھیجی: اے موسیٰ! اگر مجھ سے درخواست کرو کہ تمام افراد اولین و آخرین کو بخشوں، تو ضرور قبول کروں گا، مگر حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے قاتلوں کو ہرگز نہیں بخشوں گا۔

### حصہ سوم

شہادت حسین علیہ السلام کے بعد

اسیرانِ کربلا کی  
کوفہ و شام کی طرف روانگی

## سبیل سکینۃ

حیدر آباد ملٹیف آباد، پخت نمبر ۵۸

## اسیرانِ کربلا کی کوفہ و شام کی طرف روانگی

عصر عاشورا عمر بن سعد کے کہنے پر امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو خولی بن زیند اور حمید بن مسلم ازدی کے ذریعہ ابن زیاد کے پاس روانہ کیا گیا، اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ شہداء کربلا کے جوانوں کے سروں کو بدن سے جدا کر کے شر بن ذی الجوش، قیس بن اشعث اور عمرو بن جاج کے ذریعے سے ابن زیاد کے پاس کوفہ روانہ کیا جائے۔ عمر سعد گیارہ محرم تک کربلا میں رہا۔ اس کے بعد امام کے پسمندگان کے ہمراہ کوفہ روانہ ہوا، یہیوں کو بلوائے عام میں ننگے سر بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کیا گیا۔ اور انہیں ترک و روم کے قیدیوں کی طرح شدید مصائب و آلام کی حالت میں قیدی بنایا گیا۔

یہاں پر عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

**يُصلِّي عَلَى الْمَبْعُوثِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ**

**وَيُغْزِي بَنُوَةً إِنَّ ذَا لَعْجِيْبٍ**

یعنی پیغمبر ﷺ جو آل بنی هاشم میں سے مجبوٹ ہوئے ہیں، اس پر تو یہ درود و سلام بھیجتے ہیں، لیکن تجب اس پر ہے کہ ان کی آل کے ساتھ جنگ و جدال کرتے ہیں۔

ایک اور شعر ہے:

**أَتَرْجَجُوا أَمَّةً قَتَلَتْ حَسِينًا**

**شَفَاعَةً جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ**

یعنی: کیا جنہوں نے امام حسینؑ کو شہید کیا، وہ امیر رکھتے ہیں کہ انہیں ان کے جدا مجدد کی شفاقت نصیب ہوگی۔

راویت میں ہے کہ امام حسینؑ کے اصحاب کے سروں کی تعداد ۸۷ تھی۔ اور جو قبیلے کر بلا میں موجود تھے انہوں نے اہن زیاد اور یزید بن معاویہ کی خونشودی کی خاطر سروں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ قبیلہ بن قیس بن اشعث کی نگرانی میں تیرہ سر، قبیلہ ہوازن، شمر بن ذی الجوش کی نگرانی میں بارہ سر، قبیلہ بن تمیم کی نگرانی میں سترہ سر، بنی اسد کی نگرانی میں سولہ سر، قبیلہ مذحج کی نگرانی میں سات سر اور بقیہ لوگ تیرہ سر (۱۳) کوفہ لے گئے۔

### تدفین شہداء اور اسیروں کا کوفہ میں داخلہ

راوی کہتا ہے: جب عمر ابن سعد کر بلا سے دور چلا گیا، تو قبیلہ بنی اسد کے کچھ لوگوں نے دو کام سر انجام دیئے، ایک شہدائے کر بلا کی نمازِ جنازہ ادا کی، اور دوسرا کام جہاں شہداء کو شہید کیا گیا تھا وہیں ان کو دفن کیا۔

جب عمر ابن سعد کر بلا کے اسیروں کے ساتھ کوفہ کے نزدیک پہنچا تو اہل کوفہ کثیر تعداد میں تماشا یوں کی صورت میں جمع تھے۔ اسی اثنائیں چھت پر بیٹھی عورتوں میں سے ایک عورت نے اسیروں سے سوال کیا: ﴿مَنْ أَيَّ الْأَسَارِيَ أَنْتُنَ؟﴾ کہ تم کس ملک اور کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ ﴿فَقُلْنَ نَحْنُ أَسَارِيَ آلٍ مُحَمَّدٍ﴾ تھا کہ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اسیروں آل محمد ہیں۔ وہ عورت چھت سے پیچے اتری اور اپنے گھر تے لباس، چادریں اور مقتعہ لے کر اہل بیت اطہار کی خدمت میں لائی، تاکہ پیشان اپنے سروں کو ڈھانپ لیں۔ امام سجادؑ شدید بیماری کی وجہ سے بہت نحیف ہو چکے

تھے اور حسن ابن حسن شنی رخی حالت میں ان کے ہمراہ تھے۔

صاحب کتاب مصائق روایت کرتے ہیں کہ حسن ابن شنی نے عاشورہ کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت میں سترہ (۷۱) افراد کو بلاک کیا اور اپنے بدن ناز نہیں پر اٹھارہ زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر گرے تو ان کے ماموں نے انہیں اٹھایا اور کوفہ لے گئے اور وہاں ان کا علاج کرانے کے بعد مدینہ لے گئے۔

اسی طرح امام حسن مجتبی علیہ السلام کے دو اور فرزند بنام زید اور عمرو اسیروں میں موجود تھے۔ اہل کوفہ اسیروں کی یہ حالت دیکھ کر زار و قطار رونے لگے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

﴿أَتُؤْخُونَ وَ تَبْكُونَ مِنْ أَجْلِنَا؟ فَمَنْ ذَا الَّذِي قَتَلَنَا؟﴾

کیا ہمارے لئے گریب کر رہے ہو، اور ہم پر نوحہ کیا ہو؟ پھر ہمارا قاتل کون ہے اور کس نے ہمیں قتل کیا؟!!

### حضرت زینب بنت علی علیہ السلام کا خطبہ

بیشتر بن حزیم اسرائیل روایت کرتا ہے کہ میں نے زینب بنت علیؑ کا خطبہ سنایا تھا میں نے اس سے پہلے کوئی عالمہ بی بی نہیں دیکھی کہ جس نے علیؑ کی طرح خطبہ دیا ہو۔

﴿وَ قَدْ أَوْمَاثُ إِلَى النَّاسِ أَنِ السُّكُنُوا فَارْتَدَتِ الْأَنفَاسُ وَ سَكَنَتِ الْأَجْرَاسُ﴾

لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔ اس اشارے سے لوگوں کے سانس سینوں میں رک گئے، اونٹوں کی گھٹنیاں بچنا بند ہو گئیں، اس کے بعد خطبہ دینا

شروع کیا۔

حمد و شکر للہی اور رسول خدا ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا:  
 اے اہل کوفہ! اے مکاروں اور دغاباًزوں! کیا ہم پر گریہ کر رہے ہو؟! ابھی تک  
 ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور ہماری آہ و بکانیں رکی۔ تمہاری مثال اس عورت  
 کی ہے کہ جو سارا دن چرخہ پر دھاگہ بُتھی رہے اور رات کو اُسے ادھیرڈالے۔ تم نے  
 اسلام کی آڑ میں اپنے درمیان مکروہ فریب کو ایجاد کیا۔ تم نے ایمان کا عہد و پیمان باندھ کر  
 توڑ دیا۔ تم فقط مفسد اور خود پرست ہو، کیونکہ پرور اور کنیزوں کی طرح چاپلوں اور دشمنوں  
 کے ساتھ ساز باز کرنے والے ہو۔ تمہاری مثال گندگی پر اگئے والے بزرے کی ہے جو  
 کھانے کے قابل نہیں ہوتا اور اس چاندی کی طرح ہے جو قیدی کی زینت ہونے کی وجہ  
 سے قابل استفادہ نہ ہو۔ اور کتابِ اتوکہ رہ تم نے اپنی آخرت کے لئے تیار کیا ہے جو خدا  
 کے غصب کا موجب ہے اور تمہارے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔

کیا ہمیں قتل کرنے کے بعد ہم پر گریہ اور اپنے آپ کو سرزنش کرتے ہو؟ ہاں!  
 خدا کی قسم تمہیں زیادہ رونا اور کم ہنسنا چاہیے۔ تم نے اپنے دامن پر جو سوائی کا داغ لگایا  
 ہے اسے دنیا کا کوئی پانی صاف نہیں کر سکتا، اور بھلاکس طرح فرزند رسولؐ اور سید جوانان  
 اہل بہشت کے خون کو مٹایا جا سکتا ہے؟!

وہ شخصیت جو جنگ میں تمہاری پناہ گاہ تھی، دشمن کے سامنے احتجاج کرنے  
 میں، نیز مشکلات میں تمہاری جائے پناہ تھی جس نے تمہیں دین سکھایا، تم نے اپنی پشت پر  
 بہت بڑے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے۔ خدا تمہیں اپنی رحمت سے دور کرے۔ تم پر اپنا عذاب  
 نازل کرے۔ تمہاری کوشش برآب ہے۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے نقصان اٹھایا،  
 تمہارا یہ معاملہ تمہارے لئے گھائٹے کا باعث بنا۔ تم نے عذاب خدا کی طرف رکھ کیا اور

ذلت و خواری نے تمہیں گھیر لیا ہے۔

﴿بِاَهْلَ الْكُوْفَةِ اَتَدْرُوْنَ اَيْ كَبِدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَرِيْتُمْ وَ اَيْ

كَرِيْمَةٍ اَبَرَزْتُمْ وَ اَيْ دَمٍ لَهُ سَفَكْتُمْ وَ اَيْ حُرْمَةٍ لَهُ اِنْهَكْتُمْ﴾

اہل کوفہ! واسئے ہوتم پر اکیا تم جاتے ہو کہ تم نے کس جگہ رسول کو شکافتہ کیا؟ اور عصمت و طہارت کی پروردہ رسول کی بیٹیوں کو بے پرده کیا، اور کس کے خون کو تم نے بھایا؟! کس کی حرمت کو پامال کیا! کس قدر تم نے ناروا کام انجام دیا! اور کس گناہِ عظیم کے مرکب ہوئے ہو۔ تمہارے ظلم و ستم کی برائی زمین و آسمان کے برابر ہے؟!!!

﴿فَاعْجِبُتُمْ اَنَّ مَطَرَّتِ السَّمَاءُ دَمًا﴾

کیا تم تعجب کرتے ہو کہ آسمان سے خون کی بارش ہوئی، یقیناً آخرت کا عذاب اس سے کئی گناہ زیادہ سخت اور ذلیل و خوار کرنے والا ہوگا۔ اور اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ خدا کی طرف سے ملنے والی مہلت کو معمولی نہ سمجھو، خداوند کریم انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا، اور خداوند تعالیٰ کو اس بات کا خوف نہیں کہ ناحق بھائے جانے والے خون کا انتقام اس سے فوت ہو جائے گا اور تمہارا رب تمہارے انتظار میں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے لوگوں کو دیکھا جو اس خطبہ کے دوران حیرت زدہ تھے، اور بلند آواز سے گریپ کر رہے تھے۔ اور اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہے تھے، اور میں نے اپنے نزدیک کھڑے ہوئے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ جس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی، وہ کہہ رہا تھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کے بزرگ بہترین بزرگ، آپ کے جوان بہترین جوان، آپ کی مستورات بہترین مستورات، اور آپ کا خاندان، بہترین خاندان ہے جو کبھی ذلیل و خوار نہیں ہو سکتا۔

## حضرت فاطمہ بنت حسینؑ کا خطبہ

زید بن موسی ابن جعفرؑ اپنے آباء و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت حسینؑ نے کربلا سے کوفہ پہنچنے کے بعد اس طرح خطاب فرمایا:

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ میں اس کی حمد و شکر کرتی ہوں۔ ریت کے ذریوں اور پھر کے سنگ ریزوں کے برابر کہ جن کی مقدار زمین سے آسمان تک پھیلی ہو، میں اس پر ایمان رکھتی ہوں، اور اسی پر توکل و بھروسہ رکھتی ہوں، اور میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں، اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اس کی اولاد کو بے جرم و خطا فرات کے کنارے ذبح کیا گیا۔

ابے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتی ہوں، اس بات سے کہ تیری طرف جھوٹ کی نسبت دوں، یا اس کے خلاف کہوں کہ جوتونے اپنے پیغمبرؐ سے فرمایا کہ: اپنے وصی علی بن ابی طالبؑ کے لئے لوگوں سے بیعت لیں۔ وہی علیؑ کہ جن کے حق کو غصب کیا گیا اور ان کو بے گناہ قتل کیا گیا کہ جس طرح ان کے فرزند کوکل سر زمین کر بلہ پر ایسی جماعت نے قتل کیا کہ جو بظاہر مسلمان اور باطن میں کافر تھے۔ وائے ہوان کے سرداروں پر جنہوں نے اس کی زندگی میں اور آخری وقت میں بھی ظلم و ستم کرنے سے دربغ نہ کیا، یہاں تک کہ تو نے ان تمام کو حسن منقبت اور پاکیزہ طبیعت کے ساتھ اپنے پاس بالایا۔

ابے پروردگار! ملامت کرنے والوں کی ملامت ان کو تیری عبودیت و بندگی سے نہ روک سکی، اور تو نے ان کی بچپن میں اسلام کی طرف را ہمنائی کی، اور جب وہ بڑے ہوئے تو ان کے فضائل کو بیان کیا، اور انہوں نے ہمیشہ تیری رہا میں اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر امت کو نصیحت کی، یہاں تک کہ تو نے ان

کی روح کو بھل کر لیا۔ وہ دنیا سے بے نیاز تھے اس کے حریص نہ تھے۔ اور آخرت کے مشتاق تھے، اور تیری راہ میں تیرے دشمنوں سے نبرد آزمائے ہوئے۔ تو ان سے راضی ہو گیا۔ اور ان کو تو نے منتخب کیا اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھا۔

اما بعد! اے اہل کوفہ! اے اہل مکر و فریب! خدا نے ہم اہل بیت کی تمہارے ذریعہ سے آزمائش کی اور تمہارا امتحان ہمارے وسیلے سے لیا۔ خدا نے ہمیں اس امتحان میں کامیاب کیا، اور اپنے علم کو بطور امانت ہمارے پر درکیا۔ پس ہم ہی اس کے علم و حکمت کے خزانے ہیں۔ اور ہم ہی روئے زمین پر اس کی جدت ہیں۔

خداوند متعال نے ہمیں اپنی کرامت سے نوازا، اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ سے ہمیں اپنی مخلوق پر فضیلت بخشی۔ تم نے ہمیں جھٹالایا، اور ہماری تکفیر کی، ہمارا خون بہانا مباح سمجھا اور ہمارے ساتھ جنگ کرنا حلال اور ہمارے مال و اسباب کو لوٹنا جائز سمجھا، گویا ہم اسیران ترک و کامل تھے اچنانچہ قل ہمارے جد بزرگوار (حضرت علیؑ) کو قتل کیا، اور ابھی تک ہمارا خون تمہاری دیرینہ دشمنی کی وجہ سے تمہاری تکوار سے پک رہا ہے، اور تم نے خدا پر الزام لگایا، اور دھوکہ و فریب دیا جس سے تمہاری آنکھیں اور دل ٹھنڈے ہوئے، لیکن خداوند متعال فریب وینے والوں سے بہترین انتقام لینے والا ہے۔

اب تم ہمارے خون سے ہاتھ رنگیں کر کے، اور ہمارے مال و اسباب کے لوٹنے سے خوش نہ ہو کیونکہ ان پیش آنے والے مصائب کے بارے میں خدا کی کتاب میں پہلے سے موجود ہے۔

﴿إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لَكَيْلًا تَأْسُوا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا أَنْتُمْ بِهِ مُحْكَمٌ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾

”یہ کام اللہ پر آسان ہے تاکہ جو چیز تمہارے ساتھ سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کرو، اور جو تمہیں مل جائے اس پر خوشحال نہ ہو، اور خداوند کریم کسی بھی مکرو فریب پر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔“

اے کوفہ والو! اوابے ہوتم پر! اب تم منتظر ہو کہ جلد ہی خداوند کا عذاب اور لعنت تم پر نازل ہوگی، اور وہ تمہیں گناہوں پر عذاب دے گا، اور تم میں بعض کو بعض سے لڑائے گا، اور جس آن قیامت برپا ہوگی جو ظلم تم نے ہم پر کئے، اس کی پاداش میں تمہیں ہمیشہ دوزخ کی دردناک آگ میں جلا گا۔

**﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾**

وابے ہوتم پر اے اہل کوفہ! کیا تم جانتے ہو کہ کن ہاتھوں سے تم نے ہمیں نیزوں اور تلواروں کا نشانہ بنایا؟ اور کس حوصلہ کے ساتھ ہمارے ساتھ جنگ کی؟ اور کن قدموں کے ساتھ ہمارے ساتھ جگ کرنے کے لئے آئے؟ خدا کی تمہارے دل قیادت سے آلوہ ہو چکے ہیں۔ تمہارے جگر پتھر بن چکے ہیں، تمہارے دل علم و انش سے بے بہرہ ہو چکے ہیں، تمہاری آنکھیں انڈھی اور کان بہرے ہو چکے ہیں۔

اے اہل کوفہ! شیطان نے تمہیں فریب دیا اور تمہیں صراطِ مستقیم سے منحرف کیا، اور اس طرح جہالت کا پردہ تمہاری آنکھوں پر ڈال دیا کہ پھر کبھی بھی ہدایت نہ پاسکو گے۔

اے اہل کوفہ! اوابے ہوتم پر! کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله وسلم کا خون جو تمہاری گردن پر ہے وہ تم سے طلب کریں گے۔ اور وہ دشمنی جو تم نے ان کے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد و عترت سے کی، اور تم میں سے بعض نے مظالم پر فخر کیا اور تم کہتے ہو:

نَحْنُ قَتَلْنَا عَلِيًّا وَبَنَى عَلَيٍّ  
بِسُيُوفٍ هِنْدِيَّةٍ وَرِمَاحٍ  
وَسَيِّنَانَاسَائِهِمْ سَيِّرُكِ  
وَنَطَخَنَاهُمْ فَأَئِ نِطَاحٍ

ہم نے علی اور ان کی اولاد کو ہندی تلواروں اور نیزوں کے ساتھ قتل کیا اور ان کے اہل بیت کو ترک کے اسیروں کی مانند اسیر بنایا۔ خاک ہوتھا رے منہ پر، اے وہ شخص جو ایسے جوانوں کے قتل پر فخر کر رہا ہے جن کو خداوند کریم نے ہر بجاست سے پاک و پاکیزہ قرار دیا۔ اے پلیدا اپنے غصے کو پی جا، اور کتنے کی طرح اپنے جگہ بیٹھ جا۔ جس طرح تمہارا باپ بیٹھا تھا، ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جو اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجا ہے۔ وائے ہوتم پر، کیا تم ہم سے حسد کرتے ہو۔ اس فضیلت پر جو خداوند کریم نے ہمیں عنایت کی ہے؟!

یہ خدا کا فضل ہے، اور وہی صاحب فضل عظیم ہے، جس کو چاہے عطا کرے اور جس کو خدا اپنے نور سے محروم کر دے وہ ظلمت و تاریکی میں رہے گا۔

جیسے ہی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا خطبہ یہاں پر پہنچا لوگ بلند آواز کے ساتھ رونے لگے اور کہا کہ اے دختر آں آل اطہار ہمارے دلوں اور سینوں کو آگ لگا دی ہے، اور ہمارے جگروں کو غم وحزن کی آگ نے جلا دیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ کہو! ابی ہی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا خاموش ہو گئیں۔

### خطبہ جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا

راوی کہتا ہے کہ جناب ام کلثوم بنت امیر المؤمنین بلند آواز سے رورہی تھیں،

اور یہیں پر درہ محل سے اس خطبہ کو میان فرمایا۔

اے اہل کوفہ وائے ہوتم پر، کیوں حسین کی توہین کی، اور انہیں قتل کیا اور

ان کے مال و اسباب کو بر باد کیا، اور ان کی مستورات کو قیدی بنایا، اس کے باوجود اس پر رہے ہو۔ وائے ہوتم پر، ہلاکت اور بدختی تمہیں آ لے۔ کیا تم جانتے ہو کہ کتنے بڑے کام کے مرتكب ہوئے، اور کتنا عظیم ظلم اپنی گروں پر لیا ہے؟ کس کے خون ناحق کو بھایا؟ اور کن پر دہنشینوں کو پردے سے باہر لائے ہو؟ اور کس خاندان کو ان کے زیورات سے محروم کیا ہے؟ اور کن کے اموال و اسباب کو لوٹا ہے؟ اور تم نے ایسے افراد کا قتل کیا کہ رسول خدا ﷺ کے بعد ان کے مقام کو کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا؟ رحم و مہربانی تھا رے دلوں سے چھین لی گئی۔ آ گاہ ہو جاؤ کہ صرف خداوند کی جماعت ہی کامیاب ہے اور شیطان کی جماعت خسارہ اٹھانے والی۔ پھر آپ نے ان اشعار کو بیان فرمایا۔

میرے بھائی کو قتل کیا، وائے ہو تمہاری ماوؤں پر اجلدی ہی عذاب کی آگ  
میں گرفتار ہو جاؤ گے، اور اس میں جلتے رہو گے، اور تم نے ایسے خون کو پامال کیا کہ جس  
کے بھانے کو خدا، قرآن اور رسول نے حرام قرار دیا ہے۔ میں تمہیں جہنم کی آگ کی  
بشارت دیتی ہوں اور ضرور بالضرور روزِ قیامت آتش جہنم میں جلائے جاؤ گے، اور میں  
ہمیشہ اپنے بھائی پر روتی رہوں گی۔

اور ہاں ایسا آنکھیں ہمیشہ دریا کی طرح اشک بہاتی رہیں گی، اور یہ رونا کبھی ختم

نہ ہو گا۔

چنانچہ اس دوران لوگوں کے نالہ و فریاد کی صدائیں بلند ہو گیں۔ عورتوں نے اپنے بالوں کو کھول دیا اور مٹی سروں پر ڈال لی، اور اپنے چہروں کو نوچنے لگیں، اور اپنے چہروں پر طماقچے مارنے لگیں، اور ان کے مردوں نے رونا شروع کیا، اور ڈاڑھیوں کے بالوں کو نوچنا شروع کیا، اور کوئی لیسا واقعہ دیکھا نہیں گیا کہ لوگ اس طرح سے روئے ہوں۔

### خطبہ امام سجاد علیہ السلام

اس کے بعد حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے لوگوں کو خاموش ہونے کے لئے اشارہ کیا۔ پس لوگ خاموش ہو گئے۔

حضرت کھڑے ہوئے اور حمد و شانع الہی بجالائے، اور رسول خدا ﷺ کا نام مبارک زبان پر لائے اور ان پر درود وسلام بھیجا، اور فرمایا:

اے لوگو! جو کوئی مجھ سے آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ اور جو کوئی مجھے نہیں جانتا، میں اُسے اپنا تعارف کرائے دیتا ہوں۔ میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں کہ جس کی حرمت پامال کی گئی، اس سے نعمت چھین لی گئی، اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا گیا، اور اس کے اہل بیت کو اسیر بنایا گیا۔

میں اس کا فرزند ہوں کہ جس کو بغیر جرم و خطاء کے نہر فرات کے کنارے ذبح کیا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں کہ جسے شدید تکلیف کے ساتھ قتل کیا گیا۔ اور یہی افتخار ہمارے لئے کافی ہے۔

اے لوگو! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں! کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ تم نے میرے والد بزرگوار کو خط لکھے اور جیسے ہی وہ تمہاری طرف آئے تو تم نے ان کے ساتھ مکروہ فریب کیا، اور اس کے بعد انہیں قتل کر دیا۔ لوگوا اسے ہوتم پر، یہ ذخیرہ تم نے عالم آخرت میں اپنے ہاتھوں بھیجا، اور کس قدر براعقیدہ رکھتے ہو!

تم کس آنکھ کے ساتھ رسول خدا ﷺ کے مبارک چہرے کی طرف نگاہ کرو گے کہ جس وقت وہ تم سے کہیں گے:

تم نے میری اولاد کو قتل کیا، اور میری ناموں کی بہک حرمت کی، تم میری امرت میں سے نہیں ہو!

اس دوران ہر طرف سے رونے اور گریہ کرنے کی آوازیں بلند ہوئیں، اور ایک دوسرے سے کہر ہے تھے کہ ہم ہلاک ہوئے اور نہ بچے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: خدا ہر اس شخص کو اپنی رحمت میں شامل کرے کہ جس نے میری نصیحت کو قبول کیا، اور میری اس وصیت کی خدا اور اس کے رسول اور اس کے اہل بیت کی راہ میں حفاظت کی، کیونکہ ہماری پیروی اور اقتداء کرنا گویا حضرت رسول خدا ﷺ کی پیروی کرنا ہے۔

لوگوں نے یہکہ زبان ہو کر کہا: اے فرزند پیغمبر اہم، ہم تو گوش آپ کے ہر فرمان کے مطیع ہیں، اور آپ سے عہد و پیمان کے پابند ہیں، اور ہرگز کبھی بھی آپ سے روگردانی نہیں کریں گے، اور جو بھی حکم کریں اطاعت کریں گے، اور ہماری ہر اس شخص سے جنگ ہوگی جو آپ سے جنگ کرے گا اور جو آپ سے صلح کرے گا ہماری اس سے صلح ہوگی اور یہاں تک کہ بیزید سے انتقام لیں گے اور جن لوگوں نے آپ پر ظلم و ستم کیا ان سے بیزاری اختیار کریں گے۔

آپ نے فرمایا: ہیہات، ہیہات! اے غدارو! اور مکارو! تمہاری فطرت میں مکروہ فریب کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیا تم پھر چاہتے ہو کہ جو ظلم ہمارے پر زگوں کے ساتھ کیا اس ظلم کو دوبارہ میرے ساتھ کرو۔ خدا کی قسم اس طرح ہونا ممکن نہیں ہے، کیونکہ ابھی تک تو وہ زخم منڈل نہیں ہوئے جو میرے والد اور ان کے اہل بیت پر ڈھانے چاہئے والے ظلم سے میرے دل کو لگے ہیں، اور اپنے جد رسول خدا ﷺ، اور والد پر زگوار اور اپنے بھائیوں کی مصیبت کو فراموش نہیں کر سکا، اور اس کی تلخی ابھی تک باقی ہے جس نے میرے سینے اور گلے کو شکار کر رکھا ہے اور اس کا غم ابھی تک میرے سینے میں باقی ہے۔ میں تم سے یہی چاہتا ہوں کہ نہ تم میری مدد کرو اور نہ ہمارے ساتھ جنگ کرو۔ اس کے بعد یہ اشعار

بیان فرمائے:

اگر حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام قتل کے گئے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، چونکہ ان سے پہلے ان کے والد بزرگوار حضرت علی اہن الی طالب جوان سے افضل تھے قتل کے گئے۔ پس اے اہل کوفہ! جو مصائب و مشکلات حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کو پیش آئیں اس پر خوش نہ ہو۔ ان کی مصیبت دنیا کی تمام مصیبتوں سے عظیم تھی۔ وہ حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام جو نہر فرات کے کنارے قتل ہوئے؟ میری جان ان پر قربان ہو۔ یقیناً ان کے قاتلوں کی جزا آتش جہنم ہے۔

حضرت امام سجاد الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے ان مذکورہ اشعار کے بعد یہ شعر ارشاد فرمایا۔

رضینا منکم راسا براس فلا يوم لنا ولا علينا  
ہم تم سے سر کے بد لے سر سے راضی ہوئے۔ پس تم نہ ہمارا ساتھ  
دو، اور نہ ہم سے جنگ کرو۔

### دارالامارہ میں اہل بیت کا وارد ہونا

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ابن زیاد دارالامارہ کے محل میں بیٹھا، تمام عام لوگوں کو اندر واصل ہونے کی اجازت دی۔ امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کے مقدس سر کو لا یا گیا۔ اور اس کے سامنے رکھا گیا، نیز امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کے اہل بیت اور ان کی اولاد کو وارد کیا گیا۔ جناب زینب بنت ختر امیر المؤمنین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام اس صورت میں دربار میں داخل ہوئیں کہ ان کی پیچان نہ ہو سکی، اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا یہ عورت کون تھی؟ جواب دیا گیا کہ زینب بنت علی ہے۔ عبد اللہ نے جناب زینب بنت مسلم الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کی طرف اپنارخ کیا اور کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہیں خدا نے رسوا کیا، اور تمہارے جھوٹ کو ظاہر کیا ہے۔

جناب زینب بنت مسلم الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے فرمایا۔ رسوا فاسق لوگ ہوتے ہیں اور جھوٹ

فاجر لوگ بولتے ہیں، اور وہ سب ہمارے علاوہ ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: جو کچھ خدا نے تمہارے بھائی کے ساتھ کیا تم نے اس کو کیا

پایا؟

جناب نسب ملک اللہ علیہ نے فرمایا: ﴿مَا رَأَيْتُ إِلَّا جَمِيلًا﴾ نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا، کیونکہ آں پیغمبر وہ جماعت ہیں جن کے لئے خداوند کریم نے شہادت مقدار فرمائی، اور وہ ہمیشہ کے لئے اپنی ابدی آرام گاہ کی طرف چلے گئے، لیکن خدا بہت جلد ہی ان کو اور تمہیں ایک جگہ جمع کرے گا، اور اہل بیت اپنے خون طلبی کے لئے مقدمہ دائر کریں گے، اور اس وقت معلوم ہوگا کہ سچا کون ہے۔ اے مرجانہ کے بیٹے! تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے۔

بی بی کے اس کلام سے ابن زیاد غضبناک ہوا اور بی بی کے قتل کا ارادہ کیا۔

عمرو بن حریریث جو دربار میں موجود تھا، ابن زیاد سے کہنے لگا کہ وہ عورت ہے اور ابن زیاد نے اپنے اس ارادہ کو ترک کیا، اور جناب نسب ملک اللہ علیہ علیہ نے خداوند کریم نے حسین (العلیہ السلام) اور ان کے بھائی و اہل بیت کے قتل سے میرے دل کو شفا بخشی ہے۔

حضرت نسب ملک اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے اپنی جان کی قسم ہمارے بزرگوں کو تم نے قتل کیا، اور ہماری نسل کشی کی اگر تمہاری یہ شفا ہے تو تو نے شفا پا۔

ابن زیاد نے کہا کہ نسب ملک اللہ علیہ علیہ، ایک ایسی عورت ہے کہ جو سمجھ و مفہی سے کلام کرتی ہے، مجھے اپنی جان کی قسم کہ اس کے والد علی بن ابی طالب بھی شاعر و سجاع

جناب نسب ملک اللہ علیہ نے فرمایا: اے ابن زیاد! عورت کو سچع و قافیہ سے کیا

کام۔ اس کے بعد ابن زیاد امام سجاد علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کون جوان ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ علی بن حسین علیہ السلام ہے۔ ابن زیاد نے کہا: کیا علی بن حسین علیہ السلام کو خدا نے قتل نہیں کیا؟

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: علی بن حسین میرے بھائی تھے جس کو لوگوں نے قتل کیا۔ ابن زیاد نے کہا: بلکہ خدا نے اسے قتل کیا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تُمَتْ فِي مَنَامِهَا﴾۔ (سورہ زمر، آیت: ۲۲)

ابن زیاد نے کہا: تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ میرا جواب دو؟ پھر حکم دیا کہ اسے باہر لے جا کر قتل کر دو۔ جناب نسب علی علیہ السلام نے ابن زیاد کی اس بات پر پریشان ہو کر کہا: اے ابن زیاد! تو نے ہمارے کسی جوان کو باقی نہیں چھوڑا، اگر انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے بھی ان کے ساتھ قتل کر دو۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے پھوپھی سے فرمایا: اے پھوپھی امام! آپ خاموش رہیں تاکہ میں خود ہی ابن زیاد سے بات کروں۔ اس کے بعد امام نے ابن زیاد کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے ابن زیاد! کیا تو مجھے قتل کی حکمی دیتا ہے؟ کیا مجھے معلوم نہیں کہ قتل ہونا تو ہمارا شیوا ہے، اور ہماری فضیلت ہماری شہادت میں ہے؟

اس کے بعد ابن زیاد کے حکم کے مطابق امام زین العابدین علیہ السلام اور اہل بیت کو کوفہ کی جامع مسجد کے پہلو میں ایک مکان میں لے جایا گیا۔

جناب نسب علی علیہ السلام نے فرمایا: کہ ہماری ملاقات کے لئے جوائے کثیروں کے کوئی نہ آئے، کیونکہ وہ خود پہلے قیدی رہ چکی ہیں جس طرح ہم قیدی ہیں۔

اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کا سر کوفہ کی گلی کو چوں میں پھیرا لیا جائے۔ رقم الحروف مناسب سمجھتا ہے کہ یہاں اشعار کا ذکر کرے۔

**ترجمہ اشعار** - حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی بیٹی اور اس کے وصی کے بیٹے کے سر کو نیزے پر تماشا یوں کو دکھانے کے لئے اٹھایا گیا تھا۔ مسلمان یہ منتظر دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے اور کسی نے بھی آگے بڑھ کر اس کو نہ روکا، اور کسی کے دل کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

اندھی ہوا جائیں وہ آنکھیں جنہوں نے یہ منتظر دیکھا، اور بہرے ہو جائیں وہ کان جنہوں نے آپ کی مصیبت سئی، اور نہ روکا۔

اے مولا حسین! آپ نے اپنی شہادت سے ان آنکھوں کو بیدار کر دیا جو آپ کے وجود کے طفیل سوتی رہیں تھیں، اور وہ آنکھیں جو آپ کے خوف کی وجہ سے سو نہ سکتی تھیں، آج آرام سے سورہی ہیں۔

اے مولا حسین! کوئی با غبان اس روئے زمین پر ایسا نہیں ہے جو یہ نہ چاہتا ہو کہ آپ کی قبر مبارک اسکے باعث میں ہو، اور وہ باعث آپ کی ابدی خواب گاہ قرار پائے۔

### عبداللہ بن عفیف کی شجاعت و شہادت

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ابن زیاد منبر پر گیا، اور خداوند کریم کی حمد و شفاء کرنے کے بعد یہ کہنے لگا: خدا کا شکر ہے کہ اس نے حق کو ثابت کیا اور امیر المؤمنین یزید اور اس کے پیروکاروں کی مدد کی، اور حسین ابن علی کاذب ابن کاذب کو قتل کیا۔

عبداللہ بن عفیف از دی اپنی جگہ سے اٹھے اور یہ متفق و زائد شیعہ تھے ان کی  
دانیں آنکھ جنگ صفين، اور باعیں آنکھ جنگ جمل میں ضائع ہو گئی تھی اور ہمیشہ کوفہ کی

جامع مسجد میں شب و روز عبادت میں مشغول رہتے تھے، وہ کہنے لگے: اے مرجانہ کے بیٹے! تو جھوٹا اور تیرا باب جھوٹا اور وہ شخص اور اس کا باپ کہ جس نے تمہیں کوفہ کا والی بنایا۔ اے دشمن خدا! کیا تو انیاء کی اولاد کو قتل کر کے مسلمانوں کے منبر پر بیٹھ کر ایسی باتیں کرتا ہے؟

یہ سن کر ابن زیاد غضبناک ہوا، اور کہنے لگا کہ یہ کہنے والا کون ہے؟ عبد اللہ نے بلند آواز سے کہا: میں تھا۔ اے دشمن خدا! کیا تو ان اولاد پیغمبر کو قتل کرتا ہے جنہیں خداوند کریم نے ہر قسم کی پلیڈی سے پاک رکھا ہے، اور پھر بھی یہ خیال کرتا ہے کہ مسلمان ہے؟ واغھوٹا! کہاں ہیں مہاجرین و انصار کی اولاد کہ جوان پلیڈوں سے انتقام نہیں لیتیں کہ جس کو رسول خدا ﷺ ملعون ابن ملعون کہتے تھے۔ اس بات نے ابن زیاد کو شدید غضبناک کر دیا۔ غصہ سے اس کی رگوں میں خون جوش مارنے لگا، اور کہنے لگا کہ عبد اللہ کو میرے پاس لے آؤ۔ اس کے سندل سپاہیوں نے اسے گرفتار کرنے کی خاطر اپنے محاصرے میں لے لیا، لیکن قبیلہ ازد کے بزرگان جو عبد اللہ کے چچا کے بیٹے تھے، اپنی جگہ سے اٹھے اور اسے سپاہیوں کے محاصرہ سے آزاد کرایا، اور مسجد سے باہر لے جا کر ان کے گھر پہنچا دیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ ناپینا ازدی کے گھر جاؤ، خدا اس کے ول کو بھی اندھا کرے جس طرح اس کی آنکھوں کو اندھا کیا ہے۔ سپاہیوں کا ایک گروہ اسے گرفتار کرنے کے ارادہ سے اس کے گھر کی طرف گیا۔

جیسے ہی یہ خبر قبلہ ازد کو ملی تو تمام قبیلہ کے افراد جمع ہوئے، اور یمن کے قبائل بھی ان سے آملا تا کہ عبد اللہ کی حفاظت کریں، جب ان کے اس اجتماع کی خبر ابن زیاد کو ملی تو اس نے مضر قبائل کے افراد کو جمع کیا اور محمد بن اشعث کی فرازی میں ان کے ساتھ جنگ کے لئے بھیجا اس طرح ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی، جس کے نتیجہ میں عربوں

کا ایک قبیلہ مارا گیا، اور ابن زیاد کے سپاہی عبد اللہ کے گھر پر پہنچے، اور اس کے دروازہ کو توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔

اس دوران عبد اللہ کی بیٹی نے جو گھر میں موجود تھی فریاد کی کہ بابا جان! دشمن کی فوج گھر میں داخل ہو گئی ہے۔ جناب عبد اللہ نے کہا: نہ ڈرو! اور میری تواریخ مجھے دو ابیتیں نے انہیں تلوار دی، اور عبد اللہ نے اپنا دفاع کرنا شروع کیا۔

عبد اللہ کی بیٹی نے کہا: بابا کاش میں مرد ہوتی، اور آپ کے سامنے بدھلات لوگوں سے جنہوں نے عترت پیغمبرؐ کو قتل کیا جنگ کرتی۔ سپاہ ابن زیاد ہر طرف سے عبد اللہ پر حملہ کر رہے تھے، اور وہ اپنا دفاع کرتے تھے، اور جس طرف سے دشمن عبد اللہ کے نزدیک ہوتے تو ان کی بیٹی انہیں آگاہ کرتی تھی، یہاں تک کہ سپاہ ابن زیاد نے حملوں میں اضافہ کر کے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ان کی بیٹی نے فریاد کی، میرے باپ پر سخت مصیبت آپنچھی، مگر ان کا یار و مدگار کوئی نہیں۔ عبد اللہ اپنی توارکو اپنے سر کے ارد گرد گھماتے تھے، اور کہتے تھے: خدا کی قسم! اگر میری آنکھوں میں پینائی واپس آ جاتی تو میں تم پر بڑھ چڑھ کر حملہ کرتا۔ ابن زیاد کی فوج نے پے در پے حملے کئے، یہاں تک کہ انہیں گرفتار کر لیا، اور انہیں ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ جب ابن زیاد نے انہیں دیکھا، کہنے لگا: خدا کی حمد و شنا جس نے تمہیں ذلیل و خوار کیا۔ عبد اللہ نے کہا: اے دشمن خدا! اس طرح مجھے خدا نے ذلیل کیا ہے؟! خدا کی قسم! اگر میری آنکھیں روشن ہوتیں تو دنیا تم پر تاریک کر دیتا۔

ابن زیاد نے کہا: اے دشمن خدا! عثمان بن عفان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ عبد اللہ نے کہا: اے بنی علّاج کے غلام اور اے مرجانہ کے بیٹے! تجھے عثمان سے کیا سروکار؟ اگر اس نے ہر اکیا تو خدا اپنے حق کا ولی ووارث ہے، اور ان کے درمیان

اور عثمان کے درمیان حق و عدالت فرمائے گا، لہذا تم اپنے اور اپنے باپ پر بیزید اور اس کے باپ کے بارے میں سوال کرو۔

ابن زیاد نے کہا: خدا کی قسم! کسی چیز کے بارے میں کوئی سوال نہیں کروں گا،  
یہاں تک کہ تم قتل کئے جاؤ۔

عبداللہ نے حمد و شکر کے بعد کہا: تمہارے دنیا میں آنے سے پہلے یہ خواہش رکھتا تھا کہ خداوند کریم مجھے شہادت نصیب فرمائے، اور وہ مجھے اپنی بدترین مخلوق کے ہاتھوں نصیب فرمائے، لیکن جس ذن سے میں ناپہنا ہوا، میں شہادت پانے سے نامید ہو گیا تھا، اور اب خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے میری نامیدی کو امید سے بدلा اور مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ میری دیرینہ دعا مستحب ہو گئی ہے۔

اس کے بعد ابن زیاد نے ان کے قتل کا حکم صادر کیا، لہذا عبد اللہ کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان کے بدن اطہر کو کوفہ کی ایک گلی میں لٹکا دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے بیزید بن معاویہ کو خط لکھا، اور اس کو امام حسین الصلی اللہ علیہ وسالم کی شہادت اور اہل بیت کی گرفتاری سے آگاہ کیا، اور ایک خط اسی مضمون پر مشتمل مدینہ کے گورنر عمر و بن سعید بن عاصی کو لکھا۔

جب عمرو بن سعید کو خط ملا تو اس نے مسجد میں آ کر خطبہ دیا۔ جس میں امام حسین الصلی اللہ علیہ وسالم کی شہادت سے مطلع کیا۔ اس خبر کے پہنچتے ہی قبلہ بنی ہاشم میں کہرام ٹھیک گیا، اور بنی ہاشم کی عورتوں نے مجلس عزا منعقد کی۔ نیسبت بنت عقیل بن ابی طالب نے گریہ و نوح خوانی کرتے ہوئے، اشعار پڑھے:

ترجمہ اشعار: اے حسین! کے قاتلو! تم نے حسین الصلی اللہ علیہ وسالم کی قدر و منزلت نہ جانتے ہوئے انہیں قتل کر دیا تھیں بشارت ہو عظیم عذاب اور بد بختی کی اور جان لو کہ

اہل آسمان، انبیاء مسلمین اور شہداء سب تم پر لعنت بھیج رہے ہیں، اور سلیمان بن داؤد، موسیٰ بن عمران اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام تم پر لعنت بھیج رہے ہیں۔

### اسیرانِ اہل بیت کی کوفہ سے شامِ روانگی

جب یزید کو ابن زیاد کا خط ملا اور اس کے مضمون سے آگاہ ہوا، تو اس کے جواب میں لکھا کہ حسین العلیہ السلام ان کے اصحاب کے سروں اور تمام اہل بیت کو شام بھیج دے۔ ابن زیاد نے محفر بن شبیہ عاندی کو اپنے پاس لایا، اور اس کی نگرانی میں مقدس سروں اور اسیرانِ اہل بیت کو پسرو دیا، محفر نے اسیروں کو بہمنہ سراسیر ان کفار کی طرح شامِ روانگی کیا۔

ابن لحیعہ اور دیگر ناقلين اس مقام پر بہت سی روایت نقل کرتے ہیں۔ ہم یہاں ضروری مطالب نقل کر رہے ہیں۔ ابن لحیعہ کہتا ہے۔  
میں خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا، اچانک میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو کہہ رہا تھا: خدا یا مجھے بخش دے، لیکن میں خیال نہیں کرتا کہ تو مجھے بخش دے گا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ بندہ خدا سے ڈر، اور یہ بات مت کر، کیونکہ اگر تمہارے گناہ بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اگر تم خدا سے بخشش طلب کرو تو وہ بخش دے گا، اور خداوند کریم مہربان اور بخشنے والا ہے۔

اس شخص نے کہا: میرے قریب آتا کہ میں تمہیں اپنی داستان سناؤں۔ میں اس کے قریب گیا تو وہ کہنے لگا کہ ہم پچاس آدمی تھے جو امام حسین العلیہ السلام کے سر مقدس کو شام کی طرف لے جا رہے تھے، اس دوران جب رات کی تار کی چھا جاتی تو ہم امام حسین العلیہ السلام کے سر کو صندوق میں بند کر دیتے، اور اس صندوق کے ارد گرد پیٹھ کر

شراب پینتے تھے۔ ایک رات میرے ساتھیوں نے اس قدر شراب پی کہ وہ سب مت ہو گئے لیکن، میں نے اس رات شراب نہ پی۔ جب رات کی تار کی ہر طرف چھا گئی، اور اچانک بجلی کی گرج سنائی دی، اتنے میں آسمان کی طرف سے ایک نور ظاہر ہوا، آسمان کے دروازے کھل گئے، حضرت آدم، نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور پیغمبر خاتم حضرت محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین آسمان سے زمین پر اترے ان کے ہمراہ جبریل اور ایک فرشتوں کا گروہ تھا۔

جبریل صندوق کے قریب آئے اور سر حسین (علیہ السلام) کو باہر کال کر اپنے بیٹے سے لگایا اور سر کے بو سے لینے لگے، اور آنے والے تمام انبیاء علیہم السلام نے بھی ایسا ہی کیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ حسین (علیہ السلام) پر بڑی شدت سے روئے۔ انبیاء نے تعزیت پیش کی، اور جبریل نے کہا: اے محمد! خداوند متعال نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ جو حکم بھی اپنی امت کے بارے میں آپ مجھے دیں گے میں اس کی اطاعت کروں اور اسے جاری کروں۔ اگر آپ مجھے امر فرمائیں میں ایسا زوالہ پیدا کروں کہ اس کو تہہ و بالا کر کے رکھ دوں جس طرح کہ قوم لوٹ کے ساتھ کیا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ ان کے ساتھ میرا حساب و کتاب قیامت کے دن ہوگا۔ (اس وقت فرشتوں نے ہم پچاس آدمیوں کو قتل کرنے کی خدا سے اجازت طلب کی، اور ملائکہ کا ایک گروہ ہمارے قتل کے لئے ہمارے نزدیک آیا تو میں نے کہا: الامان الامان یا رسول اللہ ﷺ۔ حضرت نے فرمایا: میری نظرؤں سے دور ہو جاؤ، خدا تجھے نہ بنجست۔

(شیخ الحمد شین لے بغداد کی کتاب تذییل میں (رقم المعرف) کہتا ہے کہ میں

نے علی بن نصر شبوکی کے حالات کے بارے میں اپنے استاذ کے ساتھ اس حدیث کے

علاوه یہ بھی واقعہ نقل کیا ہے۔ جب حسین بن علی (علیہ السلام) قتل کئے گئے اور اشقياء ان کے سرکوش شام کی طرف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے اور شراب نوشی میں مشغول ہو گئے۔ تالیاں بجانے لگے، اور اس سر مقدس کو ایک دوسرے کے ہاتھوں کی طرف اچھانے لگے، تو اچانک ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور لوہے کے قلم کے ساتھ دیوار پر لکھنے لگا۔

أَتَرْجُوْ أُمَّةً قَاتَلَتْ حُسَيْنًا  
شَفَاعَةً جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ۔

کیا وہ لوگ جنہوں نے حسین (علیہ السلام) کو قتل کیا، یہ امید رکھتے ہیں کہ بروز قیامت ان کے جدا مجدد کی شفاعت سے بہرہ مند ہوں گے، جیسے ہی اس عجیب ماجرا کو دیکھا سرکو وہیں چھوڑ کوفرار کر گئے۔

### دروازہ شام پر اہل بیت علیہم السلام کی حالت زار

راوی کہتا ہے کہ جب یہ ظالم گروہ سر مقدس حسین (علیہ السلام) اور ان کے اہل بیت تو شام کی طرف لے گیا، اور یہ شہر دمشق کے قریب پہنچ تو امام کلثوم علیہ السلام حملہ شر کے نزدیک گئیں، اور اس سے کہا۔ اگر تمہیں شہر میں ہمیں لے جانا ہے تو اس دروازے سے لے جاؤ، جہاں تماشا ہیوں کا جنوم کم ہو، اور اپنے سپاہیوں سے کہو کہ ان مقدس رسول کو محملوں سے باہر نکال کر ہم سے دور لے جائیں، کیونکہ ہم پر اتنی نگاہیں پڑیں کہ جس سے ہماری بے حد رسوائی ہوئی، جب کہ ہم اسیری کی حالت میں ہیں۔ شروعہ شخص ہے کہ جو اپنی پست فطرت ظلم و قسم میں مشور تھا۔ لیتی امام کلثوم کے جواب میں کہنے لگا۔ اے سپاہیوں! رسولوں کو نیزوں پر بلند کر کے محملوں کے درمیان لے جاؤ، اور اسی حالت میں اسیر ان اہل

بیت کو تماشائیوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے شہر دمشق کے مرکزی دروازے سے گزارو، اور شہر کی جامع مسجد کے دروازے کے سامنے قیدیوں اور سروں کو ظہرا دو۔ روایت میں ہے کہ اصحاب رسول میں سے ایک صحابی نے جب سر امام حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کو شام میں دیکھا تو وہ فوراً لوگوں کی نظروں سے چھپ گیا، اور ایک ماہ تک اپنے دستوں سے چپا رہا، ایک ماہ کے بعد جب لوگوں نے اسے دیکھا اور اس سے چھپنے کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا: کیا تم نہیں دیکھ رہے ہے کہ کتنی بڑی بدجنتی ہم پر نازل ہو گئی۔

**ترجمہ اشعار:** اے محمدؐ کے نواسے تیرے خون آ لودہ سر کو شام لا یا گیا، اور تیرے قتل سے کھلم کھلا اور جان بوجھ کر رسول خدا الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کا قتل ہوا۔ اے فرزند پیغمبر اب تھے تشنہ لب قتل کیا گیا، اور قرآن کی رعایت نہیں کی گئی، اور تیرے قتل پر نعرہ تکبیر بلند کیا گیا۔ جب کہ تیرے قتل کے ساتھ ہی تکبیر و تہلیل بھی قتل ہو گئے۔

### ضعیف العمر شامی کی واسitan

راوی کہتا ہے کہ جس وقت اہل بیت حسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام مسجد کے دروازہ پر ظہرائے گئے تھے۔ تو اس دوران ایک ضعیف العمر شخص ان کے قریب آ کر بلند آواز میں کہنے لگا۔ خدا کا شکر ہے کہ جس نے تمہیں قتل کیا، اور تمہارے مردوں کے قتل کے ذریعہ شہروں میں امن قائم ہوا اور امیر المؤمنین کو تم پر فتح دی۔

علی ابن الحسین الصلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا۔ اے شخص! کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ فرمایا: کیا تم نے قرآن کی اس آیت کو پڑھا ہے؟ ﴿قُلْ لَا أَسْتَلِكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَى﴾

اس نے جواب دیا پڑھا ہے۔ علی ابن الحسین الصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم ہی پیغمبر کے  
قرابت دار ہیں۔ کیا تم نے سورہ بنی اسرائیل میں اس آیت کو پڑھا ہے؟ ۷۹ وَ اَنِّی دَا  
الْقُرْبَیِ حَقَّةً ۸۰ اس نے جواب دیا پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہم ہی رسول کے رشته  
دار ہیں۔ کیا تم نے یہ آیت بھی پڑھی ہے؟

**﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلّهِ خُمُسَةً وَ**

**لِرَسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَیِ﴾**

اس نے جواب دیا پڑھی ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہم ہی رسول کے رشته دار  
ہیں۔ کیا تم نے یہ آیت پڑھی ہے۔

**﴿أَنَّمَا يُرِيدُ اللّهُ لِيُذَهِّبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ**

**يُطَهِّرُكُمْ تَطْهِيرًا﴾**

اس نے جواب دیا پڑھی ہے۔ علی بن الحسین الصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم ہی اہل بیت  
ہیں کہ خداوند نے ہم کو ہی آیت تطہیر کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

وہ بوڑھا آدمی ان کلمات کے سننے کے بعد خاموش ہو گیا، اور اپنی باتوں پر  
پیشیان ہوا، اور کہنے لگا: تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں یہ تاؤ کہ کیا قرآن کریم کی یہ آیات  
تمہاری شان میں ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا: مجھے خدا اور اپنے جدا امجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کی قسم کی یہ آیات ہمارے حق میں ہیں۔ بوڑھا شخص یہ سن کر رونے لگا، اور اپنا عمامہ زمین  
پر چھینک دیا، اور سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہنے لگا۔ کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی۔ تو  
حضرت نے فرمایا: ہاں اگر تو توبہ کرے تو خداوند قبول کر لے گا۔ اور تو ہمارے ساتھ ہو گا  
اس نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں۔

جیسے ہی اس بوڑھے شخص کے واقعہ کی خبر یزید کو ملی تو اس نے اسے قتل کرادیا۔

## در بار یزید میں اہل بیت کا داخلہ

اس کے بعد اہل حرم اور امام سجاد علیہ السلام کو ایسی حالت میں دربار میں لاایا گیا کہ ان کے ہاتھ ایک رسی سے بند ہے ہوئے تھے۔ جب یزید کے سامنے اس حالت میں کھڑے ہوئے تو امام علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا:

**﴿أَنْشِدُكَ اللَّهُ يَا يَزِيدُ مَا ظَنَكَ بِرَسُولِ اللَّهِ لَوْرَانًا﴾**

**علیٰ هذہ الصِّفۃ﴾**

اے یزید اجھے خدا کی قسم، تو رسول خدا علیہ السلام کے بارے میں کیا خیال رکھتا ہے اگر وہ ہمیں اس حالت میں دیکھیں؟ یزید نے حکم دیا کہ رسی کو کھولا جائے۔ اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کے مقدس سر کو اس کے سامنے رکھا گیا۔ اور خواتین کو اس کے پشت کی طرف بھایا گیا تاکہ وہ سر امام حسین علیہ السلام کو نہ دیکھ سکیں، لیکن علی بن حسین علیہ السلام نے دیکھ لیا۔

جیسے ہی جناب نہب ملک اللہ علیہ السلام کی نگاہ امام حسین علیہ السلام کے کٹے ہوئے سر پر پڑی توپی بی نے منہ پیٹنا شروع کر دیا، اور ایسی دردناک آواز کے ساتھ روئیں جس نے دلوں کو تڑپا دیا، فرمایا:

**﴿يَا حُسَيْنَاهُ يَا حَبِيبَ رَسُولِ اللَّهِ يَا بْنَ مَكَّةَ وَ مِنْيَ يَابْنَ فَاطِمَةَ**

**الرَّهْرَاءُ سَيِّدَ السَّاءِ يَابْنَ بُنْتِ الْمُضْطَفِي﴾**

راوی کہتا ہے کہ جناب نہب ملک اللہ علیہ السلام نے تمام مجلس میں موجود درباریوں کو روکا دیا، اور یزید لعنت اللہ علیہ خاموش ہو گیا۔

اسی اثناء میں یزید کے گھر میں موجود بنی ہاشم کی ایک خاتون نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ و نالہ شروع کر دیا، اور بلند آواز سے کہنے لگی: **﴿يَا حَبِيبَنَاهُ يَا سَيِّدَ**

اہل بیتہ اہل سبّن مُحَمَّدًاہ یا رَبِيعُ الْأَرَامِلَ وَ الْيَتَامَی یا قَتِیْلَ اُولَادِ  
الْأَدْعِیَاءِ جس کسی نے بھی اس آواز کو سناء، روئے۔

اس کے بعد یزید نے خیزان کی چھڑی طلب کی، اور امام حسین علیہ السلام کے  
مقدس لبوں اور دانتوں پر مارے۔ ابو بزرگہ الشافعی (صحابی رسول) اس کی طرف دیکھ کر  
کہنے لگا: وائے ہو تم پر اے یزید! کیا تو حسین علیہ السلام فرزند فاطمہؑ کے دانتوں پر چھڑی مار رہا  
ہے؟ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسول خدا علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ  
حسین علیہ السلام اور ان کے بھائی حسنؑ کے لبوں کا بوسہ لیتے تھے۔ اور ان کی زبان کو چوتے  
تھے، اور فرماتے تھے کہ ﴿أَتَتُّمَا سَيِّدَا شَابِ أَهْلِ الْجَحَّةِ﴾ تم دونوں جنت کے  
جو انوں کے سردار ہو، اور خدا قتل کرے، اور لعنت کرے تمہارے قاتلوں پر اور ان کے  
لئے انتقام جہنم قرار دے۔

یزید اس بات سے غضنا ک ہوا، اور حکم دیا کہ اسے دربار سے باہر لے جاؤ۔

اس کے بعد یزید نے ابن زبیری کے یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔

لَيَتَ أَشِيَّخِي بِبَدْرِ شَهِدُوا	جَرَعَ الْخَرْجَ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلْ
لَا هَلُوا وَاسْتَهَلُوا فَرَحَا	ثُمَّ قَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تَشَدُّ
لَعِبَتْ هَاشِمُ بِالْمُلْكِ فَلَا	وَعَدَلَنَاهُ بِبَدْرٍ فَاعْتَدَلْ
لَسْتُ مِنْ خَنْدِيفٍ إِنْ لَمْ آتِقُمْ	خَبَرُ جَاءَ وَلَا وَحْيٌ نَزَلْ
	مِنْ بَنْيِ أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ

### شعر کا ترجمہ:-

اے کاش میرے وہ بزرگان جو جنگ بر میں قتل کئے گئے آج زندہ  
ہوتے اور دیکھتے کہ طائفہ خزرج کس طرح ہماری تکواروں کے سامنے<sup>۱</sup>  
ٹکست کھاچکے ہیں، اور رور ہے ہیں، اور اس منظر کے دیکھنے سے وہ  
خوشیوں کے شادیا نے بجا تے اور کہتے: اے یزید اسلامت رہو۔  
ہم نے بنی ہاشم کے بزرگوں کو قتل کیا اور جنگ بر کا ان سے بدله لیا۔  
میں خندف کی اولاد سے نبیں ہوں اگر میں بنی ہاشم سے ان کے کینے کا  
بدله نہ لوں۔

### خطبہ جناب نبی نب ملک اللہ علیہ

اس اثناء میں جناب نبی نب ملک اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں، اور یہ  
خطبہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ:- بنی بی نے خدا کی حمد و شنا اور رسول خدا ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے بعد  
اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّيْنِ أَسَاءٌ وَالسُّوَآءِ إِنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ  
وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهِزُونَ﴾

وہ لوگ جنہوں نے برسے اعمال کے ان کا انجام براہواں لئے کہ انہوں نے  
آیات خدا کو جھٹالیا اور اس کا تمثیر اڑایا۔

﴿أَظْنَنتِ يَا يَزِيدَ حِيثُ أَخْذَتِ عَلَيْنَا أَقْطَارَ الْأَرْضِ وَأَفَاقَ  
السَّمَاءَ فَاصْبَحَنَا سَاقَ كَمَا تَسَاقُ الْأَسَارِ﴾

اے یزید! کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ تو نے ہم پر زمین و آسمان نگ کر دیا ہے، اور ہمیں قیدیوں کی طرح شہربہ شہربہ پھرا رہا ہے۔ اور ہم خدا کے نزدیک ذلیل و خوار ہو گئے ہیں، اور تیری عظمت و بزرگی میں اضافہ ہوا ہے، اور تیرے اعمال عظمت پر دلالت کرتے ہیں؟ اور تو اس بات پر خوشحال ہے اور فخر کر رہا ہے کہ تیری دنیا آباد ہو گئی اور تیرا کام تیری نشانے کے مطابق ہوا ہے، اور شہنشاہیت پر تیری مہر لگ گئی ہے۔

تو فکر و تأمل کر! کیا تو خدا کے اس کلام کو بھول گیا ہے؟ ﴿وَلَا يَخْسِبُنَ  
الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ اور یہ خیال نہ کریں وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا کہ یہ چند روز کی مہلت ان کے لئے سعادت و خوش بختی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے، انہیں مہلت ہم نے اس لئے دی ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر اضافہ کریں، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

﴿أَمَنَ الْعَدْلُ يَا بَنَ الظَّلَفَاءَ تَحْذِيرُكَ حِرَائِكَ وَإِمَائِكَ وَ  
سُوقَكَ بِنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ سَبَّا يَا قَدْهَتْكَ سَتُورَهُنَّ وَأَبْدِيَتَ

وجوهُهنَّ تَحْدُو بِهِنَ الْأَعْدَاءَ مِنْ بَلْدِ الْأَيْ بَلْد﴾

کیا یہی انصاف ہے اے آزاد کردہ غلاموں کی اولاد! کہ تو اپنی کنیزوں کو تو پرده میں بھائے، اور پیغمبر کی بنیوں کو بے مقصد و چادر نگے سر و صورت دشمنوں کے ہمراہ شہربہ شہربہ رائے اور ہر مقام کے باشدے، اور دور و نزدیک، پست و شریف لوگ ان کا تماشا دیکھیں جب کہ ان کے مردوں اور حامیوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا!؟

ہاں! ان لوگوں سے کیسے رحم و مہربانی کی امید کی جاسکتی ہے کہ جنہوں نے متقی و پرہیز گار لوگوں کے جگہ کو منہ میں چبایا ہو، اور ان کی پروش شہداء کے خون سے ہوئی ہو، اور وہ ہماری دشمنی میں کیسے کوتا ہی کر سکتے ہیں۔ جن کے دلوں میں ہمارے خلاف دشمنی و حسد بھرا ہوا ہے، اور ابھی تم اس طرح تکبیر و غور میں مست ہو کہ گویا تم اپنے گناہ کی طرف

متوجہ ہی نہیں یا تم نے کوئی گناہ ہی انجام نہیں دیا۔ اور ابا عبد اللہ سید جوانان اہل بہشت کے مقدس دانتوں پر چھڑی مار رہا ہے اور یہ اشعار کہہ رہا ہے:

لاہلو و استہلو افرحا      ثم قالوا يَا يَزِيدْ لَا تُشَلْ  
 تو یہ ایسی باتیں کیوں نہ کہے اور تو ایسے اشعار کیوں نہ پڑھے جب کہ تیرے  
 ہاتھ او لا در رسول کے خون سے رنگیں ہیں، اور عبدالمطلب کے نور نظر، زمین کے درختان  
 ستارے تیرے ہاتھوں خاموش ہو گئے۔ تو نے اپنے اس اقدام سے اپنی ہلاکت کا سامان  
 مہیا کیا ہے، اور اب تو اپنے قبیلہ کے گزشتہ بزرگوں کو پکار رہا ہے، اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ  
 تیری باتیں سن رہے ہیں، لیکن جلد ہی تو بھی ان کے ساتھ ملحق ہو جائے گا، اور اس جگہ تو  
 آزو کرے گا اے کاش میرے ہاتھ خشک ہو جاتے، اور میری زبان گلگ ہو جاتی، اور وہ  
 کہتا ہو کچھ میں نے کہا ہے، اور نہ کرتا جو کچھ میں نے کیا (یہاں پر جناب نہب ملک اللہ  
 حصلہ نے دعا کی اور کہا۔)

اے خداوند قادر و توانا! جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ان سے ہمارا انتقام لے، اور  
 انہیں دردناک آگ میں جلا۔

اے یزید! تو نے اپنے اس اقدام سے کسی کو زخمی نہیں کیا، بلکہ اپنے آپ کو زخمی  
 کیا اور کسی کے گوشت کے لکڑے نہیں کئے، بلکہ اپنے لکڑے کئے ہیں، اور زیادہ دری تک  
 نہیں گزرے گی کہ بارگاہ و مسجدِ علیہ السلام میں اس حال میں حاضر کیا جائے گا۔ کہ ان کی اولاد کا  
 خون اور اس کے اہل بیت کی ہٹک حرمت کا عظیم گناہ تیری گردان پر ہو گا، اور اس روز  
 خداوند تعالیٰ ان کے بکھیرے ہوئے جسموں کو ایک مقام پر جمع کرے گا، اور ان کا بدلہ تجھے  
 سے لے گا۔

﴿وَلَا تَحْسِنَ الَّذِينَ قُتَلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَالًا بَلْ

أَحْيَاهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ ۔

راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو ہرگز مردہ تصور نہ کرتا۔ وہ زندہ ہیں اور اپنے خدا کے پاس رزق پار ہے ہیں۔

تمہارے لئے بھی کافی ہے کہ اس روز لعنت خداوند حاکم ہو، حضرت محمد ﷺ تمہارے خلاف مقدمہ دائر کریں، اور جریلؑ ان کی پشت پناہی کرے، اور جلد ہی ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنہوں نے تمہیں اس مند پر بھایا، اور مسلمانوں کی گردنوں پر سوار کیا۔ کتنا بر انجام ہے ظالموں کے لئے جو انہوں نے اختیار کیا ہے اور عنقریب جان لو گے کہ کون بدجنت اور کس کا انجام بُرا ہو گا۔

اگر چہ زمانے کے انقلاب نے مجھے تم پر گفتگو کرنے پر مجبور کر دیا ہے، لیکن میں تیری قدر و مقام کو کچھ بھی نہیں سمجھتی اور تیری سرزنش کرنا عظیم جانتی ہوں، اور تیری سرزنش کرنا تاپسند کرتی ہوں، لیکن ہماری آنکھوں سے اٹک بہہ رہے ہیں، اور ہمارے سینے غم و اندوہ کی آگ سے جل رہے ہیں۔

آہ! یہ امر کس قدر عجیب ہے کہ خدا کا گروہ شیطان کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔

ہمارا خون ان ہاتھوں سے گرفتہ ہے اور ہمارا گوشت ان کے منہ میں چبایا جا رہا ہے، اور وہ طیب و طاہر جسم زمین پر پڑے ہوئے جنگل کے بھیڑیے باری باری ان کی زیارت کے لئے آ رہے ہیں، اور جنگل کے درندے ان کی پاک خاک پر اپنی جین رگڑ رہے ہیں۔

اے یزید! تو جو آج ہم پر اپنے غلبہ کو غنیمت کیجھ رہا ہے، عنقریب تھے سے اس کا بدلہ لیا جائے گا، اور تیرے پاس کچھ نہیں ہو گا۔ مگر وہ کہ جو تو اپنے لئے بھیج چکا ہے۔

خداوند کریم اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ ہم اس کی بارگاہ میں اپنی شکایت کریں گے، اور وہی ہماری پناہ گاہ ہے، اور تو اے یزید! اپنے کام میں مشغول رہ اور اپنا سکرو فریب کام میں لاتا رہ، اور کوشش کرتا رہ، لیکن خدا کی قسم تو ہمارے نام کو مٹا نہیں سکتا اور ہماری وجی کو خاموش نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے مشن کو ختم نہیں کر سکتا، اور نہ اپنے دامن سے اس نگنگ و عار کے داغ کو دھو سکتا ہے، کیونکہ تیری عقل مریض ہے، اور تیری زندگی کے دن تھوڑے ہیں، اور اس دن تیرا یہ اجتماع بکھرا ہوا ہو گا جس دن منادی ندادے گا: ﴿أَلَا لَغْةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾۔

خدا کا شکر کہ جس نے ہماری ابتداء سعادت و مغفرت کے ساتھ اور ہماری انتہاء شہادت و رحمت پر مکمل کی۔

اور ہم خداوند کریم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے شہداء پر اپنی نعمت کی تکمیل فرمائے اور ان کے احرار و ثواب میں اضافہ فرمائے، اور ہمیں اپنے نیک جانشینوں کے ساتھ باقی رکھے، کیونکہ وہ خداوند بخشش والا اور مہربان ہے۔ ﴿وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنَعَمُ الْوَكِيلُ﴾۔

خطبہ سننے کے بعد یزید نے یہ شعر پڑھا:

يَا صَاحَةَ تَحْمَدُ مِنْ صَوَاعِحٍ      مَا أَهْوَنُ الْمَوْتُ عَلَى النَّوَاحِ  
گری کرنے والوں کی فریاد کبھی پسندیدہ ہوتی ہے اور ایسی مصیبت زدہ عورتوں پر موت بہت آسان ہوتی ہے۔ اس کے بعد یزید نے اپنے درباریوں سے مشورہ کیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ انہوں نے اہل بیتؑ کے قتل کا مشورہ دیا، لیکن نعمان بن بشیر نے کہا: کچھ تامل کرو! اگر تیری جگہ رسول خدا ﷺ ہوتے تو وہ قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے؟ تم بھی اسی کی طرح سلوک کرو۔

## دربارِ یزید میں ایک شامی شخص کی داستان

اسی اثناء میں ایک شامی نے جناب فاطمہ بنت الحسینؑ کی طرف دیکھ کر یزید سے کہا: «یا امیر المؤمنین هب لی هذه الجارية» یہ کنیر مجھے بخش دو۔ جناب فاطمہ نے اپنی پھوپھی سے کہا: پھوپھی جان! میں پہلے تین ہوئی ہوں اور اب مجھے کنیری کے لئے دینا چاہتے ہیں۔ جناب نسب ملک اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، ہرگز یہ فاسق ایسا نہیں کر سکتا۔ اس مرد شامی نے یزید سے پوچھا کہ یہ پچی کون ہے؟ یزید نے جواب دیا کہ فاطمہ بنت حسینؑ ہے اور وہ نسب بنت علی بن ابی طالب ہے۔

شامی نے کہا: اے یزید! خدا کی تجوہ پر لعنت ہو، ہم نے تو خیال کیا تھا کہ یہ اسیر ان روم ہیں۔ یزید نے کہا: خدا کی قسم میں تجھے بھی ان کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ پھر اسے یزید کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ یزید نے ایک خطیب کو طلب کر کے اسے حکم دیا کہ وہ منبر پر جا کر حسینؑ اور اس کے باپ کو برآ بھلا کہے۔ چنانچہ خطیب منبر پر گیا اور اس نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ اور امام حسینؑ شہید کربلا کی بہت مذمت کی، اور یزید اور اس کے باپ معاویہ کی مبالغہ آمیز تعریف کی۔

جناب علی بن الحسینؑ نے فریاد کرتے ہوئے کہا:

﴿وَيُلَكَ أَيُّهَا الْخَاطِبُ إِشْتَرِيتَ مَرَضَاتِ الْمَخْلُوقِ بِسَخْطِ الْعَالِقِ﴾

وائے ہو تم پر اے خطیب! تو نے مخلوق کی خوشنودی کو پروردگار کی ناراضگی کے بر لے خرید لیا۔ یہیں تو جہنم میں اپنی جگہ ملاش کر۔

ابن سنان خفاجی نے حضرت امیر المؤمنین اللہ علیہ السلام کی شان میں کس قدر خوب شعر

کہا ہے:

**أَعْلَى الْمَنَابِرِ تُعْلِنُونَ بِسَبِّهِ وَبِسَيْفِهِ نُصِبَتْ لِكُمْ أَعْوَادُهَا**  
منبروں پر بیٹھ کر امیر المؤمنین اللہ علیہ السلام پر علامیہ لعنت کرتے ہو جب کہ یہ ان  
منبروں کی لکڑیاں اس کی توار کے طفیل تمہیں مسراً نہیں۔

اسی روز زیادہ نے علی بن الحسین اللہ علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ تمہاری تین حاجات کو  
پورا کروں گا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اہل بیت کو ایسی جگہ لے جایا جائے جہاں گرمی اور  
سردی سے محفوظ نہ رہ سکیں، چنانچہ انہیں ایسے ہی مقام پر پھرہایا گیا کہ ان کی پاکیزہ صورتیں  
زخموں سے پچھت گئیں، جب تک اہل بیت دمشق میں قید رہے انہوں نے عزاداری امام  
حسین اللہ علیہ السلام کو جاری رکھا۔

### جناب سکینہؑ کا خواب

جناب سکینہؑ اللہ علیہ السلام فرماتی ہیں: جب دمشق میں ہمیں چاروں گزر گئے تو  
میں نے ایک خواب دیکھا۔ بیتبی نے ایک خواب طولانی نقل فرمایا اور اس کے آخر میں  
ہیان فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک خاتون ایک خیمه میں بیٹھی ہے جس کے دونوں ہاتھ سر  
پر ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ یہ بی بی کون ہیں؟ تو کہنے والے نے کہا کہ یہ فاطمہ بنت محمدؐ  
ہیں تھہاری دادی ہیں۔ میں نے کہا: خدا کی قسم میں ان کے پاس جاؤں گی اور جو مظالم ہم  
پڑھائے گئے ہیں انہیں بیان کروں گی۔ اس کے بعد میں جلدی سے ان کے پاس گئی اور  
ان کے سامنے کھڑی ہوئی اور دو کمر کہنے لگی۔

اے مادر گرامی! اخدا کی قسم، ہمارے حق سے انکار کیا گیا، ہمارے کنبے کو جدا کیا

گیا، ہمارے حرم میں داخل ہونا مباح سمجھا گیا۔ اے نادر گرامی! خدا کی قسم، ہمارے بابا حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کو قتل کر دیا گیا۔

﴿فَقَالَتْ لِيْ كُفَّيْ صَوْتِكِ يَا سُكْنِيَّةَ فَقَدْ قَطَعْتِ نِيَاطَ قَلْبِيْ﴾  
 انہوں نے فرمایا: میری پیاری بیٹی اس سے زیادہ کچھ نہ کہو! تمہاری باتوں نے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ یہ تمہارے بابا حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کی قیص میرے پاس ہے یہ ہمیشہ میرے پاس رہے گی، یہاں تک کہ اس قیص کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گی۔ ابن الحییع نے ابوالاسود محمد بن عبد الرحمن سے روایت نقل کی ہے: راس الجاالت نے مجھے دیکھا اور کہا: خدا کی قسم میرے اور حضرت داؤد الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کے درمیان ستر (۰۷) اجداد کا فاصلہ ہے۔ یہودی جب بھی مجھے دیکھتے ہیں میری بہت تعظیم کرتے ہیں، لیکن باوجود اس کے کہ تمہارے غیر ملکی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی اولاد کے درمیان فقط ایک باپ کا فاصلہ ہے تم نے اس کی اولاد کو قتل کر دیا۔

### بادشاہ روم کے سفیر کی داستان

حضرت امام زین العابدین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم سے روایت کی گئی ہے کہ جب امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کے سر اقدس کو یزید کے پاس لایا گیا، تو وہ جشن کی محفل منعقد کیا کرتا، اور سر امام حسین الصلی اللہ علیہ و آله و سلم کو اپنے سامنے رکھتا تھا۔ ایک دن روم کے بادشاہ کا سفیر جو کہ اشراف روم میں سے تھا مجلس یزید میں آیا، اور یزید سے پوچھنے لگا: اے عرب کے بادشاہ! یہ کس کے سر ہے؟ یزید نے جواب دیا: تجھے اس سر سے کیا کام؟ اس نے کہا: جب میں بادشاہ کے پاس کی واپسی چاکوں گا جو کچھ میں نے یہاں دیکھا ہے اس کے بارے میں وہ پوچھنے گا، اور یہ کتنا اچھا ہو گا کہ میں اس سر اور اس کے وارث کے بارے میں بیان کروں تاکہ وہ تمہاری

خوشیوں میں شریک ہو۔ یزید نے جواب دیا۔ یہ سر حسین ابن علی ابن ابی طالب (اللطفی) کا ہے۔ روی پوچھنے لگا: اس کی ماں کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: فاطمہ بنت محمد۔ نصرانی نے کہا: وائے ہوتم پر اور تمہارے دین پر۔ میرا دین تمہارے دین سے بہتر ہے، کیونکہ میرا باب حضرت داؤد کی نسل سے ہے۔ میرے اور ان کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔ پھر بھی تمام نصرانی میری تعظیم کرتے ہیں، اور میرے پاؤں کی خاک کو تبرک کے طور پر اٹھاتے ہیں، جبکہ حسین اور تمہارے پیغمبر کے درمیان صرف ایک ماں کا فاصلہ ہے۔ تم کیسا دین رکھتے ہو؟ اس کے بعد یزید سے کہنے لگا کہ کیا تو نے گرجا حافر کی داستان سنی ہے۔ اس نے کہا: بیان کرو کہ سنوں۔ اس عیسائی نے کہا۔

عمان اور چین کے درمیان ایک دریا ہے کہ جس کو عبور کرتے ہوئے ایک سال لگتا ہے۔ اس دریا کے درمیان کوئی آبادی نہیں سوانے ایک شہر کے جو دریا کے درمیان ہے، جس کی لمبائی اور چوڑائی اسی (۸۰) فرغخ ہے۔ (متترجم، ایک فرغخ تین میل ہے) کرۂ زمین پر اس سے بڑا کوئی شہر نہیں۔ اس شہر سے یاقوت اور کافور دوسرے ممالک کو بھیجا جاتا ہے، اور اس کے درخت خود و غیرہ کے ہیں۔

یہ شہر عیسائیوں کے قبضہ میں ہے، اس کا ہر بادشاہ عیسائی ہوتا ہے، اور اس شہر میں بہت سارے گرجا گھر ہیں، اور ان میں سے سب سے بڑا گرجا گھر حافر ہے، اور اس کے محراب میں سونے کا ایک برتن ہے کہ جس میں ایک سُم ہے مشہور ہے کہ اس گدھے کا سُم ہے جس پر حضرت عیسیٰ سوار ہوتے تھے، اور اس برتن کو ریشمی کپڑوں کے ساتھ لپینا گیا ہر سال عیسائی کثیر تعداد میں دور دراز سے اس گرجا گھر کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور اس برتن کے گرد طواف کرتے ہیں۔

اس کا بوسہ لیتے ہیں۔ اس جگہ پر خدا سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ یہی

ان کا عقیدہ ہے اور یہی ان کا عمل۔ اس سم کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ اس گھٹے کا سُم ہے کہ جس پران کے پیغمبر حضرت عیسیٰ سورا ہوا کرتے تھے، لیکن تم نے اپنے پیغمبر کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ ﴿لَا يَأْرِكَ اللَّهُ فِيْكُمْ وَلَا فِيْ دِينِكُمْ﴾

بیزید نے حکم دیا کہ اس عیسائی کو قتل کر دو اس نے مجھے میری اپنی مملکت میں رسوایا ہے۔ عیسائی جب اپنے قتل ہونے سے باخبر ہوا، تو بیزید سے کہا: کیا تو مجھے قتل کر دے کا؟ تو اس نے کہا: ہاں، تو عیسائی نے کہا کہ تو جان لے کہ کل رات میں نے تیرے پیغمبر کو خواب میں دیکھا، وہ مجھے فرمائے تھے کہ اے عیسائی تو اہل بہشت سے ہے۔ میں نے اس بشارت پر تعجب کیا اب میں کلمہ شہادتیں پڑھتا ہوں۔

﴿أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ﴾

اس کے بعد امام حسین العلیہ السلام کے مقدس سر کو اٹھایا اپنے بیٹے سے لکایا، اور اس کے بوئے لیتے ہوئے روتارہا، یہاں تک کہ اس کو قتل کرو یا گیا۔

### حدیث منحال

راوی کہتا ہے کہ ایک دن امام زین العابدین العلیہ السلام قید خانے سے باہر تشریف لائے، اور دمشق کے بازار میں جا رہے تھے۔ منہال بن عمران ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگے: ﴿كَيْفَ أَمْسَيْتُ يَاهُنَ رَسُولَ اللَّهِ؟﴾ اے فرزند رسول خدا آپ نے شام کیسی گزاری؟ تو آپ نے فرمایا:

﴿أَمْسَيْنَا كَمْثَلَ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي آلِ فِرْعَوْنِ﴾

ہم نے اس طرح شام کی جس طرح بن اسرائیل قوم فرعون کے درمیان گزارتے تھے کہ ان کے بیٹوں کو قتل کرتے تھے، اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اے

منحال! عرب لوگ عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد عرب تھے اور قریش، تمام عربوں پر افتخار کرتے ہیں کہ محمد ہمارے قبیلے سے تھے، اور ہم ان کے اہل بیت ہیں، لیکن ہمارے حق کو غصب کیا گیا، اور ہمیں قتل کیا گیا اور ہمیں در بذریگا گیا۔

**(فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مِمَّا أَمْسَيْنَا فِيهِ يَا مِنْهَا!**)

اور کتنا اچھا شعر محیار نے کہا ہے:

**يَعْظَمُونَ لَهُ أَعْوَادٌ مِنْبَرٌ وَ تَحْتَ أَرْجُلِهِمْ أُولَادٌ وَ ضَعُوا**

**بِأَيِّ حُكْمٍ بُنُودٌ يَبْعُونَكُمْ وَ فَخْرٌ كُمْ أَنْكُمْ صَاحِبُ لَهُ تَبَعُ**

رسول خدا ﷺ کی خاطر آپ کے منبر کی لکڑیوں کا احترام کرتے ہیں، لیکن ان کے بیٹوں کو اپنے پاؤں تلنے روندتے ہیں۔ کون سے قانون کے مطابق پنیغمبر کے بیٹے تمہارے تابع ہو جائیں، جبکہ تمہارا افتخار اس بات میں ہے کہ تم ان کے پیر و کار ہو۔

ایک دن یزید نے علی بن حسین رض اور عمرو بن احسن کو طلب کیا، عمرو اس وقت گیارہ سال کا بچہ تھا۔ یزید نے اس سے کہا: کیا تو میرے بیٹے خالد سے کشتی لڑے گا۔ عمرو نے کہا: نہیں، لیکن ایک چاقو مجھے دے دو اور ایک چاقو سے دے دو۔ ہم دونوں آپس میں جنگ لڑیں گے۔ یزید نے کہا:

**شِسْتِشَةَ أَعْرَفُهَا مِنْ أَحَرَّمٍ هَلْ تَلِدُ الْحَيَّةَ إِلَّا الْحَيَّةَ**

اس کے بعد یزید نے علی بن احسین رض سے کہا: وہ تین حاجات جن کو پورا

کرنے کا میں نے وعدہ کیا ہے طلب کرو حضرت نے فرمایا:

پہلی حاجت یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار کے سر مقدس کو مجھے دے دوتا کہ میں

اس صورت نمازیں کی زیارت کروں۔

دوسری حاجت یہ ہے کہ جو ہمارے مال و اسباب لوٹے گئے ہیں وہ ہمیں

واپس کئے جائیں۔

تیسری حاجت یہ ہے کہ اگر تو نے میرے قتل کا مضموم ارادہ کر لیا ہے تو کسی امین شخص کو مقرر کرتا کہ وہ ان مستورات کو مدینہ تک پہنچائے۔

یزید نے جواب دیا۔ تم اپنے باپ کے سرکی زیارت بھی نہ کر سکو گے، اور میں نے تم کو معاف کر دیا اور تمہارے قتل سے گریز کیا اور ان عورتوں کو تمہارے سوا کوئی دوسرا مدینہ واپس نہیں لے جائے گا، اور وہ اموال جو تم سے چھینے گئے ہیں۔ ان کے بد لئے گناہ زیادہ قیمت ادا کر دوں گا۔

امام زین العابدین اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمیں تمہارے مال کی ضرورت نہیں۔ اسے رہنے دوتا کہ تمہارے مال میں کمی نہ آجائے، لیکن ہم اپنے لوٹے ہوئے مال کو واپس لینا چاہتے ہیں، کیونکہ اس میں میری دادی فاطمہ بنت محمدؐ کے ہاتھوں سے بنے ہوئے لباس، مقعہ، چادر اور قبص ہیں۔ یزید کے حکم کے مطابق ان چیزوں کو واپس کیا گیا، اور دو سو دینار اس مال سے مزید امام زین العابدین اللہ علیہ السلام کو دیا۔ حضرت سجاد اللہ علیہ السلام نے دوسو دینار لے کر فقراء میں تقسیم کر دیئے اور اس کے بعد یزید نے حکم صادر کیا کہ خاندانِ حسینؑ کے اسیروں کو ان کے وطن مدینہ واپس پہنچایا جائے۔

لیکن امام حسین اللہ علیہ السلام کے سر مقدس کے بارے میں روایت ہے کہ اس کو کربلا بھیجا گیا اور ان کے بدن شریف کے ساتھ دفن کیا گیا، اور علماء امامیہ کے نزد یہ کہ بھی ایسا ہی ہے۔ اس روایت کے علاوہ بہت سی روایات ہماری اس روایت کے مطابق نقل ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ اختلاف بھی موجود ہے، لیکن ہم اسے نقل نہیں کرتے، کیونکہ ہماری غرض اس کتاب کو مختصر لکھنا ہے۔

## اہل بیت کا کر بلا میں وروو

راوی کہتا ہے: جب امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت شام سے عراق کی طرف آئے تو انہوں نے قافلے کے راہنماء سے کہا کہ ہمیں کر بلا کی طرف سے لے چلو۔ جب سر زمین کر بلا پر پہنچے تو ان کی ملاقات جابر بن عبد اللہ انصاری اور چند افراد بنی ہاشم سے ہوئی، جو مدینہ سے قبل امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ عب گریہ دکا کرنے لگے، اور منہ پر طماقچے مارنے لگے۔ ﴿وَأَقَامُوا الْمَائِمَةَ الْمُقْرَّحَةَ لِلْأَكْنَادِ﴾ اس طرح عزاداری کی کہ جو دلوں اور جگہ کو محروم کرنے والی تھی۔

عرب عورتوں کی ایک جماعت کر بلا میں موجود تھی وہ چند روز اسی طرح عزاداری کرتی رہیں۔ ابی حباب کلبی سے روایت کی گئی ہے کہ گچ کاروں کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ ہم رات کو مقام حبایہ پر جاتے تھے، اور اپنے کانوں سے امام حسین علیہ السلام پر جنوں کے رونے کی آوازیں اور ان کے نوٹے سنتے تھے، اور وہ کہتے تھے۔

مَسَاجِدُ الرَّسُولِ جَيْنَةٌ

فَلَهُ بَرِيقٌ فِي الْخُدُودِ

أَبُواهُ مِنْ أَعْلَى قُرَيْشٍ

وَجَدَهُ خَيْرُ الْجَذُودِ

اہل بیت مدینہ کے قریب

کر بلا کے بعد مدینہ کی طرف چل پڑے۔ بشیر بن جذلم کہتا ہے: جب مدینہ کے نزدیک پہنچے، علی بن الحسین علیہ السلام سواری سے اترے اور خیمے نصب کئے، اور مستورات کو بھی اتارا، اور فرمایا: اے بشیر! خدا مغفرت فرمائے تیرے باب پر جو بڑے

شاعر تھے۔ آیا تو بھی شعر پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بیشتر کہتا ہے: میں گھوڑے پر سوار ہوا اور جلدی سے مدینہ میں پہنچا۔ جب مسجد رسول خدا ﷺ کے دروازے پر پہنچا تو بلند آواز سے گریہ کرنے لگا، اور یہ اشعار انشاء کئے۔

يَا أَهْلَ يَثُوبَ لَا مُقَامَ لِكُمْ بِهَا      قُتْلَ الْحُسَيْنُ فَادْمُعِي مَدْرَارُ  
الْجِسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ مُضَرْجٌ      وَ الرَّأْسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاءِ يُدَارُ  
اے مدینہ والواب مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہ گیا، کیونکہ حسین ﷺ قتل ہو  
چکے، اور ان کی شہادت کی وجہ سے میری آنکھوں کے آنسو باش کی طرح بہرہ ہے ہیں۔  
حسین ﷺ کا جسد اطہر سرز میں کربلا پر خاک و خون میں غلطان ہوا اور آپ کا سر اقدس  
نیزہ پر شہروں میں پھرایا گیا۔

اس کے بعد میں نے کہا: اے اہل مدینہ! اس وقت علی ابن الحسین ﷺ اپنی  
چھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ تمہارے نزدیک آئے ہیں، اور تمہارے شہر کی دیواروں  
کے پیچے تشریف فرمائیں۔ میں ان کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمہیں ان کی منزل دکھاسکوں۔  
اس بات کو سنتے ہی مدینہ کی تمام پرودہ دار عورتیں نگلے سر باہر نکل آئیں اور فریاد  
کرنے لگیں۔ اس دن سے پہلے بھی بھی ایسا گریہ نہیں دیکھا گیا۔ مسلمانوں پر اس دن  
سے سخت تر کون ساداں ہو گا؟ میں نے سنا کہ ایک عورت امام حسین ﷺ پر گریہ کر رہی تھی  
وہ کہہ رہی تھی:

ترجمہ: خبر دینے والے نے مجھے اپنے آقا مولا کی شہادت سے آگاہ کیا۔  
اس خبر نے میرے دل کو مجرور کر دیا۔ مجھے مریض کر دیا۔ پس تم اے میری آنکھوں  
بکثرت گریہ وزاری کرو، اور انکھوں کے بعد اٹک بہاؤ۔ اس شخص کے لئے کہ جس کی  
 مضیقت نے عرش خدا پر اٹکیا اور اسے ہلا دیا، اور اس کی شہادت سے بزرگی و دیانت

کے اعضاء و جوارح کٹ گئے۔ گریہ کرو اولاً رسول خدا اور اولاً علی بن ابی طالب پر اگرچہ وہ دلن سے دور ہو گئے۔

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد کہا اے خبر لانے والے شخص اتنے ہمارے غم کو شہادت حسین صلی اللہ علیہ وسلم سے تازہ کر دیا۔ ابھی ہمارے دل کے زخمیں کوششناہیں ملی تھیں کہ تو نے دوبارہ زخمی کر دیا۔ تم کون ہو؟

میں نے کہا میں بشیر بن جذلم ہوں کہ میرے آقا و مولا علی بن حسین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے۔ حضرت اہل حرم کے ساتھ فلاں مقام پر اُترے ہیں۔

بشیر نے کہا اہل مدینہ مجھے وہاں چھوڑ کر بہت جلدی سے مدینہ سے باہر نکل گئے۔ میں نے گھوڑے کو دوڑایا، اور اپنے آپ کو ان تک پہنچایا، اور میں نے دیکھا کہ کثرت ہجوم سے راستہ بند ہو گیا اور جگہ خالی نہیں چھوڑی، اور میں گھوڑے سے اتراء، اور بمشکل نیمیں کے قریب پہنچا۔

علی بن حسین صلی اللہ علیہ وسلم نیچے کے اندر تھے۔ چند لمحوں کے بعد نیچے سے باہر آئے۔ ان کے ہاتھ میں رومال تھا جس کے ذریعہ آنکھوں سے آنسو صاف کر رہے تھے، اور حضرت کے پیچے ان کا خادم تھا۔ وہ کری لے آیا اور اسے زمین پر رکھا۔ امام زین العابدین صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھے، لیکن ان کی آنکھیں مسلسل اشکبار تھیں، اور رونے کی آوازیں ایک طرف سے آرہی تھیں۔ مستورات اور کنیزوں کے نوٹے بلند تھے، اور لوگ ہر طرف سے حضرت کو تعزیت پیش کرتے تھے، گویا فضائے عالم گریہ و نوحہ کر رہی تھی۔

### خطبہ حضرت سجاد صلی اللہ علیہ وسلم نزد مدینہ

اس وقت امام سجاد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔

لگوں نے رونا بند کر دیا۔

**ترجمہ:** فرمایا: حمد ہے اس خدا کے لئے جو تمام عالمین کا پالنے والا، اور روزِ جزا کا مالک، اور تمام خلوقات کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ خدا عقولوں کے ادراک سے دور ہے۔ اور مجھی راز اس پر ظاہر ہیں۔ حمد خدا کرتا ہوں مشکلات کے دیکھنے پر، زمانے کی شکنیوں پر، دردناک داغوں پر، زہر آسودگوں پر، عظیم مصیبتوں اور بلااؤں پر۔

اے لوگو! حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمارا امتحان بہت بڑی مصیبتوں کے ذریعہ لیا، اور اسلام میں بہت بڑا خلا داقع ہوا۔ امام حسین رض اور ان کے انصار قتل کئے گئے۔ ان کی مستورات کو قیدی بنایا گیا۔ ان کے سر اقدس کو نیزے پر چڑھا کر شہروں میں پھرایا گیا۔ یہ ایکی مصیبۃ ہے جس کی نظریں نہیں ملتی۔

اے لوگو! تمہارے مردوں میں کوئی ایسا مرد ہوگا جو اس مصیبۃ کے سنبھل کے بعد خوشحال ہوگا؟ اور کون سادل ہے جو اس غم و اندوہ سے خالی ہے؟ اور کون سی آنکھ ہوگی جو اس غم پر آنسو بہانے سے گریز کرے گی؟ جب کہ سات آسمان اس کے قتل پر روئے۔ دریاؤں نے اپنی موجودوں کے ساتھ گریہ کیا، اور آسمان اپنے ارکان کے ساتھ روئے۔ تمام زمین نے گریہ وزاری کی۔ درختوں کی شاخوں، دریاؤں کی مچھلیوں، دریا کی موجودوں اور مغرب فرشتوں اور سات آسمانوں کی تمام خلوق نے اس مصیبۃ میں عز اور ای کی۔ اے لوگو۔ کون سا ایسا دل ہے جو اس کی طرف متوجہ ہو اور گریہ نہ کرے؟ اور کون سا کان ہے کہ جو اسلام پر آنے والی اس عظیم مصیبۃ کو سننے کی قدرت رکھے؟

اے لوگو۔ ہمیں پر اکنہ کیا گیا، اور اپنے شہروں سے دور کیا گیا۔ گویا کہ ہم ترکستان و کابل کے باشندے ہیں، جنکہ ہم نے نہ کوئی حرم کیا تھا گناہ۔ نہ کوئی ناپسندیدہ کام اور شدید اسلام میں کوئی تبدیلی کی۔

خدا کی قسم پیغمبر اکرم ﷺ نے جو سفارشات ہمارے حق میں فرمائی ہیں اگر ان کی بجائے ہمارے ساتھ جنگ کرنے کا فرمان جاری کرتے۔ تو ظالم اس سے زیادہ ظلم نہ کر پاتے۔ ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ ہماری مصیبت کس قدر بزرگ، دردناک دلوں کو جلانے والی، سخت، تلخ اور مشکل تھی۔ خداوند تعالیٰ سے درخواست ہے کہ ان مصائب اور سختیوں کے بد لے ہمیں اجر و رحمت عطا فرمائے۔ کیونکہ وہ عزیز اور انقام لینے والا ہے۔

جب خطبہ امام سید سجاد (ع) اس جگہ پہنچا تو صوحان بن معصصہ بن صوحان کہ جو چلنے سے عاجز تھے، اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے، اور مغفرت خواہی کرتے ہوئے کہا: یا اہن رسول اللہ میں پاؤں سے محروم اور اپاٹھ ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے آپ کی امداد نہ کر سکا۔ حضرت نے اس کے عذر کو قبول کیا اور اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے باپ معصصہ کے لئے دعائے رحمت فرمائی۔

### مذہب کے مکانات کی حالت زار

اس کے بعد امام سجاد (ع) اپنے اہل و عیال کے ساتھ شہر مدینہ میں وارد ہوئے اور اپنے اقرباء کے گھروں اور اپنے قبیلہ کے مردوں پر نگاہ ڈالی، دیکھا تمام گھر اپنے زبان حال سے اپنے عزیز دوں اور مردوں کے گم ہو جانے پر نوحہ کنائ تھے، آنسو بہار ہے تھے۔ مصیبت زدہ عورتوں کی طرح گریہ کر رہے تھے، اور اپنے وارثوں کے احوال پوچھ رہے تھے اور حضرت کے دل کے غم کی آگ میں اضافہ کر رہے تھے۔

امام حسین (ع) کا بیت الشرف فریاد بلند کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے لوگو! میرا عذر قبول کرنا کہ جس طرح میں تو ہے پڑھ رہا اور فریاد کر رہا ہوں، اسی طرح تم بھی اس

## مصیبت میں میری مدد کرو۔

کیونکہ میں ان کے فراق میں نالہ کر رہا ہوں، اور ان کے اخلاقی کریمہ پر سوگوار ہوں۔ میرے دن رات میرے ہم راز اندر وون خانہ کے چراغ اور میرے سحرگاہ اور میرے خیمے کی رسیاں میرے شرف و افتخار تھے، اور میری نصرت کرنے والے طاقت بخشندہ والے، اور میرے لئے سورج اور چاند تھے۔

اور کس قدر راتوں کی وحشت کو اپنی بزرگواری کے ساتھ مجھ سے خارج کیا، اور اپنے لطف و کرم سے میری حرمت میں اضافہ فرمایا، اور اپنی سحرگاہ کی مناجات کو میرے کانوں تک پہنچایا، اور اپنے اسرار گراں مایہ سے مجھے گراس قدر بنایا، اور کس قدر راتوں کو اپنی نورانی مجالس و محاذیل سے مجھے زست بخشی اور اپنے فضائل کے ساتھ مجھے معط فرمایا، اور میری خشک لکڑیوں کو اپنے نورانی دیدار سے سربز و شاداب کیا، اور میری خوست کو اپنی برکت کے ذریعہ نابود فرمایا۔

کس قدر فضیلت کی شاخوں کو میری آرزو کے کھیتوں میں کاشت کیا، اور میرے مقام کو اپنی مصاحت سے محفوظ کیا۔ لکنی صحبوں کو میں نے تمام مکانوں پر فضیلت پائی، اور ان پر فخر کرتا اور خوشحال و مسرور تھا، اور میری کس قدر نا امیڈیوں کو اپنی آرزوؤں سے زندہ کیا۔

کس قدر اپنے خوف کو جو خشک ہڈیوں کی مانند میرے وجود میں مخفی تھا باہر نکلا، لیکن موت کے تیر نے ان کو اپنا نشانہ بنایا، اور زمانے نے مجھ پر حسد کیا کہ وہ دشمنوں کے درمیان غریب رہ گئے، اور خالقین کے تیروں کا نشانہ بن گئے۔ آج عظمت کا محور جوان کی انگلیوں کے اشاروں پر برقرار تھا، ختم کر دیا گیا، اور مجسمہ مناقب کے گم ہونے سے زبان شکوہ کرتی ہے، اور مجسمہ نیکی ان بزرگواروں کے اعضاء کے کٹ جانے سے نابود ہو جائے

گی، اور حکام خداوندی ان کی صورتوں کو نہ دیکھنے کی وجہ سے گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ افسوس اس بالقوی انسان پر کہ جس کا خون ان جنگلوں میں بہایا گیا اور افسوس اس باکمال لشکر پر کہ جس کا پرچم ان مشکلات میں زین پر گر پڑا۔

اگر لوگ رونے میں میرا ساتھ نہ دیں، اور جاہل لوگ مجھے ان مصیبتوں میں تھا چھوڑ دیں۔ تو میری ہمنوائی کے لئے بوسیدہ خاک کے ٹیڈے اور ویران گھروں کی دیواریں کافی ہیں، کیونکہ وہ بھی میری طرح گریہ وزاری کرتی ہیں، اور میری طرح غم و اندوہ میں خوط زدن ہیں۔

اگر تم لوگ سننے کی صلاحیت رکھتے ہو تو سنو کہ ان شہدائے راہ حق پر نمازیں کس قدر نوح کتاب ہیں، اور ان کی بزرگی و کرامت ان کی ملاقات کی مشتاق ہیں، اور بخشش و کرم ان کے دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔

مسجدوں کے محراب ان کے فراق و جدائی پر گریہ کتاب ہیں، اور بے نوا افراد ان کی عطاوں کے لئے فریاد کر رہے ہیں۔ یقیناً ان فریادوں سے غم و اندوہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں، اور تمہیں کو معلوم ہو جاتا کہ اس عظیم مصیبت میں تم نے کوئی کی ہے، بلکہ اگر میری تھائی اور میرے ٹوٹنے کو دیکھتے۔ تو تمہاری آنکھوں کے سامنے ایسے مناظر مجسم ہو جاتے کہ پاکیزہ دل درد میں مبتلا ہو جاتے، اور سینوں میں افسوس و اندوہ کو حرکت میں لاتے، اور وہ مکانات جو مجھ سے خدرا کرتے تھے۔ میری سرفوش کرنے لگے اور روزگار کے خطرات مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ آہ کس قدر میں ان مکانوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں جن میں وہ مکین آرام فرمائیں۔

اے کاش میں بھی انسان کی جنی سے ہوتا اور اپنے آپ کو تواروں کے مقابلہ میں پر بناتا، اور اپنی جان کو ان پر فدا کرتا، تاکہ وہ زندہ رہتے، اور ان کے دشمنوں سے

جنہوں نے نیزوں سے ان پر وار کیا انتقام لیتا، اور دشمنوں کے تیروں کو ان سے روکتا۔ اب جبکہ یہ افخار مجھے نصیب نہیں ہوا۔ اے کاش میں ان ناز پروردہ بدنوں کاٹھ کانہ و منزل ہوتا اور اتنا تو کر سکتا کہ ان کے اجسام طیبہ کو محفوظ کر لیتا۔

آہ اگر میں ان جاثنار عالی قدر مردوں کی آخری آرام گاہ ہوتا۔ پوری کوشش و محنت کے ساتھ ان کے بدنوں کی حفاظت کرتا اور ان کے پرانے حقوق کو ادا کرتا، اور ان کے بدنوں پر پھر گرنے سے روکتا، اور فرمان بردار غلاموں کی طرح ان کی خدمت میں کھڑا رہتا، اور ان نورانی و پاکیزہ صورتوں اور ان کے جسموں کے نیچے عظمت و کرامت کے فرش بچھاتا، اور ان کی محبت و ہم نشی کی آرزو کو پہنچتا، اور ان کے نور سے اپنے باطن کو روشن کرتا۔

آہ کس قدر اپنی آرزوؤں تک پہنچنے کا مشتاق ہوں، اور کس قدر اپنے اندر بننے والوں کی دوری پر غم ناک ہوں، اور دنیا کی تمام فریادیں اور نالے میرے نالوں اور فریادوں سے کم تر ہیں، اور ہر قسم کی دواں کے پاکیزہ وجود کے علاوہ میری شفا کے لئے بے اثر ہے، لیکن میں میں نے ان کے غائب ہونے پر لباس عزا زیب تن کر لیا اور سو گواری کی قیمت پہن لی ہے، اور صبر کو پانے سے نامید ہو چکا ہوں، اور میں نے کہا: آسائش و آرام زمانہ کے سبب میری اور تیری ملاقات قیامت کے دن ہوگی۔

ابن قتبیہ نے کس قدر بہترین اشعار کہے ہیں کہ جب ان ویران گھروں کو دیکھا تو رونے لگا اور یوں گویا ہوا:

**ترجمہ۔ آل محمد کے گھروں کے پاس سے گزراء، اور دیکھا کہ وہ مکانات اس میں کی طرح نہیں جب آل محمد ان میں سکونت پذیر ہے۔ خداوند تعالیٰ ان گھروں اور ان کے بننے والوں کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔ اگرچہ میرے خیال میں آج یہ مکانات**

اپنے مکینوں سے خالی ہو چکے ہیں۔

جان لو کہ شہدائے کربلا کا قتل مسلمانوں کی گروں میں ذلت کا طوق ہے، اور اب ان کی ذلت کے آثار ظاہر ہیں۔ فرزندان آں پیغمبر جو ہمیشہ لوگوں کی پناہ گاہ تھے، اور اب دلوں کیلئے مصیبت بن گئے ہیں تمام مصیبتوں سے عظیم اور غمناک ترین ہیں۔ مگر تم نے نہیں دیکھا کہ سورج کا رنگ شہادت حسین علیہ السلام کی وجہ سے بیماروں کی طرح زرد ہو گیا، اور زمین اس مصیبت کی وجہ سے لرزنے لگی۔ اے وہ شخص جو مصیبت ابا عبد اللہ ع سنتے ہو غم و حزن میں اس طرح رہو کہ جس طرح فرزندان رسول خدا صلی اللہ علیہ و آله و سلم رہتے تھے۔

### گریہ امام زین العابدین علیہ السلام

روایت میں ہے: امام زین العابدین علیہ السلام باوجود اس مقام علم و صبر کے جس کی توصیف نہیں کی جاسکتی، اس مصیبت میں بہت روتنے اور ان کے غم و حزن کی انتہاء تھی۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ زین العابدین علیہ السلام چالیس (۴۰) سال اپنے باپ کی مصیبت میں روتنے رہے۔ حالانکہ دونوں میں روزہ دار ہوتے، اور راتوں میں عبادت کرتے تھے، اور جب افطاری کا وقت ہوتا حضرت علیہ السلام کا غلام پانی اور کھانا آپ کے سامنے رکھتا تھا۔ اور عرض کرتا: میرے آقا جان! تناول فرمائیے۔ حضرت علیہ السلام کہتے۔

«قتل ابن رَسُولِ اللَّهِ جَائِعًا قُتْلَ ابن رَسُولِ اللَّهِ عَطْشَانًا»

پیغمبر کے بیٹے کو بھوکا و پیاسا قتل کیا گیا، اور ہمیشہ یہ بات کرتے اور روتنے تھے۔ جب بھی کھانا اور پانی تناول فرماتے تو ان کی آنکھیں اشکوں سے پُر نم ہو جاتی تھیں،

اور ہمیشہ اس حالت میں رہے، یہاں تک کہ دنیا سے انقال کر گئے۔

حضرت سجاد علیہ السلام کا غلام نقل کرتا ہے: ایک دن حضرت صحراء کی طرف گئے،

اور میں ان کے پیچھے گیا۔ دیکھا کہ حضرت نے اپنی پیشانی ایک سخت پتھر پر رکھی ہے۔  
میں کھڑا ہو گیا اور ان کا گریہ دنالہ سنتا رہا، اور حساب کیا کہ ہزار مرتبہ کہا۔  
 ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقٌّ حَقًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعْبُدُوا وَرِقًا، لَا  
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِيمَانًا وَتَصْدِيقًا وَصِدْقًا﴾

اس کے بعد سجدہ سے سر اٹھایا۔ میں نے دیکھا حضرت کا چہرہ اور محسن آنسو سے تر تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کاغم و گریہ ختم ہونے والا ہیں ہے؟  
فرمایا: افسوس تم پر ایعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خود پیغمبر اور پیغمبر کے بیٹے  
تھے، ان کے بارہ بیٹے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کے بیٹوں میں سے صرف ایک بیٹے کو  
ان کی نظر دل سے دور کر دیا۔ پریشانی اور غم کے دباو سے ان کے سر کے بال سفید ہو گئے،  
اور غم کی وجہ سے ان کی کمرخنیدہ اور روئے کی وجہ سے آنکھوں کا نور ختم ہو گیا، حالانکہ ان کا  
فرزند زندہ تھا۔ لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے باپ اور بھائی اور کے افراد میرے اہل بیت کے قتل کئے گئے، اور خاک پر پڑے رہے۔ پس کس طرح میرا غم و  
حزن ختم ہوا اور میرے رونے میں کمی واقع ہو۔

رقم الحروف کا بیان ہے: میں یہ اشعار پڑھتا ہوں اور ان بزرگواروں کی طرف  
اشارہ کرتا ہوں۔

کون ہے جو جا کر شہد ایکر بلا کو خردے اور کہے کہ تم نے لباس غم اہل کر رہیں  
دے دیا ہے جو کبھی پرانا نہیں ہو سکتا، بلکہ ہمیں پرانا اور نابود کرتا ہے۔ اور وہ زمانہ کہ جس  
میں تم سے ملاقات ہمیں خوشحال کرتی تھی، اب تمہاری جدائی ہمیں زلاتی ہے، اور تمہارے  
عائوب ہونے سے ہمارے ایام زندگی سیاہ ہو گئے، حالانکہ ہماری اندھیری راتیں تمہارے  
نور سے روشن ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ  
وَعَجِّلْ فَرَجَهُمْ وَالْعَنْ أَعْذَابَهُمْ.



ہر قسم کی اسلامی، اخلاقی، فقہ جعفری  
کتب اور اس کے علاوہ  
اسلامی DVD اور CD



مکتبۃ الرضا  
8- پیغمبر میان مارکیٹ غزنی شریٹ  
اردو بازار لاہور۔ فون: 042-7245166

حیدری کتب خانہ  
اندر وون کربلا گاہ می شاہ بھائی گیٹ لاہور  
0345-4563616

## اطلاع برائے مومنین

- 1 1980ء سے قائم کردہ "شعبہ شادی بیاہ" باقاعدگی سے کام کر رہا ہے۔ ضرور تمدن حضرات سجع 9 بجے سے دن 12 بجے اور شام 5 بجے سے رات 8 بجے کے دوران رابطہ کریں۔
- 2 1987ء سے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے اجتماعی طور پر 10 روزہ مجلس عزا ہر سال 15 اپریل سے 14 اپریل وقت 4 بجے شام مرکزی امام پارگاہ 6/2-G اسلام آباد میں منعقد ہوتی ہیں۔
- 3 1997ء سے ہر سال قافلہ برائے حج بیت اللہ زیر احتمام "کاوان عمار یاسر" اسلام آباد سے روانہ ہوتا ہے۔
- 4 اسلامک بک سنٹر/عمار کیسٹ لا بھریری کے تحت ہر قسم کی دینی کتب، علمائے کرام کی آڈیو، ویڈیو کیشیں/اسی ڈیزائن اور گلکینے وغیرہ برائے فروخت دستیاب ہیں۔

سید محمد تقیٰ بن کاظمی

گل نمبر 12، 2/6-G اسلام آباد فون: 051-2870105 362-C